بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرآنِ حکیم کے احکام

جلد سوم

سُوۡرَۃُ طٰہٰ ۔۔۔۔ تا ۔۔۔۔ سُوۡرَۃُ صٓ

آیات 1710 احکام 240

از

پروفیسر ڈاکٹر محمد فائق صدیقی قادری بدایونی

ناشر

شکیب قاسم پبلی کیشنز

سی-۱۱/ ۸، گلبرگ فیڈرل بی-ایریا، کراچی

حقوق اشاعت عام

اشاعت اول	۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۶ھ
طباعت	
کمپوزنگ	سید شعیب افتخار مسعودی
مکمل سیٹ چار جلد	۲۰۰۰ روپیہ
پروف ریڈنگ	ڈاکٹر مجیب عالم ڈاکٹر فیروز احمد
تعداد احکام	۲۴۰
تعداد آیات	۱۷۱۰

معاونت

محمّد اویس صدیقی قادری

محمّد بلال صدیقی قادری

محمّد زید صدیقی قادری

بسم الله الرحمن الرحيم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o

اے اللہ! محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر رحمت نازل فرما
جس طرح آپ نے ابراہیم علیہ السّلام اور ابراہیم علیہ السّلام کی اولاد پر رحمت نازل فرمائی
آپ ہی لائق حمد ہیں، بزرگی والے ہیں

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o

اے اللہ محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر برکت نازل فرما
جس طرح آپ نے ابراہیم علیہ السّلام اور ابراہیم علیہ السّلام کی اولاد پر برکت نازل فرمائی
بے شک آپ ہی لائق حمد ہیں، بزرگی والے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّ هٰذِهٖ تَذۡكِرَةٌ ۚ

فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلًا ۝١٩ ع

(سُوۡرَةُ الۡمُزَّمِّل)

بے شک یہ (قرآن) ایک نصیحت ہے
سو جو چاہے اپنے رب کی طرف جانے
کا راستہ اختیار کرے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

وَابۡتَغُوۡۤا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ وَجَاهِدُوۡا

فِىۡ سَبِيۡلِهٖ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۝۳۵

(اَلۡمَآئِدَة)

اے ایمان والو! تقویٰ کرو اللہ کے لیئے اور

تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جہاد کرو

اس کی راہ میں کہ تم فلاح پاؤ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرآن حکیم ھدایت ہے

تقویٰ کرنے والوں کے لیئے۔

غیب پر ایمان لانے والوں کے لیئے۔

صلوٰۃ قائم کرنے والوں کے لیئے۔

رزق سے انفاق کرنے والوں کے لیئے۔

تنزیل پر ایمان لانے والوں کے لیئے۔

اور

آخرت کا یقین رکھنے والوں کے لیئے۔

(لَا رَیۡبَ فِیۡهِ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسمائے ربیؐ، جن کے بغیر نماز نہیں ہوتی

اللّٰہ

رب، رحمان، رحیم

مالک، سبحان، حمید

مجید

ختم نماز پر

(دعائے مسنون میں اہم نام)

سلام ۔ ذُو الۡجَلٰلِ وَ الۡاِکۡرَامِ

(غلامان غلام محمد فائق)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمد ۔ تسبیح ۔ عبادت اور تقویٰ کیا ہے؟

کلمۂ طیّب، لاحول
استغفار اور درود شریف کا وِرد جاری رکھیں

ایجابی صفاتِ ربّی کا وِرد **حمد** ہے

سلبی صفاتِ ربّی کی نفی **تسبیح** ہے

اوامر کی تعمیل **عبادت** ہے

کبر و کبرائی اللہ کے لیے عجز و عاجزی بندے کے لیے ہے

اللہ ربِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، بندہ غلامِ غلامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے

میرا ماہی صلِّ علیٰ میں کچھ بھی نہیں

(غلامانِ غلام محمد فائق)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انتساب۔۔۔!

لکھی میں نے یہ شرحِ احکامِ قرآں
بہ فیضانِ لطفِ کمالِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کیا مُنتَسبُ اس کو پھر میں نے فائقؔ
بنامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(فائقؔ بدایونی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرستِ احکامات

حکم نمبر	نام سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۶۰۸	طٰہٰ	۱۲_۱۳	۱۹
۶۰۹	طٰہٰ	۱۹تا۲۲	۲۰
۶۱۰	طٰہٰ	۲۳_۴۱تا۴۴	۲۱
۶۱۱	طٰہٰ	۴۶_۴۷	۲۲
۶۱۲	طٰہٰ	۵۴	۲۴
۶۱۳	طٰہٰ	۶۸_۶۹	۲۵
۶۱۴	طٰہٰ	۷۷	۲۶
۶۱۵	طٰہٰ	۸۱	۲۷
۶۱۶	طٰہٰ	۹۰	۲۸
۶۱۷	طٰہٰ	۱۰۵	۲۹
۶۱۸	طٰہٰ	۱۱۴	۲۹
۶۱۹	طٰہٰ	۱۲۳	۳۰
۶۲۰	طٰہٰ	۱۳۰	۳۱
۶۲۱	طٰہٰ	۱۳۱	۳۲
۶۲۲	طٰہٰ	۱۳۲	۳۴
۶۲۳	طٰہٰ	۱۳۵	۳۵
۶۲۴	انبیاء	۷	۳۵
۶۲۵	انبیاء	۲۴	۳۶
۶۲۶	انبیاء	۲۵	۳۷
۶۲۷	انبیاء	۳۷	۳۸
۶۲۸	انبیاء	۴۲	۳۹
۶۲۹	انبیاء	۴۵	۴۰
۶۳۰	انبیاء	۶۹	۴۱
۶۳۱	انبیاء	۹۲	۴۱
۶۳۲	انبیاء	۱۰۸	۴۲
۶۳۳	انبیاء	۱۰۹	۴۳
۶۳۴	الحج	۱	۴۴
۶۳۵	الحج	۲۶	۴۵
۶۳۶	الحج	۲۷	۴۶
۶۳۷	الحج	۲۸	۴۶
۶۳۸	الحج	۲۹	۴۷
۶۳۹	الحج	۳۰	۴۸
۶۴۰	الحج	۳۱	۵۰
۶۴۱	الحج	۳۲	۵۱

حکم نمبر	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۶۴۲	الحج	۳۴	۵۲
۶۴۳	الحج	۳۶	۵۳
۶۴۴	الحج	۳۷	۵۴
۶۴۵	الحج	۴۹	۵۵
۶۴۶	الحج	۶۷	۵۶
۶۴۷	الحج	۶۸	۵۷
۶۴۸	الحج	۷۲	۵۷
۶۴۹	الحج	۷۷	۵۹
۶۵۰	الحج	۷۸	۵۹
۶۵۱	المؤمنون	۱تا۱۱	۶۱
۶۵۲	المؤمنون	۲۳	۸۲
۶۵۳	المؤمنون	۲۷	۸۳
۶۵۴	المؤمنون	۲۸	۸۴
۶۵۵	المؤمنون	۲۹	۸۴
۶۵۶	المؤمنون	۳۲	۸۵
۶۵۷	المؤمنون	۵۱	۸۶
۶۵۸	المؤمنون	۵۲	۸۷
۶۵۹	المؤمنون	۸۴تا۹۰	۸۸
۶۶۰	المؤمنون	۹۳_۹۴	۹۰
۶۶۱	المؤمنون	۹۶	۹۱
۶۶۲	المؤمنون	۹۷_۹۸	۹۲

حکم نمبر	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۶۶۳	المؤمنون	۱۰۸	۹۳
۶۶۴	المؤمنون	۱۱۸	۹۴
۶۶۵	النور	۱	۹۴
۶۶۶	النور	۲	۹۵
۶۶۷	النور	۳	۹۶
۶۶۸	النور	۴	۹۸
۶۶۹	النور	۶_۷	۹۹
۶۷۰	النور	۸_۹	۱۰۰
۶۷۱	النور	۱۷	۱۰۱
۶۷۲	النور	۲۱	۱۰۳
۶۷۳	النور	۲۲	۱۰۴
۶۷۴	النور	۲۳	۱۰۵
۶۷۵	النور	۲۷	۱۰۶
۶۷۶	النور	۲۸	۱۰۷
۶۷۷	النور	۳۰	۱۰۸
۶۷۸	النور	۳۱	۱۰۹
۶۷۹	النور	۳۲	۱۱۱
۶۸۰	النور	۳۳	۱۱۲
۶۸۱	النور	۳۶	۱۱۳
۶۸۲	النور	۵۱_۵۲	۱۱۵
۶۸۳	النور	۵۳	۱۱۶

حکم نمبر	نام سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۶۸۴	النور	۵۵	۱۱۷
۶۸۵	النور	۵۶	۱۱۸
۶۸۶	النور	۵۷	۱۱۹
۶۸۷	النور	۵۸_۵۹	۱۲۰
۶۸۸	النور	۶۰	۱۲۱
۶۸۹	النور	۶۱	۱۲۲
۶۹۰	النور	۶۲	۱۲۴
۶۹۱	النور	۶۳	۱۲۵
۶۹۲	الفرقان	۶	۱۲۶
۶۹۳	الفرقان	۹	۱۲۷
۶۹۴	الفرقان	۱۵	۱۲۸
۶۹۵	الفرقان	۵۲	۱۲۹
۶۹۶	الفرقان	۵۷	۱۳۰
۶۹۷	الفرقان	۵۸	۱۳۰
۶۹۸	الفرقان	۵۹	۱۳۱
۶۹۹	الفرقان	۷۷	۱۳۲
۷۰۰	الشعراء	۱۵تا۱۷	۱۳۳
۷۰۱	الشعراء	۶۳	۱۳۴
۷۰۲	الشعراء	۶۹	۱۳۵
۷۰۳	الشعراء	۱۰۸	۱۳۵
۷۰۴	الشعراء	۱۲۶	۱۳۶
۷۰۵	الشعراء	۱۴۳_۱۵۲	۱۳۶
۷۰۶	الشعراء	۱۶۲_۱۶۳	۱۳۷
۷۰۷	الشعراء	۱۷۸تا۱۸۴	۱۳۸۹
۷۰۸	الشعراء	۲۱۳	۱۳۹
۷۰۹	الشعراء	۲۱۴	۱۴۰
۷۱۰	الشعراء	۲۱۵	۱۴۰
۷۱۱	الشعراء	۲۱۶	۱۴۱
۷۱۲	الشعراء	۲۱۷	۱۴۲
۷۱۳	النمل	۱۰	۱۴۲
۷۱۴	النمل	۱۲	۱۴۳
۷۱۵	النمل	۵۹	۱۴۴
۷۱۶	النمل	۶۴	۱۴۵
۷۱۷	النمل	۶۵	۱۴۵
۷۱۸	النمل	۶۹	۱۴۶
۷۱۹	النمل	۷۰	۱۴۷
۷۲۰	النمل	۷۲	۱۴۷
۷۲۱	النمل	۷۹	۱۴۸
۷۲۲	النمل	۹۱	۱۴۹
۷۲۳	النمل	۹۲	۱۵۰
۷۲۴	النمل	۹۳	۱۵۱
۷۲۵	القصص	۷	۱۵۱
۷۲۶	القصص	۳۱	۱۵۳

حکم نمبر	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۴۲۷	القصص	۳۲	۱۵۳
۴۲۸	القصص	۴۹_۵۰	۱۵۵
۴۲۹	القصص	۵۶	۱۵۶
۴۳۰	القصص	۷۱	۱۵۷
۴۳۱	القصص	۷۲	۱۵۷
۴۳۲	القصص	۸۵	۱۵۸
۴۳۳	القصص	۸۶_۸۷	۱۵۹
۴۳۴	القصص	۸۸	۱۶۱
۴۳۵	العنکبوت	۸	۱۶۲
۴۳۶	العنکبوت	۱۶	۱۶۳
۴۳۷	العنکبوت	۱۷	۱۶۴
۴۳۸	العنکبوت	۲۰_۲۱	۱۶۵
۴۳۹	العنکبوت	۲۸_۲۹	۱۶۶
۴۴۰	العنکبوت	۳۶	۱۶۷
۴۴۱	العنکبوت	۴۵	۱۶۸
۴۴۲	العنکبوت	۴۶	۱۶۹
۴۴۳	العنکبوت	۵۰	۱۷۰
۴۴۴	العنکبوت	۵۲	۱۷۱
۴۴۵	العنکبوت	۵۶	۱۷۲
۴۴۶	العنکبوت	۶۳	۱۷۳
۴۴۷	الروم	۱۷	۱۷۴
۴۴۸	الروم	۳۰	۱۷۵
۴۴۹	الروم	۳۱	۱۷۶
۴۵۰	الروم	۳۸	۱۷۷
۴۵۱	الروم	۴۲	۱۷۸
۴۵۲	الروم	۴۳	۱۷۹
۴۵۳	الروم	۵۰	۱۸۰
۴۵۴	الروم	۶۰	۱۸۱
۴۵۵	لقمان	۷	۱۸۲
۴۵۶	لقمان	۱۱	۱۸۳
۴۵۷	لقمان	۱۳	۱۸۴
۴۵۸	لقمان	۱۴	۱۸۴
۴۵۹	لقمان	۱۵	۱۸۶
۴۶۰	لقمان	۱۶تا۱۹	۱۸۷
۴۶۱	لقمان	۲۵	۱۸۹
۴۶۲	لقمان	۳۳	۱۹۰
۴۶۳	السجدہ	۱۱	۱۹۱
۴۶۴	السجدہ	۲۳	۱۹۲
۴۶۵	السجدہ	۲۹	۱۹۳
۴۶۶	السجدہ	۳۰	۱۹۳

حکم نمبر	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۷۶۷	الاحزاب	۱	۱۹۴
۷۶۸	الاحزاب	۲	۱۹۶
۷۶۹	الاحزاب	۳	۱۹۶
۷۷۰	الاحزاب	۵	۱۹۷
۷۷۱	الاحزاب	۹	۱۹۸
۷۷۲	الاحزاب	۱۶	۲۰۰
۷۷۳	الاحزاب	۱۷	۲۰۱
۷۷۴	الاحزاب	۲۱	۲۰۱
۷۷۵	الاحزاب	۲۸_۲۹	۲۰۲
۷۷۶	الاحزاب	۳۰	۲۰۴
۷۷۷	الاحزاب	۳۱	۲۰۵
۷۷۸	الاحزاب	۳۲	۲۰۶
۷۷۹	الاحزاب	۳۳	۲۰۷
۷۸۰	الاحزاب	۳۴	۲۰۸
۷۸۱	الاحزاب	۳۶	۲۰۹
۷۸۲	الاحزاب	۳۷	۲۱۰
۷۸۳	الاحزاب	۴۱_۴۲	۲۱۲
۷۸۴	الاحزاب	۴۵	۲۱۲
۷۸۵	الاحزاب	۴۸	۲۱۳
۷۸۶	الاحزاب	۴۹	۲۱۴

حکم نمبر	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۷۸۷	الاحزاب	۵۰	۲۱۵
۷۸۸	الاحزاب	۵۱	۲۱۶
۷۸۹	الاحزاب	۵۲	۲۱۷
۷۹۰	الاحزاب	۵۳	۲۱۸
۷۹۱	الاحزاب	۵۵	۲۱۹
۷۹۲	الاحزاب	۵۶	۲۲۰
۷۹۳	الاحزاب	۵۸	۲۲۰
۷۹۴	الاحزاب	۵۹	۲۲۱
۷۹۵	الاحزاب	۶۳	۲۲۲
۷۹۶	الاحزاب	۶۹	۲۲۳
۷۹۷	الاحزاب	۷۰	۲۲۳
۷۹۸	الاحزاب	۷۱	۲۲۴
۷۹۹	سبا	۳	۲۲۵
۸۰۰	سبا	۱۰_۱۱	۲۲۶
۸۰۱	سبا	۱۳	۲۲۷
۸۰۲	سبا	۱۵	۲۲۸
۸۰۳	سبا	۲۲	۲۲۹
۸۰۴	سبا	۲۴	۲۳۰
۸۰۵	سبا	۲۵	۲۳۰
۸۰۶	سبا	۲۶	۲۳۱

حکم نمبر	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۸۰۷	سبا	۲۷	۲۳۲
۸۰۸	سبا	۲۸	۲۳۳
۸۰۹	سبا	۳۰	۲۳۴
۸۱۰	سبا	۳۶	۲۳۵
۸۱۱	سبا	۳۹	۲۳۶
۸۱۲	سبا	۴۶	۲۳۷
۸۱۳	سبا	۴۷	۲۳۸
۸۱۴	سبا	۴۸	۲۳۹
۸۱۵	سبا	۴۹	۲۳۹
۸۱۶	سبا	۵۰	۲۳۹
۸۱۷	فاطر	۳	۲۴۰
۸۱۸	فاطر	۵_۶	۲۴۱
۸۱۹	فاطر	۱۵	۲۴۲
۸۲۰	فاطر	۴۰	۲۴۳
۸۲۱	یٰسین	۱۱	۲۴۴
۸۲۲	یٰسین	۱۳	۲۴۵
۸۲۳	یٰسین	۴۵	۲۴۷
۸۲۴	یٰسین	۴۷	۲۴۸
۸۲۵	یٰسین	۵۵_۵۸	۲۴۹
۵۲۶	یٰسین	۶۰_۶۱	۲۵۰
۸۲۷	یٰسین	۷۹	۲۵۱

حکم نمبر	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۸۲۸	یٰسین	۸۲	۲۵۲
۸۲۹	الصّٰفّٰت	۱تا۴	۲۵۳
۸۳۰	الصّٰفّٰت	۱۱	۲۵۴
۸۳۱	الصّٰفّٰت	۱۸	۲۵۵
۸۳۲	الصّٰفّٰت	۲۲_۲۴	۲۵۵
۸۳۳	الصّٰفّٰت	۶۰_۶۱	۲۵۶
۸۳۴	الصّٰفّٰت	۷۳	۲۵۷
۸۳۵	الصّٰفّٰت	۱۴۹_۱۵۶	۲۵۸
۸۳۶	الصّٰفّٰت	۱۷۴_۱۷۵	۲۵۹
۸۳۷	ص	۱۷تا۲۰	۲۶۰
۸۳۸	ص	۲۶	۲۶۱
۸۳۹	ص	۲۹	۲۶۲
۸۴۰	ص	۴۱_۴۲	۲۶۳
۸۴۱	ص	۴۴	۲۶۴
۸۴۲	ص	۴۵_۴۷	۲۶۵
۸۴۳	ص	۴۸	۲۶۶
۸۴۴	ص	۶۵	۲۶۷
۸۴۵	ص	۶۷تا۷۰	۲۶۸
۸۴۶	ص	۷۷_۷۸	۲۶۹
۸۴۷	ص	۸۶	۲۷۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مختصرات جِلد سوم

نمبر شمار	نام سورہ	تعداد آیات	تعداد احکام	تنزیل
.20	طٰہٰ	135	608 سے 623 = 16	مکی
.21	الانبیاء	112	624 سے 633 = 10	مکی
.22	الحج	78	634 سے 650 = 17	مدنی
.23	المؤمنون	118	651 سے 664 = 14	مکی
.24	النّور	64	665 سے 691 = 27	مدنی
.25	الفرقان	77	692 سے 699 = 08	مکی
.26	الشعراء	227	700 سے 712 = 13	مکی
.27	النمل	93	713 سے 724 = 12	مکی
.28	القصص	88	725 سے 734 = 10	مکی
.29	العنکبوت	69	735 سے 746 = 12	مکی
.30	الرّوم	60	747 سے 754 = 08	مکی

نمبر شمار	نام سورہ	تعداد آیات	تعداد احکام	تنزیل
.31	لقمٰن	34	755سے 762 = 08	مکی
.32	السجدہ	30	763سے 766 = 04	مکی
.33	الاحزاب	73	767سے 798 = 32	مدنی
.34	سَبَاَ	54	799سے 814 = 18	مکی
.35	فاطر	45	815سے 820 = 04	مدنی
.36	یٰسن	83	821 سے 828 = 08	مکی
.37	الصفت	182	829 سے 836 = 08	مکی
.38	صٓ	88	837 سے 847 = 11	مکی
	کل سورتیں ۱۹	1710	240	مکی(15)، مدنی(4)

جلد اوّل کے

صفحات نمبر ۲۱ تا ۴۹

ضرور پڑھیئے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حکم نمبر ۶۰۸

میں ہی تمہارا رب ہوں (اے موسیٰ) پس تم اپنے جوتے اتار دو کہ تم ایک مقدّس وادی میں ہو جس کا نام "طویٰ" ہے(۱۲)اور میں نے تم کو منتخب کرلیاہے؛لہٰذا سنو وہ جو تم پر وحی کیا جائے۔(۱۳)

سُوۡرَۃُ طٰہٰ	آیت نمبر ۱۲۔۱۳

یہ آیات اس وقت کے حوالے سے ہیں جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام آگ دیکھ کر اسے حاصل کرنے کے لیئے گئے اور وہاں ان کو (اللہ کی) آواز آئی کہ "اِنِّیۡۤ اَنَا رَبُّکَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡکَ ۚ اِنَّکَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًی ﴿ؕ۱۲﴾" بے شک میں ہی تمہارارب ہوں۔تم اپنے جوتے اتار دو کہ تم ایک مقدّس وادی میں ہو۔۔۔۔اوراگلی آیت میں ساتھ ہی ارشاد ہوا" وَ اَنَا اخۡتَرۡتُکَ فَاسۡتَمِعۡ لِمَا یُوۡحٰی ﴿۱۳﴾ "میں نے تم کو منتخب کرلیاہے(نبوّت ورسالت کے لیئے) پس تم سنو وہ کچھ جو تم کو وحی کی جائے۔

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو پہلی وحی میں ایک تو جوتے اتار کر آنے کا حکم دیا گیا پھر منتخب کیئے جانے کی خوشخبری دی گی اور دوسرا یہ حکم دیاگیا کہ جو کچھ تم کو وحی کیا جائے اس کو (غور سے) سنو۔اس کے بعد اگلی آیت میں جو حکم دیاگیاوہ نمبر ۶۰۹ میں مندرج ہے۔

حکم نمبر ۶۰۹

اللہ نے کہا اے موسیٰ علیہ السّلام اپنا عصا زمین پر ڈال دو پھر وہ زندہ سانپ بن گیا۔۔۔۔ اللہ نے کہا اس کو اٹھالو اور ڈرو مت۔۔۔۔ پھر فرمایا تم اپنا ہاتھ بغل میں دو وہ سفید چمکتا ہوا بے عیب نکلے گا۔

سُوْرَۃُ طٰہٰ	آیت نمبر ۱۹ تا ۲۲

محوّلہٗ بالا چار آیات میں ایک ہی حوالے سے تین مختصر احکام حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو دیئے گئے ہیں۔

- پہلا حکم یہ ہے کہ اے موسیٰ علیہ السّلام یہ جو عصا تمہارے ہاتھ میں ہے اس کو زمین پر پھینک دو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے تعمیل حکم کی اور اپنا عصا زمین پر پھینک دیا تو وہ رینگتا ہوا یعنی زندہ سانپ بن گیا۔
- جب عصا سانپ بنا تو حکم دیا گیا کہ اے موسیٰ علیہ السّلام اس کو اپنے ہاتھ میں اٹھالو اور ڈرو مت کہ ہم اس کو اس کی پہلی ہی حالت پر واپس لے آئیں گے یعنی یہ سانپ تمہارے ہاتھ میں آکر پھر عصا بن جائے گا حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اس حکم کی بھی تعمیل کی اور وہ سانپ پھر عصاء بن گیا۔
- پھر حکم ہوا کہ اے موسیٰ علیہ السّلام تم اپنا ہاتھ اپنی بغل میں دبا لو جب اس کو واپس نکالو گے تو وہ سفید چمکدار ہو جائے گا اور سفیدی اور چمک بغیر کسی برائی یا تکلیف یا بغیر مرض کے ہو گی۔ یہ دوسری نشانی ہے۔ یعنی پہلا معجزہ تو عصا کا سانپ بننا تھا اور دوسرا ید بیضا تھا اس کے بعد آیت

نمبر ۲۲ میں فرمایا یہ سب اس لیئے ہے کہ ہم تم کو اپنی قدرت کی بڑی نشانیاں دکھانا چاہتے ہیں۔

یہ آیات حسب ذیل ہیں۔

"قَالَ اَلۡقِهَا يٰمُوۡسٰى ۝١٩" کہا اے موسیٰ! اس کو پھینک دو زمین پر" فَاَلۡقٰهَا فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ تَسۡعٰى ۝٢٠" موسیٰ نے لاٹھی پھینک دی اور وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گئی" قَالَ خُذۡهَا وَ لَا تَخَفۡ سَنُعِيۡدُهَا سِيۡرَتَهَا الۡاُوۡلٰى ۝٢١" فرمایا اسے ہاتھ میں اٹھالو اور خوف نہ کھاؤ کہ ہم اس کو اس کی پہلی حالت پر واپس لے آئیں گے "وَ اضۡمُمۡ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخۡرُجۡ بَيۡضَآءَ مِنۡ غَيۡرِ سُوۡٓءٍ اٰيَةً اُخۡرٰى ۝٢٢" اور اپنا ہاتھ اپنی بغل میں دبالو جب باہر نکالو گے تو وہ سفید چمکتا ہوا بغیر مرض و خرابی ہو گا یہ دوسری نشانی ہے۔

اس کے بعد آیت نمبر ۲۳ میں فرمایا کہ یہ سب اس لیئے ہے کہ ہم اپنی بڑی نشانیوں میں سے کچھ تم کو دکھادیں۔ اس ارشاد کے بعد آیت نمبر ۲۴ میں ایک اور حکم دیا گیا جو حکم نمبر ۶۱۰ کے تحت مندرج ہے۔

حکم نمبر ۶۱۰

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو فرعون کے پاس جانے کا حکم۔

سُوۡرَةُ طٰهٰ	آیت نمبر ۲۴، ۴۱ تا ۴۴

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اپنی دو بڑی نشانیاں (ایک عصا اور دوسرے ید بیضا) عطا کرنے کے بعد فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا۔۔۔ آیت نمبر "۲۴" میں یہ حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ سرکش ہو گیا ہے "اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝٢٤" جایئے فرعون کے پاس

کہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ اس مختصر حکم کے بعد اللہ تعالیٰ سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے "سینہ کھول دینے، کام آسان کرنے، اور زبان کی لکنت دور کرنے کی درخواست کے ساتھ اپنے بھائی حضرت ہارون کو نبوّت عطا کرنے کی درخواست کی کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے مددگار رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کرنے کے بعد اپنے اس احسان کا بھی حوالہ دیا جس کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو بچپن میں فرعون کے ذریعہ قتل ہونے سے بچانے کی تدبیر ان کی والدہ کو بتائی تھی یعنی صندوق میں بند کر کے دریا میں بہانا اور پھر والدہ کے ہی ہاتھوں پرورش پانا۔ اس کے بعد آیت نمبر (۴۱) میں ارشاد ہوا کہ "وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾" تم کو منتخب کر لیا ہے میں نے اپنے لیئے "اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿۴۲﴾" تم اور تمہارا بھائی دونوں جاؤ میری نشانیوں کے ساتھ اور سُستی نہ کرنا میرے تذکرے میں" اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ "تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے" فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ "اور تم دونوں اس سے بات نرمی کے ساتھ کرنا شاید کہ وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔ یعنی اس میں اللہ کے لیئے خشیئت پیدا ہو جائے۔

حکم نمبر ۶۱۱

اے موسیٰ علیہ السّلام وہارون علیہ السّلام۔۔۔ کہا اللہ نے تم خوف نہ کرو میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔ تم فرعون سے کہو کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دے دے۔

سُوْرَةُ طٰهٰ آیت نمبر ۴۶۔۴۷

جب آیت نمبر ۴۳ کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت ہارون علیہ السّلام کو حکم ہوا فرعون کے پاس جاکر پیغامِ حق پہنچانے کا تو حکم سن کر دونوں نے عرض کی: اے مولا! ہم کو خوف ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا حد سے بڑھ جائے (سرکشی میں) جواب میں ارشاد ہوا "قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰی ۝۴۶" فرمایا کہ تم خوف نہ کھاؤ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں۔

اوپر بیان کردہ آیتِ پاک میں کوئی واضح حکم تو نہیں دیا گیا ہے مگر خوفزدہ نہ ہونے کی تلقین نہایت واضح ہے؛ جس سے تمام ہی اہلِ ایمان کو جابر اور ظالم کے سامنے بھی حق گوئی کا حکم اخذ ہوتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح ہے کہ اللہ پر اعتماد کرنے کے باوجود گفتار و کردار میں جابر اور ظالم کے ساتھ بھی نرمی اور اعتدال کا رویّہ کم از کم بحدِ گفتگو ضرور اختیار کیا جائے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے جلالی مزاج کو سامنے رکھ کر نرمی سے بات کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت ہارون علیہ السّلام نے فرعون کے پاس جاکر فرمایا "ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں۔۔۔ اور ان کے لیئے سلامتی ہے جو ہدایت والی راہ کی اتباع کریں۔۔۔ اور ہم کو وحی کیا گیا ہے کہ جو جھٹلائے گا اور (حق تسلیم کرنے سے) منہ موڑے گا اس پر عذاب ہوگا۔ یہ بات دونوں نے آیت نمبر ۴۷ کے اس حکم کی تعمیل میں کہی کہ تم فرعون کے پاس جاکر اس سے کہو کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دے دے اور ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کر اور انہیں سزا نہ دے۔ "فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ

مَعَنَا بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾" جاؤاور کہو کہ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے (رسول) ہیں اور تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دے دے اور ان کو سزا نہ دے۔

حکم نمبر ۶۱۲

خود بھی کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی چرواؤ (اس گھاس پھوس، سبزی، پیڑ، پودوں، پھلوں اور میوہ جات پر جو ہم نے آسمان سے پانی برسا کر پیدا کیئے ہیں جوڑوں میں) اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیئے۔

سُوْرَةُ طٰهٰ	آیت نمبر ۵۴

اس آیت پاک میں اللہ نے آسمان سے پانی برسا کر زمین پر اگنے والی نباتات یعنی پیڑ پودوں، پھلوں، میوہ جات، سبزیوں اور گھاس پھوس کو نرومادہ کے جوڑوں میں پیدا کرنے کا حوالہ دیکر خود کھانے اور اپنے مویشیوں کو چرانے کی اجازت دینے کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سب میں سمجھنے اور غور کرنے والوں یعنی صاحبان عقل کے لیئے اللہ کی قدرت کو دیکھ کر ایمان لانے اور ہدایت پانے کی نشانیاں موجود ہیں۔ یہ بات اس حوالے سی کہی گئی ہے کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت ہارون علیہ السّلام سے پوچھا کہ تمہارا رب کون ہے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی شان و قدرت بیان کرتے ہوئے (آیات نمبر ۵۰ تا ۵۴) زمین پر پیدا ہونے والی

نباتات کا حوالہ دے کر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی بیان کیا ہے کہ "كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ؀" خود بھی کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی چراؤ۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیئے (جو مخلوق کو دیکھ کر خالق کی طرف رجوع کرنے کی صلاحیت اور توفیق رکھتے ہیں)

حکم نمبر ۶۱۳

ہم نے کہا کہ خوف نہ کرو، اے موسیٰ علیہ السّلام !یقیناً تم ہی غالب رہو گے۔۔۔۔ اور جو تمہارے ہاتھ میں ہے (لاٹھی / عصا) اسے زمین پر ڈالو وہ نگل جائے گا اس کو جو انہوں نے بنایا ہے۔

سُوْرَةُ طٰهٰ	آیت نمبر ۶۸۔۶۹

اس حکم کا پس منظر یہ ہے کہ جب فرعون کے بلائے ہوئے جادو گروں نے جادو کے زور پر حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اپنی رسّیاں زمین پر پھینک کر دکھائیں تو وہ (سانپ بن کر) زمین پر رینگنے لگیں تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو خوف محسوس ہوا اس وقت وحی آئی کہ "قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ؀" ہم نے کہا ڈرو مت تم ہی برتر رہو گے۔ ساتھ ہی حکم ہوا "وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ

اَتٰی ﴿۶۹﴾" اور جو تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے (لاٹھی) اس کو زمین پر ڈالو وہ اس سب کو نگل لے گی جو انہوں نے بنایا ہے۔ بے شک ان کی (جادوگروں کی) بنائی ہوئی چیزیں دھوکہ (نظر بندی) ہیں جادوگر چاہے کتنا ہی زور سے آئے فلاح نہیں پا سکے گا۔ یعنی اس کو کامیابی نہیں ہو گی اور بالآخر وہی ہوا جیسا فرمایا گیا تھا اور جادوگر جادو سے دستبردار ہو کر اللہ واحدِ لاشریک و قادرِ مطلق پر ایمان لے آئے۔

حکم نمبر ۶۱۴

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو حکم بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات نکل جانے کا۔

سُوۡرَةُ طٰهٰ	آیت نمبر ۷۷

اس آیت پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو حکم دیا گیا ہے اہلِ ایمان۔۔۔ آل یعقوب کو لے کر فرعون کی زد سے نکل جانے کا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم نے موسیٰ علیہ السّلام اور ان کے ساتھیوں کو فرعون کے لشکر سے بچانے کے لیئے دریا میں خشک راستہ بنا دیا اور ان سے کہا کہ دریا پار جانے کے بعد نہ تم کو کسی کے تعاقب کا خوف ہو گا اور نہ کوئی اندیشہ پھر ایسا ہی ہوا۔ اور جب فرعون اس کے لشکری تعاقب میں چل کر دریا پار کرنے لگے تو وہ دریا میں غرق کر دیئے گئے ارشاد ہے کہ "وَ لَقَدۡ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسٰٓى ۙ اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِىۡ فَاضۡرِبۡ لَهُمۡ طَرِيۡقًا فِى الۡبَحۡرِ

یٰبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّ لَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾" پھر ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر چل پڑو اور اپنا ڈنڈا مار کے دریا میں ان کے لیئے خشک راستہ بنا دو اور نہ خوف کرو اور نہ کوئی اندیشہ (یعنی تمام خوف و خشیت سے آزاد ہو جاؤ۔)

حکم نمبر ٦١٥

بنی اسرائیل کو اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے پاک چیزیں کھانے کی اجازت اور حد سے تجاوز نہ کرنے کا حکم

سُوْرَةُ طٰهٰ آیت نمبر ۸۱

اس آیتِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے عطا کردہ رزق میں سے بنی اسرائیل کو پاکیزہ چیزیں کھانے کی اجازت دینے کے ساتھ حد سے نہ بڑھنے کی سخت تنبیہ فرمائی ہے۔ شارحین کے مطابق رزق سے مراد صرف اناج اور غلّہ وغیرہ ہی نہیں ہے، بلکہ انسان کے تصرف میں دی گئی وہ تمام اشیا اور مال و دولت ہے جس پر اللہ نے انسان کو تصرف دیا ہے اور زیرِ نظر آیت کی تفسیر میں اس رزق کے ہی جائز مصرف کی اجازت اور حد سے گزرنے یعنی خلاف ورزی کرنے پر اپنے غضب، عذاب اور بربادی کی سزا کا بیان ہے ارشاد ہے۔ کہ " كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَ مَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ "کھاؤ پاکیزہ چیزیں تم کو دیئے گئے رزق میں سے مگر حد سے نہ بڑھو کہ تم پر میرا غضب نازل ہو اور جس پر میرا غضب ہو وہ تباہ و برباد ہوا۔

حکم نمبر ٦١٦

حضرت ہارون علیہ السّلام کی تنبیہ اپنی قوم کو بچھڑے کے فتنہ و گمر ہی سے نکل کر آزمائش سے بچنے اور ان کی اتباع کرنے اور کہا ماننے کی ہدایت۔

سُوْرَةُ طٰهٰ	آیت نمبر ۹۰

اس آیت پاک میں حوالہ حضرت ہارون علیہ السّلام کی اس تنبیہ کا ہے جو انہوں نے بچھڑے کے فتنہ سے نکل کر رحمٰن کی طرف لوٹنے اور اپنی اتباع کرنے اور کہنا ماننے کے لیئے اپنی قوم کو دی تھی واقعہ یوں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام اپنی قوم کو حضرت ہارون کی نگرانی میں چھوڑ کر تورات لینے کے لیئے طور پر گئے تو ان کی غیر موجودگی میں ان کی قوم کے افراد نے فرعون سے حاصل شدہ زیورات اور سونے کو استعمال کرنے سے پرہیز کرتے ہوئے اتار پھینکا مگر وہ ایک بڑے فریب میں اس طرح مبتلا ہوگئے کہ سامری نے اس سونے کو آگ میں ڈالکر ایک بچھڑے کی مورتی بنادی اور شیطان نے ان کو بہکاوادیا کہ یہ ہی بچھڑا تمہارا خدا ہے قوم کے اس فتنہ میں مبتلا ہونے پر حضرت ہارون علیہ السّلام نے جو تنبیہ اپنی قوم کو کی اس کا بیان آیت ھٰذا میں یوں ہے "وَ لَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَ اَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾" اور بے شک ہارون علیہ السّلام نے اس سے قبل ان سے (اپنی قوم سے) کہا کہ اے میری قوم اس کے (بچھڑے کے) سبب تم فتنہ میں پڑ گئے ہو اور بے شک تمہارا رب تو رحمٰن ہی ہے پس تم میری اتباع کرو اور میرے حکم پر چلو یعنی میری اطاعت کرو۔

حکم نمبر ٦١٧

اے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ لوگ آپ سے پہاڑوں سے متعلق پوچھتے ہیں آپ ان سے کہہ دیں کہ میرا رب ان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا۔

سُوْرَةُ طٰهٰ	آیت نمبر ۱۰۵

جب منکرین کے سامنے ذکر قیامت کیا جاتا تو وہ اپنی محدود عقل اور ظاہر بیں نظر کے حوالے سے یہ پوچھتے تھے کہ کیا قیامت کے دن ایسے بڑے بڑے اور مضبوط پہاڑ بھی ختم ہو جائیں گے اس کے جواب میں یہ آیت پاک نازل ہوئی "وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿١٠٥﴾" لوگ آپ سے پہاڑوں کے لیئے پوچھتے ہیں تو آپ ان سے کہدیں کہ میرا رب ان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا۔۔۔۔اور آگے فرمایا کہ "پھر زمین کو ایک ہموار میدان بنا دیا جائے گا۔۔۔۔جس میں کوئی بھی نشیب و فراز نہیں ہو گا۔

حکم نمبر ٦١٨

اللہ بلند و برتر حقیقی بادشاہ ہے۔۔۔۔اور آپ قبل اس کے کہ پوری وحی آپ کو پہنچ جائے قرآن (سنانے) میں عجلت نہ فرمائیں۔۔۔۔ اور کہیں کہ اے میرے رب! مجھ کو علم زیادہ عطا فرما۔

سُوْرَةُ طٰهٰ آیت نمبر ۱۱۴

اس آیتِ پاک میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بلندی و برتری اور کل جہانوں پر اس کی حقیقی بادشاہی کا بیان ہے۔ اس کے بعد سرکار ﷺ سے فرمایا گیا ہے۔ اے رسول ﷺ! جب تک آپ کے پاس اللہ کی وحی پورے مکمل انداز میں نہ پہنچ جائے آپ اس کو بیان نہ فرمائیں اور اللہ سے دعا کریں کہ میرے رب میرے علم کو زیادہ کر۔ "فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾"

اللہ حقیقی بادشاہ اور بلند و برتر ہے۔۔۔۔ اور آپ عجلت نہ کریں سنانے میں۔۔۔۔ پڑھنے میں۔۔۔۔ قرآن قبل اس کے کہ اللہ کی پوری وحی آپ کو پہنچ جائے اور کہیئے کہ اے رب میرے علم کو زیادہ کر۔۔۔۔۔ یہاں لفظ قرآن خالص لغوی معنیٰ میں پڑھنے۔ سنانے یا قرأت کرنے کے لیئے استعمال ہوا ہے "لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ" پڑھنے، سنانے میں عجلت نہ فرمائیں۔

حکم نمبر ۶۱۹

حضرت آدم علیہ السّلام اور بیوی حوّا کو جنت سے زمین پر اتر جانے کا حکم اور اولادِ آدم میں باہم بعض کے بعض دشمن ہونے کی پیشن گوئی۔ نیز ہدایت پہنچنے پر اس کو تسلیم کرنے، گمرہی اور شقاوت سے بچنے کا بیان۔

سُوْرَةُ طٰهٰ آیت نمبر ۱۲۳

اس آیت پاک میں ایک حکم ایک پیشن گوئی اور ایک ترغیب ہے۔ حکم ہے آدم و حوا کو جنت سے زمین پر اتر جانے کا اور پیشن گوئی ہے ان کی اولاد میں بعض کے بعض دشمن ہونے کی نیز خبر اور ترغیب دی ہے اس امر کی کہ جب آسمان سے ان پر اللہ کی طرف سے ہدایت نازل کی جائے تو وہ اس کو تسلیم کر کے اس پر عمل پیرا ہوں تا کہ وہ گمرہی اور شقی ہونے سے بچ سکیں ارشاد ہے کہ "قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾" ارشاد ہوا تم سب اس سے اتر جاؤ (زمین پر جنت سے) تم میں سے بعض دشمن ہوں گے بعض کے اور جب تم کو میری ہدایت پہنچے (جو پہنچے گی) تو جو پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہو گا نہ بدبخت۔(یعنی پیروی نہ کرنے والا گمراہ و بدبخت ہو گا)

حکم نمبر ۶۲۰

صبر کرنے اور پنج وقتی نمازیں پڑھنے کا حکم نیز سرکار ﷺ کو ایسی عطا کی نوید کہ آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے۔

سُوْرَۃُ طٰهٰ	آیت نمبر ۱۳۰

اس آیتِ پاک میں تین اہم باتیں ہیں دو احکام اور ایک نوید۔ پہلا حکم رسولِ پاک ﷺ کو کفّار و مشرکین کی دل دوز اور تکلیف دہ باتوں پر صبر کرنے کا ہے، جس کا پس منظر یہ ہے کہ کفار یہ کہہ کر حق کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے تھے کہ اگر ہم پر عذاب ہونا ہے تو فوراً کیوں نہیں ہوتا؟ اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ اگر اللہ کی طرف سے اس کا وقت مقرر نہ ہوا ہوتا تو ابھی ہو جاتا مگر اس کا وقت مقرر ہے اور وہ ہو کر رہے گا۔ اس کے ساتھ ہی سرکار ﷺ سے ارشاد ہوا کہ آپ

کفار کی ایسی احمقانہ اور گمراہی کی باتوں پر صبر فرمائیں اور اللہ کی تسبیح میں مشغول رہیں یعنی صبر کے ساتھ صلوٰۃ قائم کریں۔ اس کے ساتھ نمازوں کا حکم اس طرح دیا گیا کہ اس سے پانچ نمازیں ثابت ہیں اور بعض مفسّرین کے مطابق تہجد کا بھی اشارہ ہے، مگر وہ سب پر لازم نہیں کی گئی۔ سرکار صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو صبر و صلوٰۃ کی تلقین کے ساتھ فرمایا گیا ایسا کرنے سے کہ آپ اور آپ کی امّت صبر و صلوٰۃ پر قائم رہے تو یوم حشر اس کا صلہ ایسا اچھا ملے گا کہ آپ راضی اور خوش ہو جائیں گے یعنی ہر کلمہ گو بخش دیا جائے گا۔ ارشاد ہے کہ "فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿١٣٠﴾" صبر فرمایئے اس پر جو یہ (یہ کافر) کہتے ہیں اور اپنے رب کی حمد میں تسبیح کیجیے سورج نکلنے سے قبل (فجر) اور اس کے غروب ہونے سے قبل (ظہر و عصر) اور رات کی ساعتوں میں (مغرب اور عشاء اور بعض کے مطابق تہجد بھی) اور دن کے اطراف (یعنی دن میں بھی اور دن کے پہلے بھی اور بعد بھی اس کی مزید شرح سرکار صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی احادیث وطریق سے ہوتی ہے) ایسا کرنے سے ہو سکتا ہے کہ سب کچھ آپ کی مرضی کے مطابق ہو جائے۔

حکم نمبر ۶۲۱

ہم نے دنیاوی زندگی کی آرائش و زیبائش کے لیئے بعض گروہوں کو جو مال و اسباب دیا ہے وہ ان کی آزمائش کے لیئے ہے۔ اے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم آپ اور آپ کے ساتھ والے اس کی طرف

دیکھیں بھی نہیں کہ آپ کے لیئے آپ کے رب کی طرف سے جو رزق ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔

سُوْرَۃُ طٰہٰ — آیت نمبر ۱۳۱

آغاز اسلام کے وقت بالخصوص مکّی زندگی میں اہلِ ایمان کی مالی حالت اور اسباب دنیاوی منکرین و مشرکین کے مقابلے میں بہت کم تھے اور خود سرکار ﷺ کی مالی حیثیت بھی دنیاوی لحاظ سے اچھی نہ تھی جبکہ کفّار کے حالات نسبتاً بہت اچھے تھے اس حوالے سے اللہ تعالیٰ نے سرکار ﷺ سے مخاطب ہو کر اہلِ ایمان کو اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ یہود و نصاریٰ و مجوس کے بہتر دنیاوی حالت اور مال و اسباب اللہ کا انعام نہیں ہے بلکہ یہ متاع ان کی آزمائش کے لیئے ہے چنانچہ حکم دیا گیا سرکار ﷺ سے مخاطب ہو کر اہلِ ایمان کو کہ اے میرے بندو! تم کافروں کی دنیاوی راحت اور عیش و عشرت کے سامان کی طرف آنکھ بھی نہ اٹھانا کہ اس کے مقابلے میں تم کو تمہارے رب کی طرف سے جو ملنا ہے۔ وہ اس عارضی دنیاوی سامانِ راحت سے بہت ہی افضل و برتر یعنی اچھا اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ ارشاد ہوا کہ "وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ۬ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾" اپنی آنکھیں اٹھا کر بھی نہ دیکھیئے اس کی طرف جو متاع دنیا ہم نے دی ہے ان میں سے مختلف لوگوں کو دنیا کی سجاوٹ اور آرائش کے لیئے یہ تو ان کی آزمائش کے لیئے ہے اور آپ کے رب کا دیا ہوا رزق اچھا اور باقی رہنے والا ہے جو ختم نہ ہو گا۔

حکم نمبر ۶۲۲

اے رسول ﷺ۔۔۔۔اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی پابندی فرمائیے۔ ہم آپ سے رزق کا سوال تو نہیں کرتے، بلکہ رزق تو ہم دیتے ہیں۔۔۔۔اور عاقبت تو تقویٰ کرنے والوں کی ہی ہے۔

سُوْرَةُ طٰهٰ	آیت نمبر ۱۳۲

اس آیت پاک میں اپنے گھر والوں یعنی اہلِ و عیال کو نماز کی پابندی کرنے کا حکم دینے کی ہدایت کی گئی ہے اور ساتھ ہی خود بھی اس پر کاربند رہنے کا حکم ہے۔ اس حکم کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم آپ سے کچھ طلب تو نہیں کر رہے ہیں جیسا کہ عام مالک اپنے غلاموں سے محنت و مشقت کروا کے فوائد خود حاصل کرتے ہیں یہاں تو شان ربوبیت یہ ہے کہ مانگنے کے بجائے اللہ خود رزق عطا فرماتا ہے۔ حکم صلٰوۃ دراصل اس لیئے ہے کہ اس کی برکت سے آدمی میں "جوہر تقویٰ" پیدا ہوتا ہے یعنی وہ اللہ کے لیئے نیکی کرتا ہے اور برائی سے بچتا ہے جس کے نتیجہ میں اس کی آخرت و عاقبت بہتر ہوتی ہے ارشاد ہے کہ "وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْــَٔــلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾" حکم دیجیئے اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی اس کی پابندی کیجیئے۔ ہم آپ سے رزق تو نہیں مانگتے بلکہ رزق ہم خود دیتے ہیں اور عاقبت تقویٰ سے ہے۔

حکم نمبر ۶۲۳

فرمادیجیۓ سب منتظر ہیں تم بھی انتظار کرو۔ معلوم ہو جائے گا کہ سیدھے راستہ والے اور ہدایت یافتہ کون ہیں۔

سُوْرَةُ طٰهٰ	آیت نمبر ۱۳۵

منکرین جو قیامت اور اس کے عذاب کے لیئے اکثر پوچھتے تھے کہ وہ ساعت کب آئے گی تو اس کے پس منظر میں یہ بات کہی گئی ہے کہ تم بھی انجام کار کے منتظر رہو اور سب ہی اس کے منتظر ہیں جب انجام سامنے آئے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ راہ ہموار پر چلنے اور ہدایت قبول کرنے والے کون تھے اور کون گمرہی میں مبتلا رہے تھے۔ اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات اور قرآنِ حکیم منکرین کو ان کی گمرہی کا احساس دلانے کے لیئے کافی نہیں ہے تو ان کو پھر ان کا انجام ہی بتائے گا کہ وہ کیسی گمرہی اور کفر میں پڑے ہوئے تھے ان کے لیئے سوائے انتظار کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے "قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ۝۱۳۵" فرمادیجیۓ سب منتظر ہیں۔ تم بھی انتظار کرو (جلد ہی) معلوم ہو جائے گا کہ سیدھے راستے پر ہدایت پانے والے لوگ کون تھے۔

حکم نمبر ۶۲۴

آپ ﷺ سے پہلے بھی ہم نے جو رسول بھیجے وہ مرد ہی تھے آپ کو اگر معلوم نہ ہو تو اہلِ کتاب سے پوچھ لیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآء
آیت نمبر ۷

اس آیت پاک سے دو باتوں کی تصدیق و توثیق یا وضاحت ہوتی ہے: اوّل یہ کہ اللہ نے انسان کے علاوہ کسی دوسری مخلوق کو رسالت کے شرف سے نہیں نوازا یعنی یہ رسالت صرف آل آدم کا ہی شرف ہے۔ ساتھ ہی اس میں دوسری یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ انسانوں میں بھی رسول صرف مرد ہی ہوئے ہیں۔ یہ اعزاز خواتین کا بھی حصہ نہیں ہے۔ آیت ھٰذا میں "رسالت کے رجال سے تخصیص" کے حوالے سے فرمایا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو معلوم کر لیں اہلِ کتاب بھی اس کی تصدیق کریں گے۔ ارشاد ہے کہ "وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِىٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ "اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی کو سوا بالغ مردوں کے جن کو ہم وحی کرتے تھے (یعنی رسول) آپ پوچھ لیں اہلِ کتاب سے اگر آپ نہیں جانتے۔

حکم نمبر ۶۲۵

لوگوں نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنا رکھے ہیں۔ اے رسول ﷺ! ان سے کہیئے کہ تم ان کے لیئے دلیل پیش کرو (میرے اور میرے ساتھیوں کے لیئے اور مجھ سے پہلے والوں کے لیئے نصیحت موجود ہے مگر لوگ سچائی سے واقف نہیں اسی لیئے روگردانی کرتے ہیں)

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآء
آیت نمبر ۲۴

لوگوں نے بغیر ثبوت و سند جو معبود گڑھ لیئے ہیں ان کے لیئے سرکار ﷺ سے فرمایا گیا کہ آپ مشرکوں سے ان کے معبودوں کی دلیل ثبوت یا سند طلب کیجیئے جو وہ ہرگز پیش نہیں کر سکیں گے کہ وہ تو اپنے باپ دادا کی گمرہی کی تقلید کرتے ہیں آپ فرما دیجیئے کہ میرے اور میری امت کے پاس اللہ واحد و لاشریک کو معبود ماننے کی سند اور ثبوت قرآن حکیم ہے اور اس سے پہلے والے اہلِ ایمان کے پاس اللہ کی دوسری کتب موجود ہیں۔ جو لوگ واحدانیت کو سچ نہیں جانتے وہ حق سے روگردانی کرکے گمرہی میں مبتلا ہیں۔ ارشاد ہے کہ "اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ وَ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾" کیا انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر معبود بنا رکھے ہیں۔ کہیئے ان سے کہ تم ان کے لیئے دلیل پیش کرو۔ میرے اور میرے ساتھیوں کے لیئے نصیحت (کتاب قرآن ہے) اور مجھ سے پہلے والوں کے لیئے بھی کتب لیکن اکثر لوگ سچائی حق جانتے نہیں ہیں کہ وہ اس سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔

حکم نمبر ۶۲۶

ہم نے نہیں بھیجا رسولوں میں کوئی ایسا جس کو ہم نے یہ وحی نہ کی ہو کہ میں ہی تمہارا معبود ہوں اور تم میری ہی عبادت کیا کرو۔

سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَآء	آیت نمبر ۲۵

آیت سابقہ میں وضاحت یہ کی گئی تھی کہ جو بھی رسول بھیجے گئے وہ سب انسان مرد ہی تھے۔ آیت ہٰذا میں ارشاد ہے کہ ان میں ایک بھی ایسا نہ تھا جسے ہم نے یہ وحی نہ کی ہو کہ میں ہی

تمہارا معبود ہوں اور میرے علاوہ کوئی دوسرا معبود نہیں ہے، اس لیئے تم میری ہی عبادت کیا کرو۔ مقصد بیان یہ ہے کہ قرآن حکیم کی دعوت وہی ہے جو سابقہ کتب میں عبادت و وحدانیت کے لیئے دی جاتی رہی ہے اور اللہ نے ہمیشہ اپنے بندوں کو شرک سے دور رہنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ارشاد ہے کہ "وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ ۝۲۵" نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے رسولوں میں کوئی جس کو یہ وحی نہ کی ہو کہ نہیں ہے کوئی معبود میرے سوا اور تم میری ہی عبادت کیا کرو۔

حکم نمبر ۶۲۷

خِلق انسان میں عجلت ہے۔ میں تم کو (جلد ہی) اپنی نشانیاں دکھادوں گا پس تم مجھ سے جلدی نہ مچاؤ۔

سُوۡرَةُ الۡاَنۡبِيَآء — آیت نمبر ۳۷

اس آیت پاک میں اس حقیقت کی نشاندہی کی گئی ہے کہ انسان اپنی خلق وطبع کی رو سے بے صبرا اور عجلت پسند ہے اور نظام فطرت یہ بنایا گیاہے کہ ہر چیز اپنے مقررہ وقت پر رونما ہوتی ہے، مگر انسان اپنی فطری عجلت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے عجلت کا طلب گار ہوتاہے چنانچہ ارشاد کیا گیا کہ تم صبر کی خو پیدا کرنے کی کوشش کرو جیسا کہ آیت سابقہ میں کہا تھا کہ انتظار کرو۔ اللہ تعالیٰ جلد ہی اپنی نشانیاں یعنی قیامت وجزا وسزا ظاہر فرمادے گا اس لیئے تم اس کی جلدی نہ مچاؤ ارشاد ہے کہ "خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ عَجَلٍ‌ؕ سَاُورِيۡكُمۡ اٰيٰتِىۡ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡنِ ۝۳۷" خلق انسانی میں عجلت ہے۔ دکھائے گا اللہ تم کو اپنی نشانیاں پس تم جلدی نہ

کرو۔۔۔۔(قیامت ضرور آئے گی اور اپنے مقررہ وقت پر آئے گی اس لیئے جلدی مچانا بے کار ہے۔ انتظار کرو۔)

حکم نمبر ٦٢٨

کہیئے ان اسے اے رسول ﷺ ہے کوئی تم کو دن یارات میں بچانے والا رحمٰن (کی گرفت) سے مگر یہ لوگ اپنے رب کی نصیحت سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآء	آیت نمبر ۴۲

اس آیت پاک میں یہ حقیقت بیان کر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنی مخلوق پر قدرتِ کاملہ حاصل ہے اگر وہ کسی کو دن ہو یارات پکڑنا چاہے تو کوئی بھی طاقت ایسی نہیں ہے جو کسی کو بھی اس کی گرفت سے بچاسکے۔ ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہوا کہ وہ لوگ جو اللہ کو بھولے ہوئے ہیں اور اس کی طرف سے انہوں نے منہ پھیر لیا ہے اور نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ اے رسول ﷺ آپ ان کو سمجھانے کی کوشش کریں کہ ان کے خود ساختہ معبود نہ خود بچنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی ان کو بچاسکتے ہیں ارشاد ہے کہ "قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ط بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾" کہیئے ہے کوئی تم کو رات یا دن میں رحمٰن سے بچانے والا؟ لیکن وہ تو اپنے رب کی یاد، ذکر اور نصیحت سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

حکم نمبر ۶۲۹

فرمادیجئے ان سے اے رسول ﷺ ! کہ میں تم کو جو (عذابِ حشر سے) ڈراتا ہوں، یا خوف دلاتا ہوں، یا تنبیہ کرتا ہوں وہ وحی کے ذریعہ۔۔۔ مگر جب ان کو تنبیہ کی جاتی ہے تو یہ دعوت سننے کے لیئے بہرے ہو جاتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآء	آیت نمبر ۴۵

اس آیت پاک میں سرکار ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ اے رسول ﷺ آپ ان لوگوں پر واضح کر دیں کہ میں تم کو جو راہِ حق پر آنے کی دعوت دیتا ہوں اور قیامت اور حشر کے عذاب سے خوف دلاتا ہوں یا تنبیہ کرتا ہوں وہ میری طرف سے نہیں، بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ مجھ کو وحی کرتا ہے میں وہی تم کو سنا دیتا ہوں یعنی قیامت اور جزا و سزا کی خبر اور حق پر آنے کی دعوت اپنے بندوں کو اللہ کی طرف سے ہے اور میں تو پیغام پہنچانے والا اس کا رسول ہوں۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا گیا ہے کہ حق کی دعوت سننے کے لیئے یہ گمراہ لوگ بہرے ہو جاتے ہیں یعنی یہ کہ گمر ہی جن کا مقدر کر دی گئی ہے ان پر دعوت حق کا کوئی مثبت اثر نہیں ہو گا! تاہم رسول ﷺ پاک کو ان تک حق بیان کرنے اور یہ بتا دینے کا حکم ہے کہ آپ جو تنبیہ کرتے ہیں۔ وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی کے ذریعہ ہے۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَ لَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾" کہہ دیجئے کہ میں تم کو وحی کے ذریعہ نصیحت کرتا ہوں۔۔۔ اور بہرے تو دعوت کو سنتے ہی نہیں جب ان کو خبر دار کیا جاتا ہے۔

حکم نمبر ۶۳۰

کہا ہم نے اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا ابراہیم علیہ السّلام پر۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآء	آیت نمبر ۶۹

اس آیت پاک میں ہر چند کہ حکم کسی انسان یا قوم یا گروہ کے لیئے نہیں ہے اور نہ ہی رسول پاک ﷺ سے راست مخاطبت ہے بلکہ ایک خبر ہے واقعہ ابراہیم علیہ السّلامسے متعلق ہے مگر اس کو شامل احکام اس لیئے کیا گیا ہے کہ یہ بھی قرآنِ حکیم میں بیان شدہ احکام میں شامل ہے۔۔۔اور خالق کا ایک حکم اپنی مخلوق یعنی آگ کو ہے جو نمرود نے تیار کی تھی۔ ارشاد ہے کہ جب انہوں نے کہا کہ ''اُسکو'' آگ میں جلاڈالو۔۔۔ تو ہم نے کہا'' اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا ابراہیم علیہ السّلام پر'' ''قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾''

حکم نمبر ۶۳۱

بے شک یہ ہی تمہارا دین ہے۔ دین واحد اور میں تم سب کا رب ہوں پس تم میری ہی عبادت کیا کرو

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآء	آیت نمبر ۹۲

"اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾" آیت ھٰذا میں لفظ "اُمت" حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے مطابق دین کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔۔۔ اردو مترجمین میں بعض نے طریقۂ زندگی کے معنٰی میں لکھا ہے۔ آیتِ ھٰذا سے قبل ۴۰ آیات میں پندرہ انبیاء کا ذکر کرنے کے بعد یہ کہنا کہ یہی تمہارا دین یعنی دین واحد ہے یہ معنٰی رکھتا ہے کہ تمام انبیاء ایک ہی طریق اور ایک ہی دین کے شارح تھے جس کی تکمیل سرکار ﷺ کے ذریعہ فرمادی گئی اور سب کو یہ ہی حکم دیا گیا۔۔۔ اور یہ حکم سرکار ﷺ کی امت کے لیئے بھی ہے کہ "میں ہی تم سب کا رب ہوں پس تم میری ہی عبادت کرو"۔۔۔ یعنی غیر اللہ کی عبادت (شرک) سے دور رہو یہی سلامتی کا راستہ ہے اور اس کا ہی انجام بہ خیر ہے۔

حکم نمبر ۶۳۲

فرمادیجیئے اے رسول ﷺ! مجھ کو یہی وحی آتی ہے کہ بے شک تمہارا معبود معبودِ واحد ہے تو کیا تم تسلیم کرتے ہو!

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآء	آیت نمبر ۱۰۸

اس سے پہلی والی آیت پاک میں رسولِ پاک ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے کہ ہم نے آپ کو تمام عالموں جہانوں کے لیئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے اور اس کے بعد فرمایا گیا کہ "قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾" کہیے کہ مجھ پر یہی وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (اللہ) معبودِ واحد ہے تو کیا تم تسلیم کرتے ہو!۔۔۔ یہ فرمانے کے بعد

کہا سرکار ﷺ تمام جہانوں کے لیئے اور جہان والوں کے لیئے رحمت ہی رحمت ہیں یہ کہنے کا حکم دینا کہ اللہ معبودِ واحد ہے ظاہر کرتا ہے کہ اہلِ جہان کے لیئے سب سے بڑی رحمت اس حقیقت سے آگاہ کرنا ہے کہ اللہ معبودِ واحد ہے پھر یہ سوال کہ تم یہ سب کچھ سننے کے بعد کیا ایمان لاتے ہو؟ ایک طور پر اتمام حجت ہے۔ حق یہ ہے کہ حق پہنچنے کے بعد اس سے منہ پھیرنا بڑی گمرہی ہے اور حق کے منکرین کا انجام ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے کہ وہ توحید وعبدیت سے انکار کرتے ہیں۔

حکم نمبر ۶۳۳

اور اگر وہ منہ پھیر لیں یعنی تسلیم نہ کریں تو آپ بتادیں کہ میں نے تم کو اعلانیہ طور پر خبر دار کر دیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ تم سے جس کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا دور ہے!

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآء	آیت نمبر ۱۰۹

آیت سابقہ میں وحدانیت و معبودیت کی خبر دینے کے بعد سرکار ﷺ سے فرمایا کہ اے رسول ﷺ آپ ان سے کہہ دیں کہ میں نے تم کو علی الاعلان خبر دار کر دیا ہے یعنی حقیقت بتادی ہے۔(وحدانیت معبودیت اور قیامت وحشر کی) اب اگر تم حق سے منہ پھرتے ہو یعنی سچائی کو تسلیم نہیں کرتے تو تمہارا جو انجام بتایا گیا ہے وہ ہو کر رہے گا مگر مجھ کو اس کا علم نہیں ہے کہ وہ وقت آنے میں کتنی دیر ہے اس کا علم تو میرے رب کو ہی ہے ارشاد ہے کہ "فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ "اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو کہہ دیجئے کہ میں نے تم کو کھل کر خبر دار کر دیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا دور ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

حکم نمبر ۶۳۴

اے لوگوں اپنے رب (کے عذاب) سے ڈرو۔ بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی (بھاری) چیز ہے۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ — آیت نمبر ۱

اس آیت پاک میں قیامت کے برپا ہونے کی سختی کا حوالہ دینے سے پہلے لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو یعنی گناہوں اور برائیوں سے پرہیز نہ کر کے اس کی پاداش میں عذاب دینے والے "رب سے ڈرو" کہ اس کا عذاب بہت سخت ہے (جس کا آغاز قیامت کے شدید زلزلہ سے ہو گا۔ یہ ساعت منکرین پر بہت بھاری ہو گی)۔ تقویٰ کے حقیقی معنٰی برائیوں اور گناہوں کے انجام اور سزا کے خوف سے برائیوں کو ترک کرنے کے ہیں مگر کِنایتہً تقویٰ کے معنی اللہ سے ڈرنے کے بھی لیئے گئے ہیں، مگر یہ ڈر وہ نہیں ہے جو دشمن سے ہوتا ہے بلکہ یہ منصف کے سخت فیصلہ سے ڈرنا ہے جس کو اللہ سے ڈرنا بھی کہا جاتا ہے کہ فیصلے اور سزا کا لامتناہی اختیار اس کے ہی پاس ہے۔ ارشاد ہے کہ "يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① " اے لوگو! ڈرو (اللہ کے عذاب سے) اپنے رب سے۔ بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی (بھاری) چیز ہے۔

حکم نمبر ٦٣٥

تعمیر کعبہ کے لیئے جگہ کی نشاندہی کے بعد ابراہیم علیہ السّلام کو شرک نہ کرنے اور بیت اللہ کو پاک رکھنے کا حکم طواف کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کے لیئے۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ — آیت نمبر ٢٦

"وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَيْـًٔا وَّ طَهِّرْ بَيْتِیَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْقَآئِمِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿٢٦﴾ "اور ہم نے جب ابراہیم علیہ السّلام کو گھر (کعبہ) کی جگہ بتادی (اور حکم دیا کہ) میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا ذرا بھی اور پاک رکھنا میرے گھر کو طواف کرنے والوں نماز قائم کرنے اور رکوع و سجدے کرنے والوں کے لیئے۔ اس آیت پاک میں پہلی بات یہ کہی گئی ہے کہ بیت اللہ شریف کی تعمیر کے لیئے جگہ کی نشاندہی خود باریٔ تعالیٰ نے فرمائی تھی حسب روایت پہلے بھی اسی جگہ پر بیت اللہ تعمیر ہوچکا تھا مگر اس کی حدود کے نشانات باقی نہیں تھے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السّلام کو اس جگہ کی نشاندہی کر کے تعمیر کے بعد دو احکام دیئے تھے پہلا حکم یہ تھا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھا جائے اور دوسرا حکم یہ کہ بیت اللہ کو ہر گندگی اور نجاست (شرک وبدعات وغیرہ سے) پاک رکھا جائے۔ اس کا طواف (حج) کرنے اور (نماز پڑھنے) قیام کرنے اور رکوع وسجدے کرنے والوں کے لیئے۔

پاک رکھنے کی تفسیر کے چند نمایاں پہلوں ہیں! اوّل تو اس میں شرک نہ کرنا ہے۔ دوم اس کا طواف کرنا۔ سوم اس میں نماز پڑھنا اور اس کی جگہ بنانا، قتل وفساد سے پاک رکھنا اور قربانی کرنا۔

حکم نمبر ٦٣٦

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو حج کے اعلان کرنے کا حکم

سُوۡرَۃُ الۡحَجِّ آیت نمبر ٢٧

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں اور فرمایا ہے کہ آپ کے اعلان کے بعد قریب و دور سے پاپیادہ بھی اور اونٹوں پر سوار بھی لوگ حج کے لیئے آئیں گے۔ ارشاد ہے کہ "وَ اَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ ﴿ۙ۲۷﴾" اور اعلان کر دو لوگوں میں حج کا آئیں گے وہ تمہارے پاس پیدل چل کر اور دُبلے پتلے اونٹوں پر دور دراز راستوں سے چل کر بھی۔ اس حکم کی تعمیل میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے ایک پہاڑ (ابو قبیس) پر چڑھ کر لوگوں میں حج کا اعلان کیا اور باطنی طور سے یہ آواز ان تمام ارواح و افراد تک پہنچ گئی جن کی قسمت میں حج کا شرف تھا۔ پھر اس حکم کی تعمیل و تکمیل سرکار ﷺ نے حج کی فرضیت کا اعلان کر کے فرمائی۔ جس کی تعمیل ہنوز جاری ہے اور جاری رہے گی۔ (انشاءاللہ)

حکم نمبر ٦٣٧

فوائدِ حج (ظاہر و باطن کے) حاصل کرنے اور ایّامِ مقررہ میں اللہ کے نام پر چوپائے جانوروں کی قربانی اور ان کے گوشت کھانے اور کھلانے کا حکم۔

سُوۡرَةُ الۡحَجِّ آیت نمبر ۲۸

آیت ھٰذا سے قبل والی آیت میں حج کے اعلان اور قریب و دور سے پیدل اور سوار حاجیوں کے آنے کی بشارت کے ساتھ آیت ھٰذا میں اللہ کے نام پر چوپائے جانوروں کی قربانی کرنے کا حکم اور ان کا گوشت خود بھی کھانے اور دوسرے لوگوں کو کھلانے کی ہدایت کی گئی ہے ارشاد ہے کہ "لِّيَشۡهَدُوۡا مَنَافِعَ لَهُمۡ وَ يَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ فِىۡۤ اَيَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ‌ ۚ فَكُلُوۡا مِنۡهَا وَ اَطۡعِمُوا الۡبَآئِسَ الۡفَقِيۡرَ ﴿۲۸﴾" تاکہ وہ اپنے لیئے فوائد (ظاہر و باطن کے دیکھیں) پائیں اور مقررہ دنوں میں اللہ کا نام لے کر جو ان کو عطا کیا گیا ہے رزق اس میں سے (بھیڑ، بکری، گائے، دنبہ، اونٹ) مویشی چوپاؤں کی قربانی کریں اور ان کا گوشت خود بھی کھائیں اور نادار بھوکے لوگوں کو بھی کھلائیں۔

حکم نمبر ۶۳۸

پھر میل کچیل دور کرکے اپنی نذریں پوری کرنے اور بیت اللہ کے طواف کا حکم۔

سُوۡرَةُ الۡحَجِّ آیت نمبر ۲۹

آیتِ ھٰذا سے قبل ابراہیم علیہ السّلام کو اعلان حج کا حکم دینے اور قربانی کرنے اور قربانی کا گوشت کھانے اور کھلانے کی اجازت وہدایت کے بعد آیتِ ھٰذا میں بیان کیا ہے کہ حالت احرام میں رہ کر اور سفر وادائیگیِ ارکان کے سبب جسم اور لباس پر جو گرد وغبار اور میل کچیل آجائے اس کو

دور کرنے کے لیئے غسل اور تبدیلی لباس کی جائے اور اپنی منتیں یعنی "نذور" یا ارکان حج کی تکمیل کے بعد طوافِ کعبہ کا حکم ہے۔ ارشاد ہے کہ "ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَ لْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾" پھر چاہیئے کہ دور کریں اپنا میل کچیل اور پوری کریں اپنی منّتیں اور قدیم پاک بزرگ گھر کا طواف کریں۔ آیت ھٰذا میں مفسّرین کے مطابق منّتیں پوری کرنے سے مراد تعمیل ارکان حج ہے، جن کے قصد سے حاجی حاضر ہوتا ہے اور پرانا قدیم عتیق گھر بیت اللہ کو اس لیئے کہا گیا ہے کہ یہ ہی سب سے قدیم مسجد ہے جس کی حدوداور بنیادیں نظروں سے اوجھل ہو جانے کے بعد خود اللہ تعالیٰ نے اس کی نشاندہی حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو فرمائی تھی جس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السّلام و حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام نے اسی جگہ پر بیت قدیم کی تجدید تعمیر کی تھی۔ آیت ھٰذا میں اسی حوالے سے بیت العتیق کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔"یعنی قدیم گھر"۔۔۔۔ویسے عتیق کے معنٰی بزرگ اور پاکیزہ کے بھی ہیں۔

حکم نمبر ۶۳۹

اور حلال کیئے گئے ہیں تم پر مویشی سوائے ان کے جو بیان کیئے جاچکے ہیں۔ سو پرہیز کرو بتوں کی ناپاکی سے اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ — آیت نمبر ۳۰

آیتِ ھٰذا سے قبل آیات میں جو احکام دیئے گئے ہیں اور جن باتوں کو ممنوع قرار دیا ہے ان کی تعمیل واجتناب دونوں پر عمل پیرا ہونے کے حوالے سے ارشاد ہوا ہے کہ ان تمام باتوں یعنی اللہ کی قائم کردہ حرمتوں کی جس نے تعظیم کی تو اس کے رب کے نزدیک یہ اس کے لیئے ہی بہتر ہے۔۔۔۔اس کے بعد حلال قرار دیئے جانے والے مویشیوں کا ذکر ہے اور اجتناب کا حکم ہے بتوں کی ناپاکی اور جھوٹی باتوں سے۔ اس میں درپردہ حوالہ بتوں کا اور ان جانوروں سے گریز کا ہے جو بتوں کے لیئے مشرکین مختص کردیتے تھے جو سراسر جھوٹ اور حرام تھا چنانچہ بتوں کی ناپاکی اور جھوٹی بات کا اشارہ اسی چڑھاوے کی جانب ہے ویسے عام حکم بھی جھوٹ اور بت پرستی سے دور رہنے کا ہے ارشاد ہے کہ "ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ" یہ ہے کہ (یہ سب باتیں جو بیان کی گئی ہیں۔ اس لیئے ہیں کہ) جس نے اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کی تو یہ اسی کے لیئے بہتر ہے اس کے رب کے نزدیک "وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ﴿۳۰﴾" اور حلال کیا تم پر مویشیوں کو سوائے ان کے جو بیان کردیئے گئے ہیں بس بچتے رہو بتوں کی نجاست سے اور دور رہو جھوٹی بات سے۔۔۔۔ اس آیت میں ان جانوروں کے علاوہ جن کا ذکر سورۃ المائدۃ میں آچکا ہے حلال قرار دیئے جانے کے اعلان کی توثیق ہے اور ساتھ ہی حکم ہے بتوں کی نجاست اور جھوٹی باتوں سے بچتے رہنے کا۔

حکم نمبر ۶۴۰

یک سو ہو کر (سیدھے راستہ پر) اللہ کے ہور ہو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

سُوۡرَةُ الۡحَجِّ	آیت نمبر ۳۱

اس آیت پاک میں یک سو ہو کر اللہ کے سیدھے راستہ پر قائم ہو جانے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے کا حکم دیا گیا ہے اور شرک کرنے والے کی مثال یوں دی گئی ہے کہ جیسے شرک کرنے والا آسمان کی بلندی سے نیچے گر پڑا اور اس کا گوشت کھانے کے لیئے اس کو پرندوں (چیل، کوّں) نے اچک لیا یا اس کو ریزہ ریزہ کر کے ہوا کے جھکڑ نے دور دراز علاقوں میں پھینک دیا۔ ”حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيۡرَ مُشۡرِكِيۡنَ بِهٖ‌ؕ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخۡطَفُهُ الطَّيۡرُ اَوۡ تَهۡوِىۡ بِهِ الرِّيۡحُ فِىۡ مَكَانٍ سَحِيۡقٍ ۝۳۱“ اللہ کے لیئے یک سو ہو جاؤ اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ آسمان سے گر پڑا اور اسے پرندوں (گوشت خور چیل، کوّں) نے اچک لیا یا اس کو ہوا نے دور دراز پھینک دیا۔ (ریزہ ریزہ کر کے منتشر کر دیا)

حکم نمبر ۶۴۱

اللہ کی نشانیوں کا احترام کرکے قلوب میں تقویٰ پیدا کرنے کی ترغیب۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ	آیت نمبر ۳۲

اس آیت پاک میں مخاطب کرکے کوئی واضح حکم تو نہیں دیا گیا ہے مگر حکم جیسی ہی محکم ترغیب یہ ہے کہ اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کی جائے کہ یہ دلوں میں تقویٰ ہونے کے سبب ہے یعنی وہ لوگ جو دل سے تقویٰ کرتے ہیں وہ ہی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتے ہیں۔۔۔۔یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ اللہ کی نشانیوں (شعار) کے احترام و تعظیم و تکمیل سے حوف خدا یعنی احساس تقویٰ قلوب میں پیدا ہوتا ہے اور نیئت بھی اعمال صالح سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے یعنی فرد صداقت کاملہ کا حامل ہو جاتا ہے ارشاد ہے کہ "ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝۳۲" یہ ہے کہ جو تعظیم کرتا ہے اللہ کی نشانیوں کی سو یقیناً یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

حکم نمبر ۶۴۲

قربانی کے طریقہ کا تعین،وقت ذبح مویشی پر اللہ کا نام لینے اور معبودواحد کی اطاعت کا حکم نیز عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری (بشارت)۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ	آیت نمبر ۳۴

اس آیتِ پاک میں مویشی کی قربانی کا طریقہ تمام اُمّت کے لیئے مقرر کرنے کا اعلان ہے اور ذبح کرتے وقت قربانی والے جانور پر اللہ کا نام لیا یعنی ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' کہنا لازم کر دیا گیا ہے۔۔۔۔اور ساتھ ہی شرک سے بچنے اور معبود واحد کی اطاعت کا حکم ہے کہ بندے پر لازم ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور عاجزی کے ساتھ اس کے احکام کی تعمیل کرے کہ اُس کی ہوئی قربانی بھی مشرکین کی قربانی کے طریقہ سے ممیّز رہے۔ سابقہ غلط روایتوں کو ترک کر کے اللہ کے حکم کے آگے سرنگوں ہونا ہی عاجزی ہے اور سرکار ﷺ سے فرمادیا گیاہے کہ آپ عاجزی کرنے والوں کو (کامیابی اور نیک اجر اور عمدہ عاقبت کی) خوشخبری سنادیں۔ ارشاد ہے کہ ''وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾'' اور پوری اُمّت کے لیئے ہم نے مقرر کر دیا طریقہ کہ جو مویشی چوپایہ تم کو دیا گیا ہے اس پر اللہ کا نام لو ذبح کرتے وقت اور تمہارا معبود وہی معبود واحد (اللہ) ہے سو اسی کے حکم کی اطاعت کرو۔۔۔۔(اور اے رسول ﷺ) عاجزی کرنے والوں کو بشارت دیدیجئے۔

آیت بالا میں سیاق و سباق کے حوالے سے "مُخبتین" "یعنی" "اِخبات" "کرنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو احکامِ الٰہی کے آگے اپنی مرضی اور اپنے طریقے اور رواج اور باپ دادا کی رسوم سے بہ رضا اور غبت دستبردار ہوں یعنی" "ہم کچھ بھی نہیں اللہ کا حکم برحق ہے" "کہیں اور اس کی تعمیل کریں۔ حقیقی" "عجز" "یہی ہے کہ اپنی کامل نفی اور حق کو تسلیم کرکے اس کی اثبات کی جائے۔ ایسے ہی لوگوں کو کامیاب عاقبت کی بشارت ہے کہ یہی طریقہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب واولیائے امّت کا ہے۔

حکم نمبر ۶۴۳

قربانی کے اونٹ (یا گائے وغیرہ) کو اللہ کی نشانیوں میں شامل کرکے لوگوں کے لیئے خیر قرار دینا۔۔۔ اور اونٹ کی قربانی و ذبح کے طریقہ کا بیان نیز اس کا گوشت کھانے اور دوسروں کو کھلانے کی ہدایت۔

سُوْرَۃُ الْحَجِّ — آیت نمبر ۳۶

آیت ھٰذا میں قربانی کے لیئے مختص کیئے جانے والے (گلے میں پٹہ پڑے ہوئے) مویشی چوپاؤں خاص کر لمبے ڈول ڈیل والے جانوروں مثلاً اونٹ یا گائے وغیرہ (بُدنہ جو مکہ شریف لے جانے کے لیئے ہوں) اللہ کے شعائر یعنی نشانیوں میں شامل قرار دیا گیا ہے اور خاص کر اونٹ کی قربانی کا طریقہ بیان کیا ہے کہ کس طرح اس کو قبلہ رو کرکے ایک ٹانگ باندھ کر بسم اللہ، اللہ اکبر کہکر اس کے سینہ پر زخم لگایا جائے کہ جب وہ خون بہہ جانے کے بعد پہلو سے گر کر ٹھنڈا ہو جائے تو اس کا گوشت خود بھی کھایا جائے اور دوسرے لوگوں کو بھی کھلایا جائے خواہ وہ سوال کرنے والے

ہوں یا سوال نہ کریں۔ اللہ کی ان نشانیوں کو موجب تعظیم و احترام ہونے کے ساتھ لوگوں کے لیئے "خیر" قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖۗ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٣٦" اور قربانی کے اونٹ (جانور مویشی) کو ہم نے اللہ کی نشانیوں میں بنایا کہ اس میں تمہارے لیئے خیر ہے۔ تم اس پر اللہ کا نام لو اس کو "صف" میں کھڑا کر کے۔ پھر جب وہ پہلو کے بل گر جائے تو اس میں سے کھاؤ اور کھلاؤ قناعت کرنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی۔ اس طرح ہم نے اس کو (قربانی کے جانور کو) تمہارے بس میں کر دیا کہ تم شکر ادا کرو (اپنے رب کا)۔

حکم نمبر ٦٤٤

قربانی کے جانور کا گوشت یا خون نہیں بلکہ قربانی کرنے والے کا تقویٰ اللہ تک پہنچنے کا بیان اور قربانی کے جانور کے مسخّر کیئے جانے اور ہدایت پانے پر اللہ کی بڑائی بیان کرنے کا حکم اور نیکی کرنے والوں کو بشارت۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ	آیت نمبر ٣٧

اس آیت پاک میں پہلی بات تو یہ بتائی گئی ہے کہ قربانی دراصل ایک طور پر پرہیز گاری اور فرمانبرداری کی وہ علامت ہے جس کا تعلق کیفیتِ قلب اور نیّت سے ہے۔ قربانی کے ظواہر یعنی جانور کا گوشت یا خون اللہ کو مطلوب نہیں، بلکہ وہ تو بندے کے جذبہ کو دیکھتا ہے یعنی اس تک خون

یا گوشت نہیں بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے" لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ" نہیں پہنچتا ہے اللہ کو ان کا گوشت اور خون مگر پہنچتا ہے اس کو تمہارا تقویٰ۔" كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾"اس طرح مسخر کیا (قربانی کے جانور کو) اس کو تمہارے لیئے کہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس ہدایت پر جو تم کو دی گی ہے اور (اے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم!) نیکی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیئے۔

آیت سابقہ میں خوشخبری کی بشارت دی گئی تھی عاجزی کرنے والوں کو اور آیت ھٰذا میں نیکی کرنے والوں (محسنین) کو خوشخبری سنانے کا حکم ہے۔ اس سے اخذ یہ ہوتا ہے کہ اللہ کے آگے عاجزی ہی ایک بڑی نیکی ہے اسی لیئے سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے لیئے عبد عاجز کا لقب پسند فرمایا ہے کہ یہ ہی حقیقی شانِ عبدیت ہے اور کلمہ شہادت میں اسی شان کو شان رسالت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے بلکہ "رَسُوْلُهٗ" سے پہلے "عَبْدُهٗ" کہا ہے۔

حکم نمبر ۶۴۵

فرما دیجیے (اے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کہ اے لوگو میں تم کو در حقیقت واضح طور پر نصیحت کرنے والا خبر دار کرنے والا ہوں۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ	آیت نمبر ۴۹

اس آیت پاک میں سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ارشاد ہوا ہے کہ اے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ کہہ دیجیئے لوگوں سے کہ میرا کام تو بس تم کو حقیقت سے آگاہ کر کے خبر دار کرنا ہے کہ اللہ کو واحد و لاشریک جانو اور آخرت پر یقین رکھو۔ نذیر کے معنیٰ خبر دار کرنے والے کے بھی ہیں اور ڈرانے والے کے

بھی ڈرانے سے مراد بھی ایمان نہ لانے والوں کو اور گناہ کا ارتکاب کرنے والوں کو یوم حشر کے حساب کتاب اور سزاء و عذاب سے خبر دار کرنا ہے اور کار رسالت یہی ہے کہ ایمان لانے والوں کو وحی کے مطابق خوشخبری دی جائے اور نہ ماننے والوں کو آخرت کے عذاب سے مطابق وحی ڈرایا جائے۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ۴۹ۚ" فرمادیجئے کہ اے لوگو! درحقیقت (بے شک) میں ہوں تم کو خبر دار کرنے والا/ڈرانے والا (اللہ کے عذاب سے) واضح طور پر یعنی کھلّم کھلا۔

حکم نمبر ٦٤٦

ہم نے ہر امّت (گروہ) کے لیئے طریقے بتادیئے ہیں کہ وہ ان پر چلتے رہیں اور آپ سے تنازع نہ کریں اور آپ ان کو اپنے رب کی طرف دعوت دیتے رہیں کہ آپ بے شک صحیح راستہ پر ہیں۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ — آیت نمبر ٦٧

اس آیت پاک میں تین باتیں بتائی گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر گروہ اور قوم کے لیئے اپنے اپنے طریقے بنادیئے ہیں کہ وہ اس کے مطابق زندگی گزاریں۔ ایسا ہی گمراہوں کا بھی طریقہ ہے مگر ان کو چاہیئے کہ وہ اپنے رستہ پر چلنے کے باوجود آپ سے جھگڑا نہ کریں اور آپ اپنے رب کی طرف دعوت دیتے رہیں؛ بے شک آپ سیدھے راستہ (ہدایت) پر ہیں۔ ارشاد ہے کہ "لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى

هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ” ہر گروہ کے لیئے بنایا ہم نے ایک منسک (طریقہ) توان کو چاہیئے کہ وہ اس بارے میں آپ سے جھگڑا نہ کریں اور آپ دعوت دیتے رہیں اپنے رب کی طرف بے شک آپ سیدھے راستہ پر (ہدایت کے ساتھ) ہیں۔

حکم نمبر ٦٤٧

اور اگر وہ آپ سے (جدال) جھگڑا کریں (لڑائی نکالیں) تو آپ کہہ دیجیئے کہ اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ	آیت نمبر ٦٨

آیت سابقہ کے تسلسل میں کہ منکرین کو چاہیئے کہ وہ آپ سے (تنازع) جھگڑا نہ نکالیں آیت ھٰذا میں کہا گیا ہے کہ اگر وہ (جدال کریں) جھگڑالوپن کریں تو آپ فرمادیجئے کہ اللہ تمہارے اعمال سے پوری پوری واقفیت رکھتا ہے۔ متذکرہ دونوں آیات میں جھگڑے میں نہ پڑنے کا حکم ہے مگر دعوت حق دینے کی تلقین اور ان کو یہ بتادینا ہے کہ اللہ تمہارے اعمال اور نیتوں سے پوری طرح باخبر ہے۔ ارشاد ہے ”وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝“ اور اگر وہ آپ سے جھگڑیں تو آپ کہدیں کہ اللہ اس سے خوب واقف ہے جو عمل تم کرتے ہو۔

حکم نمبر ٦٤٨

جب کافروں کو ہماری واضح آیات بڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے چہروں سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے وہ آیات سنانے والوں پر حملہ

کر دینگے۔ آپ اے رسول ﷺ ان کو بتادیں کہ تمہارے لیئے آگ اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔۔۔ جس کا اللہ نے وعدہ کیا ہے وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ — آیت نمبر ۷۲

اس آیتِ پاک میں اللہ کی روشن آیات کو سن کر کافروں کے چہروں پر ناپسندیدگی کے ایسے تاثر کا حوالہ دیا گیا ہے کہ جیسے وہ آیات سنانے والوں سے اس قدر بیزار ہیں کہ گویا وہ ان پر حملہ کر بیٹھیں گے۔ رسول پاک ﷺ سے ارشاد ہوا کہ اے رسول ﷺ! ان کو بتادیجیئے کہ تم کو حق کی باتیں جتنی کڑوی اور خراب لگ رہی ہیں تمہارے لیئے اس سے بھی بہت زیادہ تکلیف دہ اور کرب خیز چیز وہ آگ ہے جو تمہارے لیئے آخرت میں مقرر کر دی گئی ہے اور جس کا تمہارے لیئے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے وہ آگ اور جہنم دراصل بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِىْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ" جب ہماری روشن آیات ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے چہروں سے ایسی ناگواری ظاہر ہوتی ہے۔ "يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ" کہ جیسے وہ تلاوت کرنے والوں پر حملہ کر بیٹھیں گے "قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ" کہیئے کیا میں تم کو تمہارے لیئے اس سے بھی زیادہ ناگوار چیز بتادوں۔۔۔ "اَلنَّارُ ؕ" وہ جہنم کی آگ ہے "وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ" جس کا وعدہ کیا ہے اللہ نے کافروں کے لیئے "وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۟" وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

حکم نمبر ۶۴۹

اے ایمان لانے والے لوگو! رکوع کرو اور سجدہ کرو۔۔۔۔ اور عبادت کرو اپنے رب کی۔۔۔۔ اور اچھے کام کیا کرو کہ تم فلاح (باقی رہنے والی نیکی) پاؤ۔

سُوْرَۃُ الْحَجِّ	آیت نمبر ۷۷

اس آیت پاک میں نماز پڑھنے کی تاکید ارکان صلوٰۃ کی نشاندہی کے ساتھ کی گئی ہے اور عبادت کرنے کے ساتھ ہی نیک کام کرنے کا حکم ہے کہ اس کے صلے میں دائمی خیر اور کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد ہے کہ "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ عليه السّلام" اے ایمان والے لوگو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور عبادت کرو اپنے رب کی اور خیر کے کام کرو تاکہ تم کو فلاح نصیب ہو۔

حکم نمبر ۶۵۰

اللہ کے لیئے جہاد کرو جیسا کہ حقِ جہاد ہے۔۔۔۔ اس نے تم کو منتخب کر لیا ہے اور تمہارے لیئے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔۔۔۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین۔۔۔۔ اسی نے تمہارا نام مسلم رکھا۔۔۔۔

اب سے پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی تاکہ رسول تم پر گواہ بنیں اور تم دوسروں پر۔۔۔۔ نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو اور اللہ کو پکڑے رہو۔۔۔۔ وہی تمہارا مولا ہے۔۔۔۔ کیا ہی اچھا مولا کیا ہی اچھا مددگار۔

سُوْرَۃُ الْحَجِّ — آیت نمبر ۷۸

یہ آیت پاک سورۂ حج کی آخری آیت ہے۔ اس میں پہلی تاکید تو اللہ کے لیئے ایسے جہاد کرنے کی ہے جو جہاد کا حق ہے۔ جہاد کے معنیٰ دشمن کے مقابل اللہ کی طرف داری اور اس کے احکام کی پابندی اور اس کے دین کے لیئے سربلندی کی کوشش کرنے کے ہیں۔ اگر کافر و مشرک دشمن ہیں اور تلوار سے جہاد ضروری تو وہ بھی کرنے کی ہدایت۔۔۔۔ بصورت دیگر دین کی سربلندی کی کوشش بھی جہاد ہے اور خود اپنے نفس کی غیر شرعی خواہشات کے خلاف کوشش یعنی تقویٰ بھی جہاد کی ہی ایک شکل ہے چنانچہ ایسا جہاد کرنے کا حکم ہے جو اقتضاے حال کے مطابق ہو۔ خواہ تلوار سے ہو یا صبر وسعی سے۔ اس کے بعد امّتِ مسلمہ کو منتخب اُمّت قرار دیئے جانے کا اعلان ہے اور ساتھ ہی کہا گیا ہے کہ اس اُمّت کے لیئے اللہ نے دین کی عطاؤں اور سہولتوں میں کوئی تنگی نہیں رکھی ہے اور اس اُمّت کے لوگوں کا نام بھی مسلم رکھا ہے۔ یہ وہی نام ہے جو قرآن پاک میں بھی ہے اور اس سے پہلے والی کتب میں بھی۔ نیز یہ کہ اُمّت محمد ﷺ کا دین وہی دین ابراہیم علیہ السّلام ہے جس کی دعا ابراہیم علیہ السّلام نے حضرت اسماعیل علیہ السّلام اور بی بی حاجرہ کو اللہ پر چھوڑ کر رخصت ہوتے وقت کی تھی۔ اس اُمّت کے لوگوں کو تسلیم کرنے والا اسی لیئے کہا گیا ہے کہ تسلیم کرنے کے گواہ رسول ﷺ ہیں اور بعد میں یہ خود دوسروں کے مسلمان ہونے کے گواہ ہیں۔ اس کے بعد تین احکام دیئے گئے یا دوہرائے گئے ہیں: ایک قیام صلوٰۃ کا۔۔۔۔ دوسرے

ادائے زکوٰۃ اور تیسرا حکم اللہ سے مضبوطی کے ساتھ وابستہ رہنے کا یعنی قرآن واحادیث کے احکام کی پابندی کا اور دنیا کے بجائے اللہ اور اس کے رسول پاک ﷺ کی اطاعت کا ہے۔ آخر میں کہا گیا ہے کہ دیکھو تم پر ایسے احسانات کرنے والا اور سیدھے راستے کی ہدایت دینے والا اللہ ہی تمہارا حامی و ناصر ہے۔ ارشاد ہے "وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٧٨﴾"

حکم نمبر ۶۵۱

مومنین کے فلاح پانے کا اعلان اوران کے اوصاف و اعمال کا بیان (ترغیبات و تنبیہات)

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ	آیت نمبر ۱ تا ۱۱

سورۃ ھذا کا نام شاید اسی لیئے سورۂ مومنون ہے کہ اس کی ابتدائی گیارہ آیات مومنین کے اوصاف و کردار اور اس کی عاقبت سے متعلق ہیں۔ ان میں کوئی براہ راست واضح حکم تو نہیں ہے مگر بعض ترغیبات مثبت احکام اور بعض تنبیہات منفی احکام کا درجہ رکھتی ہیں اسی لیئے ان کو بطور حکم شامل کیا گیا ہے۔ پہلی ہی آیت میں یہ حتمی فیصلہ سنادیا گیا ہے کہ "یقیناً" فلاح پاگئے ایمان لانے والے۔۔۔

"قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١﴾"

دوسری آیت میں ان کی یہ خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ "وہ لوگ اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں"۔۔۔۔

"الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲"

خشوع کے معنیٰ عاجزی کرنے کے ہیں یہ ایک ایسی حالتِ جسم اور کیفیت قلب ہے کہ جس میں بندہ اپنے رب کے آگے خود کو عاجز و بے اختیار اور بے اردہ سمجھتا ہے یعنی اپنے نفس کی کامل نفی اور اللہ کی کبریائی کے احساس کے ساتھ اپنے رب کے آگے قیام ور کوع و سجود کرتا ہے۔ اگلی خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ مومنین "لغویات یعنی بیہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں۔"۔۔۔۔

"وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳"

اگلی صفت یا خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ "وہ زکوٰۃ ادا کرنے میں مستعد اور فعال رہتے ہیں"۔۔۔۔ مفسّرین کے مطابق ہر چند کہ زکوٰۃ کی تفصیلات مدنی دور میں بتائی گئی ہیں مگر فرضیت کا مجمل حکم مکہ میں ہی آ چکا تھا۔ بعض مفسّرین کے نزدیک یہاں لفظ زکوٰۃ پاکیزگی کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے جس سے جسم و قلب و مال تینوں کی پاکیزگی مراد ہے۔ ارشاد ہے کہ

"وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝۴"

اگلی خصوصیت مومنین کی یہ بیان فرمائی ہے کہ "وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں"۔۔۔۔

"وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵"

فروج جمع ہے "فرج" کی اور یہ لفظ عرفِ عام میں نسوانی شرم گاہ کے لیئے مستعمل ہے، مگر لغوی حوالے سے مرد وزن دونوں کی شرم گاہ کے لیئے استعمال ہوتا ہے۔ اگلی آیت میں شرمگاہوں کی حفاظت کی شرح میں استثنا کا بیان ہے:

"اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝٦"

یعنی منکوحہ بیویوں اور اپنی ملکیت میں کنیزوں یا باندیوں سے استثنا ہے اور کہا گیا ہے کہ "مگر اپنی (منکوحہ) بیویوں اور اپنے ہاتھ کی ملکیت (شرعی لونڈیوں سے) وہ قابل ملامت نہیں ہیں" یعنی ان سے مباشرت کوئی گناہ نہیں ہے آگے ارشاد فرمایا کہ۔۔۔

"فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝٧"

"پس جو ان کے علاوہ چاہے یا کوشش کرے تو وہ حد سے آگے بڑھنے والوں میں ہے" یعنی ازروئے آیت ھٰذا "بیوی اور لونڈی سے مباشرت کے علاوہ ہر ذریعہ شہوت رانی کو حدِ شریعت سے تجاوز قرار دیا گیا ہے یعنی ایسا ہر عمل گناہ ہے۔ جن میں سے بعض صورتوں کے لیئے شرعی سزائیں مقرر ہیں۔ مفسّرین نے "وَرَآءَ ذٰلِكَ" میں زنا۔ اغلام اور جانوروں سے مجامعت کے علاوہ" جلق اور متعہ "کو بھی اسی ذیل میں شمار کیا ہے۔ مگر اس کے لیئے شرعی سزاء متعین نہیں ہے۔ اگلی صفت یوں بیان کی ہے کہ مؤمن وہ ہیں "جو لوگ اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں" اقرار کو نبھانے اور پورا کرنے والے ہیں۔۔۔

"وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝٨"

"اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور وعدوں "عہد" کو پورا کرتے ہیں" اس کے بعد مومنوں کی اگلی صفت "پابندئ نماز" بیان کی ہے۔۔۔

"وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝٩"

اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت (پابندی اوقات) کرتے ہیں۔ اس کے بعد والی آیات نمبر دس اور گیارہ میں فرمایا ہے "ایسے ہی لوگ وارث ہیں (جنت کے) اور وارث ہوں گے فردوس کے اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے (یعنی وہاں سے کبھی نکالے نہیں جائیں گے کہ جنت ان کی میراث ہوگی)۔

"أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ﴿١٠﴾"

"الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١١﴾"

وہی وارث ہیں فردوس کے جو ان کو ورثہ میں ملے گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

مندرجۂ بالا اوصافِ مؤمن بیان کرنے میں دراصل ایک محکم ترغیب بمنزلۂ حکم ہے کچھ اپنانے کے لیئے اور کچھ پرہیز کرنے کے لیئے۔

حکم نمبر ۶۵۲

اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو کیا تم ڈرتے نہیں اللہ سے۔ حضرت نوح علیہ السّلام کے ذریعہ ان کی قوم کو حکم۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ	آیت نمبر ۲۳

اس آیت پاک میں وہ حکم بیان کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السّلام کو ان کی امّت کے لیئے دیا تھا۔ آیتِ ھٰذا میں ارشاد ہے کہ ہم نے نوح علیہ السّلام کو رسول بنا کر بھیجا ان کی قوم کی طرف اور انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں کو حکم دیا کہ اے میری قوم! اللہ کی ہی عبادت

کیا کرو تمہارے لیئے اس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت معبود نہیں ہے۔ ساتھ ہی استفہامیہ انداز میں اللہ کے عذاب وغضب سے ڈرتے رہنے کا حکم بھی دیا یعنی پوچھا کیا تم اللہ (اور عذاب و سزا) سے ڈرتے نہیں ہو۔۔۔۔ ارشاد ہے کہ "وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖ فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۲۳﴾" اور ہم نے بے شک بھیجا نوح علیہ السّلام کو ان کی قوم کی طرف اور کہا انہوں نے اے قوم! تم اللہ کی ہی عبادت کیا کرو کہ تمہارے لیئے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ کیا تم ڈرتے نہیں ہو (اس سے)۔

حکم نمبر ۲۵۳

حضرت نوح علیہ السّلام کو کشتی بنانے اور اس میں جانوروں کے دو دو کے جوڑ رکھنے اور اپنے گھر والوں کو اس میں سوار کرنے کے لیئے حکم وحی کے ذریعہ۔ اور طوفان کی خبر کے ساتھ۔ ظالموں کی سفارش نہ کرنے کا حکم۔ کہ غرق ہونا ان کا مقدر کر دیا گیا تھا۔

سُوۡرَۃُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ	آیت نمبر ۲۷

ارشاد ہے کہ "فَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡہِ اَنِ اصۡنَعِ الۡفُلۡکَ بِاَعۡیُنِنَا وَ وَحۡیِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوۡرُ ۙ فَاسۡلُکۡ فِیۡہَا مِنۡ کُلٍّ زَوۡجَیۡنِ اثۡنَیۡنِ وَ اَہۡلَکَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَیۡہِ الۡقَوۡلُ مِنۡہُمۡ ۚ وَ لَا تُخَاطِبۡنِیۡ فِی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ۚ اِنَّہُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ ﴿۲۷﴾" پھر ہم نے ان کو وحی

کیا کہ تم ہماری نگرانی میں ایک کشتی بناؤ اور ہماری وحی کے مطابق ہمارا حکم آجائے اور تنور ابل پڑے تو کشتی میں سوار کرلو ہر قسم کے دو دو جانوروں کے جوڑے اور اپنے گھر والے سوائے ان کے جن کے لیئے پہلے بتایا جاچکا ہے اور کچھ نہ کہنا ہم سے ظالموں کے بارے میں کہ ان کو تو غرق ہونا ہی ہے۔

یہاں ظالموں کا اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جن لوگوں نے حضرت نوح علیہ السّلام کی بات ماننے سے انکار کیا تھا اور ان میں حضرت نوح علیہ السّلام کا ایک بیٹا بھی شامل تھا۔

حکم نمبر ۶۵۴

اے نوح علیہ السّلام۔۔۔ جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں سوار ہو جائیں تو تم اللہ کا شکر ادا کرنا اور کہنا کہ حمد اللہ کے ہی لیئے ہے جس نے ہم کو ظلم کرنے والی قوم سے نجات دی۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ	آیت نمبر ۲۸

آیتِ سابقہ میں حضرت نوح علیہ السّلام کو کشتی بنانے اور اس میں تمام جانوروں کے جوڑے رکھنے اور اپنے گھر والوں کو بٹھانے کا حکم نیز طوفان آنے کی خبر دی گئی تھی اور بتادیا گیا تھا کہ جب تنور سے پانی ابلنا شروع ہو گا تو ایسا طوفان آئے گا کہ اس میں سارے ظالم لوگ غرق ہو کر ہلاک ہو جائیں گے۔۔۔ اس کے بعد آیت ھٰذا میں حضرت نوح علیہ السّلام سے فرمایا گیا ہے کہ " فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۸﴾ ”اور جب سوار ہو جاؤ تم اور وہ جو تمہارے ساتھ ہیں کشتی پر پھر کہنا کہ حمد ہے اللہ کے لیئے جس نے نجات دی ہم کو ظالموں کی قوم سے۔

حکم نمبر ۶۵۵

اور پھر دعا کرنا کہ اے رب! مجھ کو پار لگانا مبارک (برکت والی) جگہ پر کہ تو ہی بہترین ہے بیڑا پار کرنے والا۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ	آیت نمبر ۲۹

آیت ھٰذا میں حضرت نوح علیہ السّلام کو کشتی میں ساتھیوں سمیت سوار ہو جانے اور ظالم لوگوں سے بچانے کا شکر ادا کرنے کے بعد یہ دعا کرنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ تم کہنا” اے رب تو ہی بیڑا پار لگانے والا ہے تو ہم کو برکت والی جگہ پر کشتی سے اتارنا۔““ وَ قُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾“ اور کہنا / دعا کرنا کہ” اے رب اتارنا مجھ کو اترنے والی بابرکت جگہ پر کہ تو ہی بہترین ہے بیڑا پار لگانے والا“۔۔۔ قابل تعریف اور لائق شکر ہے یہ کرم کہ دعا قبول کرنے والا خود ہی دعا کرنا بھی سکھا رہا ہے بے شک اللہ اپنے بندوں پر بڑا ہی رحم کرنے والا ہے۔

حکم نمبر ٦٥٦

اور ہم نے ان ہی میں سے ان میں ایک رسول بھیجا اس نے بھی یہی بتایا کہ اے لوگو اللہ کی ہی عبادت کیا کرو کہ تمہارے لیئے اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے۔ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ہو۔

سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْنَ	آیت نمبر ۳۲

حضرت نوح علیہ السّلام کی ظالم قوم کا قصہ تمام کرنے کے بعد فرمایا کہ ہم نے ان کے بعد دوسرے دور کے لوگ پیدا کیئے "قرنِ اخر" سے مراد حضرت نوح علیہ السّلام کے بعد کا دور ہے جس کے لیئے آیت ھٰذا میں ارشاد ہوا کہ "فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ" "پھر ہم نے ان میں سے ہی ان میں رسول بھیجا"۔۔۔ یہاں رسول کا نام نہیں بتایا گیا ہے مگر مفسّرین کے مطابق یہ اشارہ یا تو حضرت ہود علیہ السّلام کی جانب ہے یا حضرت صالح علیہ السّلام کے لیئے ہے اور فرمایا کہ انہوں نے بھی لوگوں سے کہا یا حکم دیا کہ۔۔۔ "اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾" اللہ کی ہی عبادت کیا کرو، نہیں ہے تمہارے لیئے کوئی لائق عبادت اللہ کے سوا۔ تو کیا تم اس سے ڈرتے نہیں ہو۔۔۔ (تمہیں ڈرنا چاہیئے اس کے عذاب سے)

حکم نمبر ۶۵۷

اے رسولو! پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو، میں ان سب کا جاننے والا ہوں جو تم عمل کرتے ہو۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ	آیت نمبر ۵۱

اس آیتِ پاک میں انوکھا تخاطب ہے کہ "اے رسولو!" یہ آیت نازل ہوئی اس وقت جب عالمِ ظاہر میں رسولِ کریم ﷺ کے علاوہ کوئی دوسرا رسول موجود نہیں تھا۔ چنانچہ اس مخاطبت سے رسولِ پاک محمد ﷺ پر واضح فرمایا کہ ہم نے تمام ہی رسولوں سے یہ کہا ہے یا ان کے ذریعہ سب کو یہ حکم دیا کہ "یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ" اے رسولو! کھاؤ پاک چیزوں میں سے اور کام کرو اچھے اور صالح "اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۵۱﴾" میں وہ سب جانتا ہوں جو تم کرتے ہو۔

آیتِ ھٰذا کے اندازِ تخاطب سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکام بشمول محمد ﷺ اپنے رسولوں کو اس طرح دیئے ہیں کہ مخاطبت تو رسول سے ہے اور حکم اہلِ ایمان کے لیئے ہے۔۔۔۔ ورنہ رسول علیہ السّلام تو سب ہی ہدایت یافتہ اور مقبول بارگاہ یعنی درجۂ نبوّت پر فائز ہوتے ہیں۔

حکم نمبر ۶۵۸

اور یہی امّتِ واحد تمہاری امّت ہے اور میں ہی تم سب کا رب ہوں۔ پس تم مجھ سے ڈرا کرو۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ — آیت نمبر ۵۲

آیت سابقہ میں تمام رسولوں سے مخاطبت کر کے جو حکم دیا گیا تھا اسی کے تواتر اور تسلسل میں یہ بھی فرمایا ہے کہ تم سب کی امت ایک ہی امت ہے یعنی یہ کہ ایک ہی دین ایک ہی طریقہ اور ایک ہی امت ہے یعنی مختلف ادوار کے رسولوں کو جو ہدایات دینے کے لیئے کہا گیا ہے وہ اپنے عہد کے مخصوص حوالے کے سوا سب ایک ہی ہیں۔ یعنی اللہ کو واحد ولاشریک ماننا۔۔۔اسی کی عبادت کرنا۔۔۔کتب اور رُسل کو برحق ماننا۔۔۔وحی پر ایمان رکھنا۔۔۔قیامت اور حشر کے عذاب و ثواب پر یقین رکھنا تمام ہی ادوار کے احکام میں بنیادی مشترک باتیں ہیں جن کو سرکار ﷺ کے ذریعہ قرآنِ حکیم کی معرفت یکجا کر کے مکمل فرمادیا گیا ہے ارشاد ہے کہ "وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾" اور یہ امّت تم سب کی ایک امت ہے اور میں ہی تم سب کا رب ہوں پس تم (مجھ سے ہی) ڈرتے رہو۔(یعنی میرے عذاب کا خوف ہمیشہ یاد رکھو)۔

حکم نمبر ۶۵۹

اللہ کی مالکیّت، ربوبیّت اور بادشاہت کا اعتراف کرنے کے باوجود اللہ کا ذکر نہ کرنا، تقویٰ نہ کرنا اور سحر زدہ لوگوں کی طرح کافروں کا رہنا "ان کے کذِب کے سبب" ہونے کا اعلان۔

سُوۡرَةُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ	آیت نمبر ۸۴ تا ۹۰

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم ﷺ سے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کافروں سے پوچھئے کہ زمین اور اس میں کی تمام چیزیں کس کی ملکیّت ہیں تو وہ یعنی کافر یقیناً یہی کہیں گے کہ سب اللہ کی مِلک ہے پھر ان سے کہیئے کہ اگر تم ایسا سمجھتے ہو تو نصیحت کیوں نہیں پکڑتے؟

آگے فرمایا کہ آپ ﷺ ان سے پوچھیں آسمانوں اور عرش کا رب کون ہے۔۔۔ تو وہ یہی کہیں گے کہ یہ سب اللہ کے لیئے ہے پھر ان سے کہیئے کہ تم تقویٰ کیوں نہیں کرتے یا ڈرتے کیوں نہیں؟

آگے ارشاد ہوا کہ آپ ﷺ ان سے پوچھیئے کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر شیٔ کی بادشاہت ہے اور جو پناہ دینے والا ہے اور کوئی دوسرا اس کے مقابلے میں پناہ نہیں دے سکتا وہ فوراً کہیں گے کہ ایسا تو اللہ ہی کر سکتا ہے۔۔۔ پھر آپ ان سے کہیئے کہ کیا تم پر جادو چڑھ گیا ہے؟ جو تم جاننے کے باوجود مانتے نہیں؟ آگے ارشاد ہوا کہ سچّی نشانیاں تو ان تک پہنچادی گئی ہیں مگر وہ جھوٹے

ہیں۔یعنی ان کے پاس صحیح معلومات ہونے کے باوجود صداقت اور ایمان نہیں ہے اسی لیئے وہ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ارشاد ہے کہ:۔

"قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾"

ان سے پوچھیئے کس کی ہے یہ زمین اور وہ سب جو اس میں ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو

"سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾"

وہ یہی کہیں گے کہ اللہ کی ہے پھر ان سے کہیئے کہ تم سوچتے کیوں نہیں ہو۔

"قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾"

ان سے پوچھیے کہ سات آسمانوں کا اور عرش کا رب کون ہے؟

"سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾"

وہ یہی کہیں گے کہ یہ اللہ کا ہے پھر ان سے کہیئے کہ تم اس سے ڈرتے کیوں نہیں؟اس کے لیئے تقوی کیوں نہیں کرتے؟"قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾"

ان سے پوچھیئے کہ ہر شئے کا اقتدار و بادشاہی کسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ کون ہے جو سب کو پناہ دیتا ہے اور اس جیسا پناہ دینے والا کوئی اور نہیں کیا تم جانتے ہو؟

"سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾"

وہ یہی کہیں گے کہ اللہ ہے پھر ان سے کہیئے کہ تم کیوں دھوکہ کھا رہے ہو؟(سحر زدوں کی طرح)

"بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾"

اصل بات یہ ہے کہ ہم نے ان تک حق تو پہنچا دیا ہے مگر وہ جھوٹے ہیں۔ مندرجہ بالا آیات میں سرکار ﷺ سے سوال کرنے کے لیئے بھی کہا جارہا ہے اور خود ہی اُن کا جواب بھی بتادیا جارہا ہے کہ اللہ کو تو معلوم ہے کہ وہ کیا جواب دیں گے، مگر اس طرح سوال کرنے کا حکم اور خود ہی جواب دے دینا عربی زبان کے طرزِ تکلم کی ایک ادائے خاص ہے۔ جو بیان کی کامل صداقت کی آئینہ داری کرتی ہے۔۔۔ اور اس طرح کے سوال جواب بیان کرنے کا مقصد آیت نمبر ۹۰ میں کھل کر بتادیا گیا ہے کہ ان کے قول و عمل کے تضاد کا سبب دراصل اُن کا جھوٹا اور کاذب ہونا ہے کہ وہ حق پہنچنے اور اس کو جاننے کے باوجود اپنی نفسانی خواہشات اور حُبِّ دنیا و جاہ و حشم کے سبب حق کو جھٹلانے والے ہیں۔

حکم نمبر ۶۶۰

اور دعا کیجیے اے رسول! کہ۔۔۔ اے رب! اگر تو مجھ کو وہ عذاب دکھائے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے تو اے رب! مجھ کو ان ظالموں کے ساتھ نہ رکھنا۔

سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْنَ — آیت نمبر ۹۳۔ ۹۴

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دوعالم ﷺ سے کہا ہے کہ اے رسول! آپ یہ دعا کریں کہ اے رب! اگر تو مجھ کو وہ عذاب دکھائے جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے تو اے رب! مجھ کو ان ظالموں میں شامل نہ رکھنا (یعنی مجھ کو اور میری امت کو اس عذاب سے بچانا)۔ آمین۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾" کہیئے (اے رسول ﷺ

!دعا کیجیۓ) کہ اے رب! دکھاۓ اگر مجھ کو تو وہ جس کا تونے ان سے وعدہ کیا ہے "رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۹۴﴾" اے رب! نہ رکھنا مجھ کو اُن ظالم لوگوں میں شامل۔یہ دعا کرنے کا حکم دینے میں دراصل یہ بتانا مقصود ہے کہ کافروں ظالموں سے جس عذاب کا وعدہ کیا گیاہے وہ اتنا سخت ہے کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھی اس سے پناہ مانگنے کے لیئے کہا گیاہے!۔

حکم نمبر ۶۶۱

برائی کو بھلائی سے دفع فرمایئے (اے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) یہ لوگ جو کہتے ہیں (اس کی حقیقت) ہم خوب جانتے ہیں۔

سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْنَ	آیت نمبر ۹۶

اس آیت پاک میں برائی کو اچھائی سے یا بری بات کہنے کو اچھی بات کہکر روکنے کا سبق دیا گیاہے مخاطبت سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ہی ہے مگر نصیحت یا حکم پوری اُمت کے لیئے ہے کہ اس سے ہی اسلامی حُسنِ اخلاق وکردار کا تعین ہوتا ہے۔ارشاد ہے کہ "اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ ؕ" دفع کیجیۓ برائی کو اس بات سے جو بہترین ہو "نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾" ہم خوب جاننے والے ہیں اس کے جو باتیں یہ بناتے ہیں۔

کافر اور منکرین جو آیات الٰہی کے لیئے اور پیغام ہدایت کے جواب میں بدکلامی کرتے تھے اس کے لیئے اللہ نے فرمایاہے کہ اے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہم ان کی باتوں سے خوب واقف ہیں مگر آپ

ان کے جواب میں اچھائی کے طریقے کو اپنایئے بری بات کا اچھی بات سے دفع کرنے کا مفہوم ہی حسن گفتار و حسنِ کلام ہے۔

حکم نمبر ۶۶۲

اور کہیئے کہ اے رب! میں تیری پناہ میں آتا ہوں شیاطین کے وسوسوں سے اور اے رب! اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ — آیت نمبر ۹۷۔۹۸

ان دونوں آیات میں شیطان کے وسوسوں سے اور شیطانوں کے نزدیک آنے سے بچنے کے لیئے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنے کا حکم ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ کسی کو بھی اور کبھی بھی شیطان سے لڑنے یا اس کا مقابلہ کرنے کے لیئے نہیں کہا گیا، اس لیئے کہ اس کو قیامت تک کے لیئے ڈھیل دی گئی ہے اور اس کو اہلِ ایمان کے لیئے آزمائش اور حق پر رہنے والے انسانوں کا کھلا دشمن کہا گیا ہے۔ چنانچہ طاقتور دشمن سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ اس کے قرب اور اس کے وسوسوں سے محفوظ رہنے کے لیئے اللہ واحد و لاشریک سے پناہ طلب کی جائے کہ اس کی پناہ میں آنے والوں کے لیئے شیطان بے بس ہو جاتا ہے اور اِس کے لیئے "اعوذ اور لاحول" پڑھنا اس سے بچنے کا کارگر طریقہ ہے۔ چنانچہ حکم دیا گیا کہ "وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾" اور کہو اے رب! آتا ہوں میں پناہ

میں تیری شیطانوں کے وسوسوں سے اور اکساہٹوں سے ”وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾“ اور اے رب! تیری پناہ مانگتا ہوں اُن کے قریب آنے، حاضر ہونے سے۔

شیطان انسان کی نفسانی خواہشات کو ابھار کر ممنوعہ افعال واعمال پر اس طرح مائل کر دیتا ہے کہ انسان کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس پر شیطانی حملہ ہوا ہے وہ اپنی سوچ اور بُرے جذبات، غصّہ اور ناشکری وغیرہ کو شیطان کی اُکساہٹ کے بجائے اپنی مرضی ہی سمجھتا رہتا ہے اس غفلت اور فریب سے نکلنے کا طریقہ یہی ہے کہ انسان اللہ سے مدد طلب کرتا رہے کہ اس پر شیطانی حربہ کامیاب نہ ہو اور وہ اللہ کی پناہ مانگے کہ اللہ کی پناہ میں رہنے والوں، یا اللہ سے مدد اور حفاظت مانگنے والوں پر شیطان بے بس ہو جاتا ہے۔“

حکم نمبر ۶۶۳

”پڑے رہو اسی طرح دھتکارے ہوئے (جہنم میں) اور مجھ سے بات نہ کرو“ فرمائے گا اللہ۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ	آیت نمبر ۱۰۸

جب مشرکین ومنکرین جہنم کے عذاب میں مبتلا ہونگے تو اللہ سے کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم کو ایک بار پھر موقع دے دنیا میں جانے کا کہ ہم نیک کام کریں اور تیرے احکام بجالائیں اس وقت جواباً ارشاد ہوگا کہ ”قَالَ اخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾“ کہا جائے گا اسی میں (دوزخ میں) پڑے رہو دھتکارے ہوئے اور مجھ سے بات نہ کرو۔ اس آیت پاک سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دراصل ایمان تو ”بغیر دیکھے ہوئے صرف حکم پر تسلیم کرلینا ہے“ اب

عذاب دیکھ کر جو ایمان لانے پر تیار ہونگے وہ ایمان نہیں ہے کہ "ہدایت تو اُن کو ہی ہے جو غیب پر ایمان لائیں۔"

حکم نمبر ٦٦٤

اور کہیئے (دعا کیجئے) کہ اے رب ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر کہ تو ہی رحم کرنے میں سب سے بڑا (واحد) ہے۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ	آیت نمبر ١١٨

یہ آیتِ پاک سورۂ مؤمنون کی آخری آیت ہے جس میں یہ دعا کرنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ اے رب! بخش دے اور ہم پر رحم فرما کہ تو ہی رحم کرنے میں سب سے بہتر اور لاثانی ہے"۔ "خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ" مفہوم ایسا رحم کرنے والا ہے جس کا کوئی ثانی نہ ہو۔ ارشاد ہے کہ "وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١١٨﴾" اور دعا کرو (کہو) کہ اے رب! ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم کر کہ تو رحم کرنے میں لاثانی ہے۔۔۔۔ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

حکم نمبر ٦٦٥

یہ وہ سورہ ہے جس میں ہم نے نازل کیئے کھلے احکام اور وہ تم پر فرض کیئے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

سُوْرَةُ النُّوْر	آیت نمبر ا

یہ آیت سورۂ نور کی پہلی آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے یہ ایک اہم سورۂ نازل کی ہے جس میں بیان کیئے ہوئے واضح احکام تم پر فرض کیئے گئے ہیں تا کہ تم ان سے نصیحت حاصل کرو۔ ان احکام میں سب سے پہلے "مردوزن کے لیئے" کے لیئے "زنا" کی سزااور اس کے بہتان سے متعلق سخت احکام شامل ہیں۔ ارشاد ہے کہ "سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَ فَرَضْنٰهَا وَ اَنْزَلْنَا فِيْهَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۱ "یہ (اہم) سورۂ جسے نازل کیا ہے اور فرض کیئے ہیں اس میں نازل کیئے ہوئے کھلے حکم (واضح آیات) تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔۔۔۔اس کے ساتھ ہی اگلی آیت میں "زانی اور زانیہ" کے لیئے سو سو کوڑے مارنے کا حکم ہے جس کی تفصیل حکم نمبر (٦٦٦) میں درج کی جا رہی ہے۔

حکم نمبر ٦٦٦

زانیہ اورزانی کے لیئے سوسو کوڑے مارنے اورآخرت پر ایمان رکھنے والوں کو دین کے معاملے میں ترس نہ کھانے کا حکم اور وقت سزا مومنین کی ایک جماعت کو موجود رہنے کا حکم۔

سُوْرَةُ النُّوْر	آیت نمبر ۲

ارشادِ ربی ہے کہ " اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ " زنا کرنے والی اور زنا کرنے والے (مرد) دونوں میں

سے ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤاور ان میں سے کسی پر ترس نہ کھاؤاللہ کے دین میں اگر تم اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو اور دیکھتی رہے اہلِ ایمان کی ایک جماعت یا گروہ ان کی سزا کو۔۔۔۔

اس آیت پاک میں زنا کرنے والی عورت اور مرد دونوں کے لیئے سو سو کوڑے مارنے کی سزا کے ساتھ دو اور احکام بھی مساوی شدت کے ساتھ دیئے گئے ہیں۔ پہلا حکم یا تنبیہ یہ ہے کہ دین کے معاملے میں اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو مجرمین پر بالکل ترس نہیں کھانا چاہیئے یا نرمی نہیں کرنی چاہیئے یعنی سزا کے حکم کی تعمیل میں سختی کی جائے۔ ساتھ ہی دوسرا حکم یہ بھی ہے کہ مجرموں کو کوڑے مارتے وقت مومنین میں سے کچھ لوگوں کو یا مومنین کے ایک گروہ یا جماعت کو اس کا شاہد بھی ہونا چاہیئے ۔ اس حکم میں دو رموز ہیں اوّل یہ کہ لوگ سزائے سخت کا مشاہدہ کر کے عبرت حاصل کریں اور غیر موجود لوگوں کو سزا کا حال بتائیں تا کہ اس گھناؤنے جرم سے لوگوں کو دور رہنے کا سبق حاصل ہو نیز یہ بھی کہ حاضرین کوڑوں کی تعداد اور حکم کے نفاذ کی سختی کے گواہ بھی رہیں۔

حکم نمبر ۲٦۷

مومن کا زانیہ (زناکار عورت) سے اور مومنہ کا زانی (زناکار مرد) سے نکاح حرام ہونے کا حکم۔

سُوْرَۃُ النُّوْر	آیت نمبر ۳

ارشاد ہے کہ " اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً ۘ وَّ الزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ ۚ وَ حُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۳ "زانی نکاح نہ کرے مگر زانیہ یا مشرکہ سے

(اس حکم کی رو سے زانی مرد کا نکاح مومنہ سے نہیں ہو سکتا) اور زانیہ نکاح نہ کرے مگر زانی مرد یا مشرک سے (اس حکم کے مطابق مومن خاتون کو زانی مرد یا مشرک سے نکاح کی اجازت نہیں) اور یہ حرام کیا گیا ایمان والوں (اور والیوں) پر۔

آیت ھٰذا کے پہلے حصہ میں یہ کہنا کہ زنا کرنے والا مرد زانیہ یا مشرکہ عورت سے نکاح کرے دراصل حکم امتناع ہے مشرک مرد کے مومنہ عورت سے نکاح کرنے کے لیئے۔۔۔اسی طرح اگلے حکم میں مشرکہ یا زانی عورت کو زانی سے نکاح کرنے کا حکم دراصل زانیہ کا مومن مرد سے نکاح نہ کرنے کا حکم ہے آگے واضح کر دیا گیا کہ مومنین کے لیئے یہ منع یا حرام ہے۔یعنی مومن مرد زانیہ یا مشرکہ سے نکاح نہیں کر سکتا۔اسی طرح مومنہ زانی یا مشرک مرد سے نکاح نہیں کر سکتی۔

اس آیت پاک کی شان نزول یہ ہے کہ بعد ہجرت بعض نادار و مفلس مہاجرین نے مدینہ کی بعض بازاری مالدار عورتوں سے اس لیئے نکاح کرنے کی اجازت چاہی کہ ان سے مالی فوائد حاصل کیئے جا سکیں جس کے نتیجہ میں یہ آیت نازل ہوئی کہ زانیہ یعنی زانی عورتوں سے زانی ہی نکاح کرے مومن مرد کے لیئے ایسا نکاح حرام ہے علیٰ ھٰذا کوئی مومن عورت بھی کسی زانی مشرک مرد سے نکاح نہیں کر سکتی۔یعنی یہ دونوں شکلیں حرام قرار دے دی گئی ہیں۔

آیت ھٰذا میں ''زانی اور زانیہ'' کے الفاظ کا اطلاق اہلِ ایمان پر نہیں ہوتا کہ زانی اور زانیہ وہ مرد اور عورت ہے جس کی شہرت زناکار کی حیثیت سے ہو اور یہ مومن و مومنہ کے لیئے ممکن نہیں اسلامی قواعد کی رو سے زانی اور زانیہ کو سنگسار کر دیا جاتا ہے اس لیئے زندہ مرد اور عورت اسلامی معاشر میں ''زانی و زانیہ'' کے لقب سے نہیں پکارے جا سکتے اور اگر یہ غیر شادی شدہ ہیں

توان کے لیئے سو کوڑے اور شہر بدر کرنے کی سزا ہے یعنی ہر دو شکل میں زناکار مرد یا عورت کا اسلامی معاشرے میں رہنا سہنا ممکن ہی نہیں چنانچہ "زانی یا زانیہ" کا لقب غیر مسلم بدکاروں کے لیئے ہی قابل استعمال ہے۔

حکم نمبر ۶۶۸

پاک باز مومنات پر (زناکاری کا) الزام لگانے والے لوگوں کو جو اپنے قول کی تصدیق میں چار گواہ نہ لاسکیں فاسق قرار دیا گیا ہے اوران کے لیئے اسّی (۸۰) کوڑوں کی سزا ہے نیز یہ کہ ان کی گواہی ناقابل قبول قرار دی گئی ہے۔

سُوْرَۃُ النُّوْر	آیت نمبر ۴

زانی یا زانیہ عورت کو سنگسار کرنے یا سو کوڑے مارنے اور شہر بدر کرنے کے سخت حکم میں رعایت نہ کرنے کی ہدایت کے ساتھ ہی پاک دامن مرد یا عورت (مومنہ) کو ایسے جھوٹے الزام سے ایسا مضبوط تحفظ بھی دیا گیا ہے کہ کوئی بھی کسی پاک باز مسلم خاتون یا مرد پر زنا کا جھوٹا الزام لگانے کی ہمت ہی نہ کر سکے۔۔۔عام طور سے کسی بھی معاملے کے لیئے دو گواہیاں (مردانہ) درکار ہوتی ہیں، مگر اس الزام کے لیئے چار گواہوں کی شرط رکھی گئی ہے کہ عملاً ارتکابِ زنا کے چار چشم دید گواہوں کا ہونا عام گھریلو خواتین کے حوالے سے ممکن ہی نہیں سوائے اس کے کہ ملزمہ یا مجرمہ بازاری عورت ہو۔ غرض یہ کہ اسلام نے اپنے معاشرہ سے زنا کے وجود اوراس کے جھوٹے

الزام یعنی اِتّہام کے امکانات کو یکسر ختم کر دیا ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ" اور وہ لوگ جو تہمت لگائیں پاک دامن گھریلو بیویوں پر اور اس کے چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو ان کے اسّی (۸۰) کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو کہ وہ فاسقوں میں سے ہیں۔ آگے ارشاد ہوا مگر وہ جو توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیں۔ کہ اللہ بڑا بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

حکم نمبر ۶۶۹

اپنی بیویوں پر زنا کا الزام لگانے والے اگر اپنے سوا کوئی گواہ پیش نہ کر سکیں تو ان میں سے ہر ایک چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ وہ سچّا ہے اور پانچویں مرتبہ کہئے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

سُوْرَةُ النُّوْر — آیت نمبر ۶۔۷

آیات بالا میں حکم ہے کہ ایسی صورت حال میں جہاں اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگانے والے شوہر کو گواہ میسر نہ ہوں تو وہ اپنے بیان کی صداقت میں چار مرتبہ اللہ کی قسم کھائے اور پانچویں مرتبہ اپنے اوپر اللہ کی لعنت بھیجے کہ اگر وہ جھوٹا ہے۔ ان آیات کی شانِ نزول یہ ہے کہ "ہلال بن اُمیہ" نے سرکار ﷺ کے سامنے اپنی بیوی کی بدکاری (زنا) کی شکایت کی سرکار ﷺ نے فرمایا کہ

اس شکایت کے ثبوت میں تم کو چار گواہ پیش کرنے پڑیں گے ورنہ تمہاری پیٹھ پر جھوٹی تہمت کے جرم میں اسی (۸۰) کوڑے پڑیں گے۔ ہلال بن امیہ نے کہا کہ ایسے موقع پر گواہ کہاں پیدا ہوسکتے ہیں۔ مجھ کو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی حکم فرما کر میرے سچ کو سب پر ظاہر فرمادے گا اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔" وَالَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ اَزۡوَاجَهُمۡ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّهُمۡ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنۡفُسُهُمۡ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمۡ اَرۡبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۶﴾ وَ الۡخَامِسَةُ اَنَّ لَعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَیۡهِ اِنۡ کَانَ مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۷﴾"

وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر الزام لگائیں (زنا کے) اور ان کے سوا کوئی شہادت نہ ملے تو ان میں سے ہر ایک اللہ کی گواہی سے چار مرتبہ کہے (اللہ کی قسم کھائے چار مرتبہ) کہ وہ سچوں میں ہے۔۔۔۔ اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ جھوٹوں میں ہے (یعنی غلط الزام لگا رہا ہو) تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

حکم نمبر ۶۷۰

بے گناہ بیوی کے لیئے زنا کے الزام سے بچنے کا طریقہ!

سُوۡرَةُ النُّوۡر	آیت نمبر ۸۔۹

سابقہ دو آیات میں شوہر کے لیئے گواہ نہ ملنے پر بیوی کی بدکاری کی توثیق کا طریقہ بیان کیا گیا تھا۔ زیرِ نظر دو آیات میں بے گناہ بیوی کے لیئے جھوٹے الزامِ زنا سے برئیت حاصل کرنے کا طریقہ بیان فرمایا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ " وَ یَدۡرَؤُا عَنۡهَا الۡعَذَابَ اَنۡ تَشۡهَدَ اَرۡبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۸﴾" اور عورت پر سے (زنا کے) جھوٹے الزام کی سزایوں ٹل سکتی

ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کو گواہ بنا کر کہے (چار بار قسم کھائے اللہ کی) کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے۔ "وَ الْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٩" اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اس پر (یعنی کہنے والی پر) اللہ کا غضب ہو اگر وہ (اس کا الزام لگانے والا شوہر) سچا ہے۔ بے گناہ معصوم بیوی پر شوہر کے لگائے ہوئے جھوٹے الزام کی سزا سے بچنے کے لیئے اللہ تعالیٰ نے رحم فرما کر نجات کا درجِ بالا طریقہ بیان کیا ہے کہ بے گناہ عورت بے بنیاد تہمت پر سزا سے بچ سکے۔

حکم نمبر ۱۷۶

اور اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ تم پھر کبھی ایسی بات کو نہ دوہرانا اگر تمہارے پاس ایمان ہے۔

سُوْرَةُ النُّوْر	آیت نمبر ۱۷

"يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝١٧" اللہ تم کو نصیحت فرماتا ہے کہ تم پھر نہ دوہرانا ایسی کوئی بات اگر تم مومنین میں ہو۔۔۔۔ آیتِ ھٰذا میں "ایسی کوئی بات" "اَلْمِثْلِهٖ" کا اشارہ منافقین کے اس بہتانِ عظیم کی طرف ہے جو انہوں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ پر باندھا تھا۔ اس بہتانِ کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔ حسبِ تفسیر (شیخ الاسلام مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی قدس سرّہ العزیز شاہی امام وخطیب جامع مسجد فتح پوری دہلوی) ۶ سنہ ھ میں بنی مصطلق کی لڑائی سے واپسی کے وقت لشکر کی روانگی سے ذرا پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رفع حاجت کے لیئے لشکر کے پڑاؤ سے علیحدہ جنگل میں چلی گئیں؛ وہاں اتفاق سے ان

کے گلے کا ہار گر پڑا۔ آپ تو اس ہار کے ڈھونڈنے میں رہیں اور یہاں لشکر روانہ ہو گیا۔ روانگی کے وقت اونٹ والوں نے یہ سمجھا کہ معمول کے موافق حضرت عائشہ صدیقہؓ اونٹ کے کجاوے میں ہیں۔ اس لیئے انہوں نے وہ خالی کجاوہِ اونٹ پر لاد دیا اور لشکر کے اونٹوں کے ساتھ یہ خالی کجاوہ کا اونٹ بھی روانہ ہو گیا۔ سفر سے پلٹنے کی یہ آخری منزل تھی اس واسطے پچھلی رات کا چلا ہوا یہ لشکر صبح کو مدینہ پہنچ گیا۔ حضرت عائشہؓ کو بہت دیر کی تلاش کے بعد وہ ہار مل گیا تو یہ جنگل سے پڑاؤ میں واپس آئیں اور دیکھا کہ لشکر روانہ ہو گیا ہے تو آپ اسی جگہ بیٹھ گئیں اور خیال کیا کہ میری تلاش میں لشکر ضرور واپس ہو گا۔ لشکر کے پیچھے گری پڑی چیزیں اٹھانے کے لیئے ایک شخص رہا کرتا تھا اس موقع پر حضرت صفوان اس کام پر تھے جب وہ آئے اور انہوں نے آپ کو دیکھا تو بلند آواز سے ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ'' پڑھا آپ نے ان کی آواز سن کر کپڑے سے پردہ کر لیا۔ انہوں نے اونٹنی بٹھادی ام المؤمنین اس پر سوار ہو گئیں اور حضرت صفوانؓ پیدل چلے اور لشکر میں پہنچ گئے تو منافقین سیاہ باطن نے آپ کی شان میں بہتان لگایا۔ بعض کمزور ایمان والے مسلمان بھی ان کے فریب میں آگئے اور ان کی زبان سے بھی کلمہ ٔ بے جا سرزد ہوا جس سے ام المؤمنینؓ کو سخت صدمہ ہوا اور اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی پاکی بیان کرنے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

یہ واقعہ سورۂ ھٰذا کی دس تا بیس آیات میں بیان کیا گیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی مذمّت، بہتان کا رد اور اُم المؤمنین کی عصمت و پاک دامنی کی تصدیق فرمائی ہے اور فریب میں آکر گستاخی کر بیٹھنے والوں کی توبہ قبول کر کے آیت نمبر ۱۷ میں حکم فرمایا ہے کہ'' اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسی بات نہ کہنا اگر تم ایمان والے ہو۔''

آیتِ ھٰذا کے ذریعہ اس بہتان کے حوالے سے اُمّت مسلمہ کی دیگر خواتین کو ایسے بہتان سے تحفظ عطا فرمایا گیا ہے کہ اہلِ ایمان آئندہ ایسی کوئی بہتان طرازی کبھی بھی کسی بھی مومنہ پر نہ کریں۔ آیت نمبر ۱۹ میں فرمایا ہے کہ جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ بے حیائی مومنوں

میں پھیلے "اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ" توان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہے اور اللہ خوب جانتا ہے اور تم کو معلوم نہیں ہے۔ پھر آیت نمبر (۲۰) میں اپنی شفقت و مہربانی کا حوالہ دے کر فرمایا ہے کہ تم پر اللہ کا فضل اور رحمت ہوئی کہ تمہاری توبہ قبول کر کے بہتان طرازی کی سزا سے تم کو بچا دیا۔

حکم نمبر ۶۷۲

بے حیائی اور برے کاموں سے بچنے کے لیئے شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلنے کی ہدایت اور اللہ کا اپنے فضل و رحمت سے مومنین کو پاک باز بنانے کا ارشاد۔

سُوۡرَۃُ النُّوۡر	آیت نمبر ۲۱

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کو مخاطب کر کے ہدایت دی ہے کہ اے ایمان والو! شیطان کے نقش قدم پر نہ چلنا اس لیئے کہ وہ تو اپنے رستے پر چلنے والوں کو بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم دیتا ہے اور اہلِ ایمان کو جو پاک باز بنایا گیا یہ اللہ کے فضل و رحمت کے سبب سے ہے اور اگر اس کا فضل اور رحمت شامل حال نہ ہوتی تو فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی پاک نہ ہوتا اور اللہ جسے چاہتا ہے پاک صاف کر دیتا ہے کہ وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے !اسی لیئے مومنین کا طریقہ یہ ہے کہ وہ شیطان سے بچاؤ کے لیئے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں اور اس کے فضل و رحمت کے لیئے دعا گو رہتے ہیں کہ وہ دعائیں سن کر قبول کرتا اور رحمت فرماتا ہے۔ ارشاد ہے کہ "یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَّبِعۡ خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ فَاِنَّہٗ یَاۡمُرُ

بِالۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ ؕ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّ لٰـكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۱﴾ " اے ایمان لانے والو! شیطان کے قدموں کی اتباع نہ کرو کہ وہ تو بے حیائی اور برائی کے کام ہی کرواتا ہے۔۔۔اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی پاک باز نہیں ہو سکتا تھا اور اللہ جس کو چاہے پاک صاف کر دیتا ہے اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

حکم نمبر ۶۷۳

تم میں سے جو لوگ صاحبِ فضل و وسعت ہیں وہ قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے قرابت داروں محتاجوں اور مہاجرین کو خرچ و اخراجات نہیں دیں گے بلکہ وہ ان کو معاف و در گذر کر دیں۔۔۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے کہ اللہ بڑا بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

سُوۡرَةُ النُّوۡر	آیت نمبر ۲۲

یہ آیت پاک حضرت صدیق اکبر کی اس قسم کھانے پر نازل ہوئی تھی کہ آپؓ نے اپنے خالہ زاد بھائی حضرت مسطح کے ساتھ حُسنِ سلوک ترک کر دینے کی قسم اس لیئے کھائی تھی کہ وہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والوں کے ہمنوا ہوگئے تھے اور آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے قرابت دار ہونے کے ساتھ محتاج و مسکین اور صاحبِ بدر بھی

تھے اورانہوں اللہ کے لیئے اپنا وطن چھوڑ کر ہجرت بھی کی تھی، چنانچہ آیت ھٰذا میں ان کی نشاند ہی ان ہی خواص کے حوالے سے کی گئی ہے اور "صاحب فضل وصاحب وسعت کا اشارہ سیدنا ابو بکر صدیق کے لیئے ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٢﴾ "اور تم میں سے صاحب فضل وصاحب و وسعت قسم نہ کھائیں کہ وہ خرچ اخراجات نہیں دیں گے اپنے قرابت داروں، محتاجوں اور ان کو جنہوں نے اللہ کے لیئے ہجرت کی ہے، بلکہ وہ معاف کردیں اور در گذر کریں (ان کی غلطی وخطا) کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت فرمائے کہ اللہ تو بڑا بخشنے اور معاف کرنے والا ہے۔

جب حضرت ابو بکر صدّیق نے یہ آیتِ پاک سنی تو فرمایا کہ میری آرزو ہے کہ اللہ میری مغفرت فرمائے اور میں مسطح کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا کبھی بند نہ کروں گا۔ سیدنا ابو بکر نے بارہا ایسے ہی صداقت و تسلیم کا مظاہرہ کرنے میں سب پر فوقیت حاصل فرمائی ہے۔

حکم نمبر ۶۷۴

پاک دامن نکوکار مومنہ پر جو بدکاری سے بالکل غافل ہو تہمت لگانے والوں پر دنیا میں اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیئے بڑا عذاب ہے۔

سُوْرَۃُ النُّوْر	آیت نمبر ۲۳

آیت ھٰذا کے ذریعہ معصوم و بے گناہ گھریلو خواتین پر بدکاری کی تہمت لگانے والوں کو دنیاو آخرت میں ملعون کہہ کر پاک دامن خواتین کی عصمت کو تحفظ دیا گیا ہے اور بہتان طرازوں کی ہمّت شکنی کی گئی ہے کہ وہ جھوٹے الزام لگانے سے باز رہیں اور مسلم معاشرہ بہتان طرازی سے پاک رہے۔ ارشاد ہے کہ ”بے شک وہ لوگ جو (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں گھریلو بے خبر مومنہ عورتوں پر، ان پر لعنت ہے دنیاو آخرت میں اوران کے لیئے بڑا عذاب ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۙ﴿۲۳﴾ اس آیت پاک کا اطلاق اُن پر بھی ہوتا ہے جو سیّدہ عائشہ صدّیقہ ام المؤمنین پر لگائے ہوئے بہتان کو باطل نہیں سمجھتے البتہ وہ جو بہتان طرازوں کی ہم نوائی کر کے تائب ہوئے معاف کر دیئے گئے ہیں۔

حکم نمبر ۶۷۵

اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے کے لیئے اجازت حاصل کرنے اور اہلِ خانہ کو سلام کرنے کا حکم۔

سُوْرَةُ النُّوْر	آیت نمبر ۲۷

زیرِ نظر آیت اسلامی آداب واخلاق کی ایک اہم قدر کی آئینہ دار ہے جس میں بغیر اجازتِ دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے پر پابندی لگادی گئی ہے تا کہ مرد و خواتین اپنے گھروں میں دوسروں کی مداخلتِ بے جا سے محفوظ رہ سکیں اوران کو اپنے گھر کے اندر رہنے کی پوری آزادی حاصل ہو۔ نیز یہ کہ مومنین میں ایک دوسرے کے لیئے جذبۂ خیر سگالی پیدا کرنے اور قائم

رکھنے کے لیئے دوسروں کے گھر میں اجازت سے داخل ہونے کی ہدایت کے ساتھ اہلِ خانہ کو سلام کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔۔۔۔سلام کیا ہے؟ دراصل ایک سلامتی کی دعا ہے اور سلامتی میں دنیاوآخرت کی خیر طلبی ہے۔

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ عرب کے بعض لوگوں کا یہ طریقہ تھا کہ وہ اپنے اعزا واقارب کے مکانوں میں بے دھڑک بغیر اطلاع و اجازت داخل ہو جاتے تھے یہ طریقہ گھر کی عورتوں کے لیئے باعثِ تکلیف تھا چنانچہ انہوں نے سرکار سے اپنی اس پریشانی کو بیان کیا جس پر یہ آیتِ پاک نازل ہوئی۔" يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾ "اے ایمان والو! داخل نہ ہو گھروں میں اپنے گھروں کے علاوہ جب تک تم اجازت حاصل نہ کرلو اور داخل ہو کر گھر والوں کو سلام کرو اس میں تمہارے ہی لیئے بھلائی ہے اگر تم نصیحت حاصل کرو۔

حکم نمبر ٦٧٦

اگر تم کسی کے گھر میں کسی بھی گھر والے کو موجود نہ پاؤ تو اس میں داخل نہ ہو بغیر اجازت۔۔۔۔اور اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو لوٹ جاؤ۔ یہ تمہارے لیئے پاکیزہ طریقہ ہے اور اللہ اس سب کا جاننے والا جو کچھ تم کرتے ہو۔

سُوْرَۃُ النُّوْر — آیت نمبر ٢٨

آیتِ سابقہ کے حکم کے تسلسل میں ہی آیتِ ھذا ہے کہ "فَاِنۡ لَّمۡ تَجِدُوۡا فِيۡهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدۡخُلُوۡهَا حَتّٰى يُؤۡذَنَ لَـكُمۡ‌ۚ" اوراگر تم گھر میں کسی کو بھی نہ پاؤ تو داخل مت ہو جب تک تم کو اذن (اجازت) نہ ہوجائے۔۔۔۔"وَاِنۡ قِيۡلَ لَـكُمُ ارۡجِعُوۡا فَارۡجِعُوۡا‌ هُوَ اَزۡكٰى لَـكُمۡ‌ؕ" اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو یہی پاکیزگی (پاکیزہ طریقہ) ہے تمہارے لیئے۔

البتہ ایسی عمارات یا مکانات جو رہائشی نہ ہوں اور سر راہ بالکل خالی پڑے ہوں تو ان میں دورانِ سفر قیام اور سامان وغیرہ رکھنے پر پابندی نہیں ہے یہ بات آیت نمبر ۲۹ میں کہی گئی ہے جو لوگوں کے استفسار پر نازل ہوئی تھی۔

حکم نمبر ۶۷۷

مومن مردوں سے کہہ دیجیئے (اے رسول) کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اوراپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے رہیں۔

سُوۡرَةُ النُّوۡر	آیت نمبر ۳۰

اس آیت پاک میں ایمان والے مردوں کے لیئے حکم ہے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اوراپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے رہیں۔اس حکم کی تعمیل کو مومنین کے لیئے پاکبازی کہا گیا ہے کہ جس طرح شرم گاہوں کی حفاظت سے مراد غیر شرعی "مناکحت واستمنا" سے بچنا ہے اسی طرح نظروں کی پاکیزگی کے لیئے نظریں نیچی رکھنا ضروری ہے (تاکہ نظر کو بھی بصری شہوت سے بچایا جاسکے) ارشاد ہے کہ "قُلْ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ وَيَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَهُمۡ‌ؕ ذٰلِكَ

اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰ ”فرما دیجئے ایمان والے مردوں سے کہ وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں اپنی شرم گاہوں کی یہ ہی ان کے لیئے پاکیزہ (طریقہ) ہے اور اللہ کو اس سب کی خبر ہے جو وہ کرتے ہیں۔

حکم نمبر ٦٧٨

ایمان والی عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت اور زینتوں کو نمایاں نہ کرنے نیز اپنے سینوں کو اوڑھنیوں سے ڈھکنے کا حکم سوائے محرموں کے سامنے۔۔۔ اور تمام مومنوں کو اللہ کے آگے توبہ کرتے رہنے کی ہدایت۔

سُوْرَۃُ النُّوْر	آیت نمبر ۳۱

جس طرح آیت نمبر ”۳۰“ میں مومن مردوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا تھا اسی طرح آیت ھٰذا میں ایمان والی خواتین یعنی مومنات کو بھی یہی حکم دیا گیا ہے اور مزید یہ بھی ہدایت ہے کہ وہ اپنی زینتوں یعنی بناؤ سنگھار کو غیر مردوں پر ظاہر نہ کریں۔ ساتھ ہی محرموں کے سامنے بناؤ سنگھار چھپانے کی پابندی سے استثنا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے اس طرح اِٹھلا کر بھی نہ چلیں (یعنی زمین پر قدم اس طرح نہ رکھیں کہ ان کے چھپائے ہوئے بناؤ سنگھار (زینتوں) کا اظہار ہو اور آیت ھٰذا کے آخر میں تمام ہی ایمان والوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرتے رہیں کہ اگر تعمیلِ حکم میں کوئی قصور ہو تو اللہ سے اس

کی معافی مانگ کر حق کی طرف لوٹ آئیں۔ رسول اللہ سے فرمایا ہے کہ "وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ" اور فرما دیجئے ایمان والی عورتوں کو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے بناؤ سنگھار کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینہ پر ڈال کر رکھیں اور آگے ارشاد ہے کہ نمایاں نہ کریں اپنے بناؤ سنگھار کو (غیروں پر) سوائے درج ذیل کے جو نامحرم نہیں ہیں۔

۱۔ اپنے شوہر

۲۔ اپنے باپ دادا

۳۔ اپنے شوہر کے آبا (باپ دادا)

۴۔ اپنے بیٹے

۵۔ شوہروں کے بیٹے

۶۔ اپنے بھائی

۷۔ بھائیوں کے بیٹے (بھتیجے)

۸۔ بہنوں کے بیٹے

۹۔ دوسری عورتیں (اپنی ہی جیسی)

۱۰۔ زیر دست وملکیت والے (غلام اور لونڈیاں)

۱۱۔ وہ خادم جو عورتوں کی خواہش نہ رکھتے ہوں، خواہ مرد ہی ہوں۔

۱۲۔ عورتوں کی پوشیدہ باتوں کا شعور نہ رکھنے والے لڑکے۔

ارشاد ہے کہ "وَ لَا يُبۡدِيۡنَ زِيۡنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اٰبَآئِهِنَّ اَوۡ اٰبَآءِ بُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اَبۡنَآئِهِنَّ اَوۡ اَبۡنَآءِ بُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوۡ نِسَآئِهِنَّ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيۡنَ غَيۡرِ اُولِی الۡاِرۡبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يَظۡهَرُوۡا عَلٰى عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ" عورتیں ایمان والی (مومنات) زمین پر اپنے پیر اس طرح پٹخ کر نخرے سے اٹھلا کر نہ چلیں کہ اُن کی چھپائی ہوئی زینتوں کا اس سے اظہار ہو "وَ لَا يَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ لِيُعۡلَمَ مَا يُخۡفِيۡنَ مِنۡ زِيۡنَتِهِنَّ" اور تمام ایمان والوں کو چاہیئے کہ اللہ کے حضور توبہ کرتے رہیں کہ وہ فلاح پائیں (یعنی دنیا و آخرت میں ان کا بھلا ہو) "وَ تُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيۡعًا اَيُّهَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۱﴾" اے تمام ایمان والو! توبہ کرو اپنے اللہ کے سامنے کہ تم فلاح پاؤ۔

حکم نمبر ۶۷۹

اور تم میں جو بے نکاح مرد یا عورتیں ہوں ان کا نکاح کر دیا کرو اور صالح غلاموں اور کنیزوں کا بھی۔

سُوۡرَةُ النُّوۡر — آیت نمبر ۳۲

اس آیت پاک سے واضح ہے کہ اسلام کی اخلاقیات میں مجرد زندگی گزارنا پسندیدہ عمل نہیں ہے اسی لیئے مومنین کو حکم دیا گیا ہے کہ تم میں سے جو مرد بغیر زوجہ والے ہوں یا جو عورتیں بغیر شوہر کی ہوں لڑکے، لڑکیاں یا مرد و عورت، بیوہ، رنڈوے یا کنوارے اور کنواریاں ان کا نکاح کر دینا افضل ہے بلکہ حکم ہے ان کو نکاح کا اور یہ بات صرف آزاد مومنین و مومنات تک ہی محدود

نہیں بلکہ اہلیت رکھنے والے صاحب صلاحیت یا نیک غلاموں اور کنیزوں کے بھی نکاح کروادینے کا حکم ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَ اَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَ الصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَ اِمَآئِکُمۡ ؕ اِنۡ یَّکُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ یُغۡنِہِمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۳۲﴾" اور نکاح کر دیا کرو اپنوں میں سے بے نکاح والوں کا اور صالح غلاموں اور لونڈیوں کا بھی۔ اگر وہ نادار ہیں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا کہ وہ وسعت دینے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

حکم نمبر ۶۸۰

نکاح کی قدرت نہ رکھنے والوں کو پاک دامن رہنے کا حکم کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔۔۔ اگر تمہارے غلام اور لونڈیاں مکاتبت چاہیں اور تم ان کی اس میں بھلائی دیکھو تو مکاتبت کر لیا کرو اور اپنے مال میں سے بھی کچھ ان کو دے دیا کرو اور پاک دامن رہنے والی لونڈیوں کو دنیاوی فوائد کے لیئے بدکاری پر مجبور نہ کرو۔

سُوۡرَۃُ النُّوۡر	آیت نمبر ۳۳

اس آیت پاک میں دو مثبت احکام اور ایک منفی حکم یا تنبیہ ہے:

پہلا حکم یہ ہے کہ مومنین و مومنات میں جو مجرد زندگی یعنی بغیر شوہر یا بیوی کے گذار رہے ہیں وہ پاک دامن اور پاکباز رہیں کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے اور وہ نکاح کے اخراجات برداشت کرنے کے لائق ہو جائیں اور شریکِ زیست کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

دوسرا حکم مومنین کو یہ ہے کہ اگر ان کے غلام یا کنیزیں کچھ مال اپنے پاس سے دینے کا وعدہ کرکے یا دے کر آزادی مکاتبت چاہیں تو ان کے مالک اگر ان میں بھلائی دیکھیں تو مکاتبت کردیں نیز یہ کہ اپنے مال میں سے بھی ان کو کچھ دے دیں۔ ان میں بھلائی دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ مالک کو یہ یقین ہو کہ وہ آزاد ہو کر بدکاری میں مبتلا نہیں ہوں گے اور پاک روزی کمانے کے لیئے کوشاں رہیں گے اور اس میں سے وعدہ کی ہوی رقم ادا کر سکیں گے۔

تیسرا حکم یہ تنبیہ ہے کہ وہ اپنے زیرِ دست کنیزوں کو بدکاری پر فوائدِ دنیا حاصل کرنے کے لیئے مجبور نہ کریں اور یہ کہ اگر ان سے جبراً کوئی ایسا کام کروایا جائے تو اللہ مجبوروں کو معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۳" آیت ھٰذا میں غلام کے لیئے مکاتبت کا حکم اُس پس منظر میں دیا گیا ہے کہ جب حویطب بن عبد العزّی کے غلام "صبح" نے ان سے مکاتبت کرکے آزادی کی درخواست کی اور انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو مکاتبت کی درخواست قبول کرنے کا حکم (مشروط طریقے سے) نازل ہوا۔

ساتھ ہی حکم اپنی کنیزوں سے دنیاوی فوائد کے لیئے بدکاری نہ کروانے کا ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ "رئیس المنافقین عبداللہ ابن اُبی "اپنی بعض مومنہ کنیزوں سے جبراً بدکاری کروا کر پیسہ کماتا تھا یہ حکم اس کے امتناع کے لیئے ہے۔

حکم نمبر ۶۸۱

حکم دیا ہے اللہ نے اُن گھروں کی رفعت کا جن میں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے اور صبح وشام اس کے نام کی تسبیح کریں (ان گھروں میں اللہ کے نور کا چراغ روشن ہے)

سُوْرَۃُ النُّوْر — آیت نمبر ۳۶

ارشاد ہے کہ "فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ ۙ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْہَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾" "ان گھروں میں۔۔۔۔ اللہ نے حکم دیا ہے ان کے بلند ہونے کا اور اس میں اللہ کے نام کا ذکر کرنے کا اور اس کے لیئے تسبیح کرنے کا صبح اور شام۔"

آیت ھٰذا سے پہلے فرمایا گیا ہے کہ اللہ آسمانوں اور زمین کا "نُوْر" ہے پھر اس نور کی شرح ایک مثال سے کی گئی ہے کہ جیسے طاق میں ایک چراغ ہو اور چراغ شیشہ کے فانوس میں۔ جو موتی کی طرح چمکتا ہو (تارا) اور (وہ چراغ) وہ جو روشن کیا گیا ہو زیتون سے برکت والے پیڑ کے۔ اور وہ پیڑ جو نہ مشرق میں ہو اور نہ مغرب میں (یعنی صبح ہو یا شام ہر وقت روشنی میں رہے) اور چراغ بھی وہ جو بغیر آگ (یعنی کسی ذریعہ کے) خود روشنی دیتا ہو "نور علیٰ نور" اور اللہ اپنے ایسے نور سے جسے چاہے ہدایت دے۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہ نور ان گھروں میں ہے جن کا مرتبہ اللہ نے بلند کیا ہے۔ بالعموم شارحین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہاں "ان گھروں" کا لفظ مسجدوں کے لیئے استعمال ہوا ہے۔ بالتخصیص مسجد کے معنیٰ لینا غلط نہیں ہے، مگر راقم سمجھتا ہے کہ یہ اشارہ کفّار کے عالی شان

مکانوں کے مقابلے میں اہلِ ایمان کے تمام ہی ایسے گھروں کے لیئے ہو سکتا ہے جن میں اللہ کا ذکر اور صبح و شام اس کی تسبیح ہوتی ہے۔ ایسے گھروں کا رتبہ بلند کیا گیا ہے۔۔۔۔ ان کو رفعت دی گئی ہے اور ان کی افضلیت ہے دوسرے گھروں کے مقابلے میں۔

آیت زیر نظر میں "اَذِنَ" آذان کی نسبت سے بھی بیان کیا جاسکتا ہے اور "تُرْفَعَ" بلند کرنا اللہ کے نام سے بھی وابستہ ہو سکتا ہے، جس کے حوالے سے "بُيُوْتٍ" کا لفظ مساجد کے لیئے زیادہ قرین قیاس ہے (واللہ اعلم بالصواب۔) جن میں اذان دی جائے یاسنایا جائے اللہ کا نام بلند کیا جائے اس کا ذکر اور صبح و شام جن میں اس کی تسبیح کی جائے۔

حکم نمبر ۶۸۲

جب مومنین کو اللہ اور رسول پاک ﷺ کی طرف بلایا جائے اور رسول پاک ﷺ ان کے درمیان کوئی فیصلہ فرمائیں تو ان کو کہنا چاہیئے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے، اللہ سے ڈرنے اور اس کی نافرمانی سے بچنے والے لوگ ہی کامیاب ہیں۔

سُوْرَةُ النُّوْر	آیت نمبر ۵۱۔ ۵۲

زیرِ نظر دونوں آیات میں اللہ اور رسول ﷺ کے بلانے پر حاضر ہونے اور رسول پاک ﷺ کے فیصلہ کو دل سے تسلیم کرنے والے اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے اور اللہ سے ڈرنے اور نافرمانی سے بچنے والے لوگوں کو اللہ نے کامیاب اور فلاح پانے والے کہا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ بات ایمان والے لوگوں میں ہے۔ ارشاد ہے کہ "اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾" بے شک یہ بات ایمان والوں کی ہے کہ جب ان کو بلایا جائے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف کہ ان کے درمیان رسول ﷺ فیصلہ فرمائیں تو وہ کہیں ہم نے سنا اور تسلیم کیا / اطاعت کی۔ اور وہ ہی فلاح پانے والوں میں ہیں آگے۔ ارشاد ہے کہ "وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾" اور جنہوں نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی اور اس سے ڈرے اور نافرمانی سے بچے وہ ہی کامیاب ہوئے "مراد کو پہنچے" نجات پا گئے۔ ایسے ہی (ایمان والے) لوگ فوزا لعظیم کے حامل قرار دیئے جاتے ہیں کہ ان کی کامیابی دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ہے۔

حکم نمبر ۶۸۳

اور وہ لوگ (منافق) قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی بڑی زوردار قسمیں کہ اگر انہیں حکم دیا جائے تو وہ نکل پڑیں (اپنے اپنے گھروں سے جہاد کے لیئے) ان سے فرما دیجئے، اے رسول ﷺ! کہ قسمیں

مت کھاؤ، حسبِ قاعدہ حکم مانو، اطاعت کرو۔ اللہ وہ سب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

سُوْرَۃُ النُّوْر آیت نمبر ۵۳

سابقہ دو آیات میں مومنین کی فرمانبرداری واطاعت کی شرح کے بعد آیت ھٰذا میں منافقین کے طرزِ عمل کی وضاحت فرمائی گئی ہے کہ وہ بڑی زور دار قسمیں کھا کر اپنی فرمانبرداری کا یقین دلاتے ہیں مگر دل سے مطیع نہیں ہوتے۔ ایسے لوگوں کے لیئے سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے فرمایا گیا کہ آپ ان سے کہہ دیجیئے کہ قسمیں مت کھاؤ اللہ کو تمہارے اعمال کی پوری خبر ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے جو تمہارا عمل ہے ظاہر میں بھی اور باطنی بھی۔۔۔۔ اور حقیقت یہ ہے کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کبھی ان کے بیان کو زبان سے غلط نہیں کہا، مگر اللہ نے بتایا کہ وہ جھوٹے ہیں اور اللہ نے ان کی نماز پڑھانے اور اُن کے لیئے سفارش گزار ہونے اور اُن کی قبروں پر بخشش کی دعا کرنے سے منع فرمایا۔ زیرِ نظر آیتِ پاک میں ارشاد کیا کہ "وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾" اور وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں زوردار قسمیں کہ اگر آپ ان کو حکم دیں تو وہ نکل پڑیں (اپنے گھروں سے) ان سے فرما دیجیئے قسمیں مت کھاؤ۔ قاعدہ کے مطابق اطاعت (تعمیل حکم) کرو۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔

حکم نمبر ۶۸۴

فرما دیجیئے کہ اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اگر تم نے منہ موڑا تو۔وہ صرف اُس کے ذمہ دار ہیں جو ان کے ذمہ ہے اور تم کو جو کرنا ہے وہ تمہاری ذمہ داری ہے۔اگر تم ان کی اطاعت کروگے تو ہدایت پاؤ گے۔اور رسول ﷺ کا کام تو تم تک احکام کا صاف صاف پہنچادینا ہے۔

سُوْرَةُ النُّوْر	آیت نمبر ۵۴

اس آیت پاک میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت لازم ہے اور ہدایت پانے کے لیئے رسول ﷺ کا تابع دار ہونا ضروری ہے اور وہ لوگ جو ایسا نہ کریں اپنے کیئے کا انجام ان کو ہی بھگتنا ہو گا۔رسول ﷺ جانتے ہیں کہ ان کی ذمہ داری کیا ہے۔سمجھ لو کہ ان کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ کے احکام جو ان پر وحی کیئے جائیں تم لوگوں تک صاف صاف پہنچادیں اوراگر تم ان احکام کو تسلیم نہ کرو تو ان کی ذمہ داری کچھ نہیں اس کے ذمہ دار تم ہی ہو۔ارشاد ہے کہ "قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾"
فرما دیجیئے اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور اگر تم منہ موڑو تو وہ صرف اس کے ذمہ دار ہیں جو ان کا کام ہے اور جو تمہاری ذمہ داری ہے اس کا بوجھ تم پر ہی ہے اوراگر تم ان کی

اطاعت وفرمانبرداری کروگے تو ہدایت پاؤگے اور رسول ﷺ پاک کے ذمہ تو بس یہ ہے کہ وہ (احکام الٰہی) تم کو صاف صاف پہنچادیں۔

آیت بالا میں پہلا حکم اللہ اور رسول کی اطاعت کا ہے اور اس سے منہ موڑنے کے انجام کی ذمہ داری منہ موڑنے والوں پر رکھی گئی ہے اور واضح کر دیا گیا ہے کہ ہدایت پانا اور راہ راست پر آنا رسول ﷺ کی اطاعت سے مشروط ہے اور تم ان کی اطاعت نہ کرو تو نقصان تمہارا ہی ہے، رسول ﷺ پاک کو کوئی خسارہ نہیں کہ ان کا کام تو تم کو اللہ کے احکام پہنچادینا ہے، اس سے زیادہ ان کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ احکام تسلیم نہ کرنے اور ان کی تعمیل نہ کرنے کا عذاب تم کو ہی بھگتنا ہوگا۔

حکم نمبر ۶۸۵

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

سُوْرَۃُ النُّوْر	آیت نمبر ۵۶

آیت ھٰذا میں دو بڑے بنیادی فرائض کے ساتھ رسول ﷺ کی اطاعت کو بیان کر کے یہ واضح کیا گیا ہے کہ رسول پاک ﷺ کے احکام کی تابع داری کرنا ایسا ہی ہے جیسے نماز پڑھنا یا زکوٰۃ دینا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہے کہ یہ تینوں فرائض ادا کرنے والے ہی اللہ کے رحم و کرم سے فیضیاب ہوسکتے ہیں۔ ویسے تو اللہ ہے ہی رحم کرنے والا ہے اور اس کا رحم اس کی مرضی کے سوا کسی بات سے مشروط نہیں ہے مگر یہ کہ احکام بالا کی تعمیل کرنے سے بندہ اللہ کے رحم سے قریب ہو جاتا ہے "لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ" سے یہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ایسا کرنے والے ہی ان بندوں

میں شامل ہوتے ہیں جن پر رحم کیا گیا ہے۔ارشاد ہے کہ ”وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۵۶“ قائم کرو نماز اوردو زکوٰۃ اور اطاعت کرورسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تاکہ تم ان میں شامل ہو جاؤ جن پر رحم کیا گیا۔

حکم نمبر ۶۸۶

یہ نہ سمجھنا کہ کافر زمین پر تم کو عاجز کر دیں گے۔ ان کی جگہ تو آگ ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

سُوْرَةُ النُّوْر	آیت نمبر ۵۷

سابقہ آیت میں مومنین کو صلوٰۃ وزکوٰۃ واطاعتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہدایت کرنے کے بعد مومنین سے فرمایا گیا ہے کہ تم کافروں کو دیکھ کر اس وہم میں مبتلا نہ ہو جانا کہ وہ زمین تمہارے لیئے تنگ کر دینگے یعنی دنیا میں رہنے سے تم کو ہر گز عاجز نہیں کر سکیں گے کہ ان کی اصلی اور دائم جگہ تو جہنم ہے یعنی ان کو دوزخ کی آگ میں ہی رہنا ہے اور وہ رہنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔ ”لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ“ تم لوگ یہ گمان بھی نہ کرنا کہ کفر کرنے والے تم کو زمین پر رہنے سے عاجز کر دینگے۔“ وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ“ ان کی جگہ تو آگ کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔” وَ لَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۵۷ ع“ اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

حکم نمبر ۶۸۷

غلاموں کنیزوں اور نابالغ بچوں کو بھی گھروں میں داخل ہونے کے لیئے تین اوقات میں اجازت طلبی کی پابندی کرانے کا مومنین کو حکم اور یہی پابندی بالغ ہو جانے والے بچوں کے لیئے۔

سُوْرَۃُ النُّوْر	آیت نمبر ۵۸۔۵۹

اب سے پہلے والی آیات میں بالغ اور آزاد مومنین پر یہ پابندی لگائی گئی تھی کہ جب وہ کسی کے گھر جائیں تو اجازت لیئے بغیر دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوں۔ آیت ھٰذا میں ایسی ہی پابندی غلاموں، کنیزوں اور نابالغ بچوں پر بھی تین اوقات کے لیئے ہے جب مالکان مکان اپنی خلوتوں میں ہوں یہ تین اوقات۔۔۔ قبل از فجر۔۔۔ بعد عشا۔۔۔ اور گرمیوں کی دوپہر۔۔۔ کے ہیں کہ ان میں لوگ تخلیہ کے لباس میں بھی آزادی سے رہ سکیں۔۔۔ اس آیت پاک کی شانِ نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ سرکار ﷺ نے ایک انصاری غلام "مدلج بن عمر" کو دوپہر کے وقت حضرت عمر کو بلانے کے لیئے بھیجا اور وہ غلام بغیر اطلاع و اجازت حضرت عمرؓ کے گھر میں داخل ہو گیا جبکہ آپ گھر کے اندر بے تکلفانہ لباس میں تھے۔ غلام کا اس طرح داخل ہونا آپ کو پسند نہیں آیا اور خواہش کی کہ اللہ تعالیٰ غلاموں کے اس طرح گھروں میں داخل ہونے پر بھی پابندی لگا دے۔ اس وقت یہ آیت پاک نازل ہوئی۔ "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ

مِنۡ قَبۡلِ صَلٰوۃِ الۡفَجۡرِ وَ حِیۡنَ تَضَعُوۡنَ ثِیَابَکُمۡ مِّنَ الظَّہِیۡرَۃِ وَ مِنۡ بَعۡدِ صَلٰوۃِ الۡعِشَآءِ ۟ؕ ثَلٰثُ عَوۡرٰتٍ لَّکُمۡ ؕ لَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ وَ لَا عَلَیۡہِمۡ جُنَاحٌۢ بَعۡدَہُنَّ ؕ طَوّٰفُوۡنَ عَلَیۡکُمۡ بَعۡضُکُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۵۸﴾" مومنو! تمہارے غلام، لونڈیاں اور جو تم میں سے عقل و شعور کو نہیں پہنچے ہیں یہ لوگ تم سے تین اوقات میں (تمہارے گھروں میں داخل ہونے کے لیئے) اجازت طلب کیا کریں۔ صبح کی نماز سے پہلے، گرمی کی دوپہر میں جب تم (معمول کا) لباس اتار دیتے ہو اور عشا کے بعد کہ یہ تین اوقات تمہارے لیئے بے پردگی کے ہیں۔ ان اوقات کے علاوہ باہم آنے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اللہ تم پر اپنے احکام واضح کر کے بیان فرماتا ہے کہ اللہ صاحبِ علم و حکمت ہے۔ اور گھروں میں داخل ہونے کے لیئے ایسی ہی پابندی مومنین کے ان بچوں پر بھی ہے جو بلوغ کو پہنچ جائیں کہ وہ بھی ایسا ہی کریں جو ان سے پہلے بالغ ہونے والے کرتے ہی۔ آیت نمبر ۵۹ میں ہے کہ اللہ اپنے احکام تمہارے لیئے صاف صاف بیان فرماتا ہے کہ وہ سب کچھ جاننے اور سمجھنے والا یعنی علیم و حکیم ہے۔" وَ اِذَا بَلَغَ الۡاَطۡفَالُ مِنۡکُمُ الۡحُلُمَ فَلۡیَسۡتَاۡذِنُوۡا کَمَا اسۡتَاۡذَنَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۵۹﴾"اور جو بچے تم میں سے شعور کو پہنچ جائیں یعنی بالغ ہو جائیں وہ بھی اسی طرح اجازت طلب کیا کریں جیسے ان کے بڑے کرتے رہے ہیں اللہ اپنے احکام اسی طرح صاف صاف بیان کرتا ہے کہ وہ سب کچھ جاننے اور حکمت والا یعنی علیم و حکیم ہے۔

حکم نمبر ٦٨٨

اور وہ گھروں میں بیٹھنے والی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی توقع نہ رہی ہو اگر اپنی اوڑھنیاں وغیرہ اتار دیں مگر اپنی زینتوں کو ظاہر نہ کرتی ہوں تو ان پر کچھ گناہ نہیں اور اگر وہ بھی زیادہ محتاط حیا والی رہیں تو ان کے لیئے زیادہ بہتر ہے کہ اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

سُوۡرَۃُ النُّوۡر	آیت نمبر ٦٠

اس آیت پاک میں خانہ نشین معمر خواتین کو (جن کے حیض معطل ہو چکے ہوں) جنہیں نکاح کی توقع نہ ہو (اپنی اوڑھنیاں اور چادریں وغیرہ) پردے کے لباس اتار دینے کی اجازت ہے بشرطیکہ وہ زینتوں کی نمائش یا بے حیائی کے لیئے نہ ہو اور اگر وہ پھر بھی احتیاط برتیں تو ان کے لیئے زیادہ بہتر ہے کہ اللہ سب کچھ (ان کی نیت وغیرہ) جاننے اور سننے والا ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَالۡقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِىۡ لَا يَرۡجُوۡنَ نِكَاحًا فَلَيۡسَ عَلَيۡهِنَّ جُنَاحٌ اَنۡ يَّضَعۡنَ ثِيَابَهُنَّ غَيۡرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيۡنَةٍ‌ ؕ وَاَنۡ يَّسۡتَعۡفِفۡنَ خَيۡرٌ لَّهُنَّ‌ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۞٦٠"

اور گھروں میں بیٹھنے والی عورتیں جن کو نکاح کی امید نہ ہو ان پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ اپنی اوڑھنیاں اتار دیں مگر اپنی زینتوں کو ظاہر نہ کریں اور اگر اس سے بھی زیادہ احتیاط کریں تو ان کے لیئے بہتر ہے کہ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

حکم نمبر ٦٨٩

معذور اور دوسرے لوگوں کو احباب و اعزا کے گھر کھانا کھانے کی اجازت نیز اپنے ہی گھر میں داخل ہونے پر گھر والوں کو سلام کرنے کا حکم۔

سُوْرَۃُ النُّوْر	آیت نمبر ٦١

اس آیت پاک میں معذور اور دوسرے لوگوں کو اپنے اعزا واحباب کے گھر جائز طور پر کھانے پینے کی اجازت دی گئی ہے جس کا پس منظر یہ ہے کہ سورۃ البقرہ میں ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا مال ناجائز طریقے پر کھانے سے منع کرنے کا جب حکم نازل ہوا تو لوگ بہت زیادہ محتاط ہوگئے یہاں تک کہ مجاہدین جہاد پر جاتے وقت اپنے گھروں کی نگرانی کے لیئے معذور لوگوں کو مقرر کر جاتے تھے تو وہ لوگ بھی گھر کے مالکوں کا کھانا کھانے سے گریز کرتے تھے اور عام حالات میں عام مسلمان بھی ایک دوسرے کے گھر کھانے سے گریزاں رہتے تھے اس پر یہ آیت پاک نازل ہوئی جس میں جائز طریقے سے ایک دوسرے کے گھر کھانے کی اجازت تفصیل کے ساتھ بیان فرمادی گئی۔ ارشاد ہے کہ "لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ۭ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝٦١"

(ترجمہ) نہیں ہے نابینا پر کوئی حرج اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج اور نہ بیمار پر کوئی حرج اور نہ تمہارے اوپر اس بات میں کہ تم کھاؤ اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماں اور نانی کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے (جن کے تم نگراں ہو) جن کی چابیاں تمہارے پاس ہیں۔۔۔۔یا اپنے دوستوں کے گھروں سے۔۔۔۔ نہیں ہے تم پر کوئی گناہ اس میں کہ کھاؤ تم سب مل کر یا علیحدہ علیحدہ پھر جب داخل ہو تم اپنے گھروں میں تو سلام کیا کرو اپنے لوگوں کو دعائے خیر کے طور پر جو اللہ کی طرف سے ہے بابرکت اور پاکیزہ ہے۔۔۔۔اس طرح تمہارے لیئے اپنے احکام اللہ کھول کھول کر وضاحت کے ساتھ بیان فرماتا ہے کہ تم (سوجھ بوجھ سے کام لو) کو عقل آئے۔

حکم نمبر ٦٩٠

اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لانے والے اور اجتماعی کاموں کے لیئے سرکار ﷺ کے پاس جمع ہو کر بغیر اجازت نہ جانے والے ہی مومن ہیں ان کے لیئے رسولِ پاک ﷺ کو بخشش مانگنے کا حکم۔

سُوْرَۃُ النُّوْر	آیت نمبر ٦٢

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے مومن ہونے کے لیئے پہلی پہچان تو یہ بتائی ہے کہ وہ لوگ اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور دوسری بات یہ کہی ہے کہ ان کی پہچان یہ بھی ہے کہ جب کسی اجتماعی کام کے لیئے رسول پاک ﷺ ان اہلِ ایمان کو بلاتے ہیں تو وہ رسول ﷺ کے پاس حاضر ہونے کے بعد رسول پاک ﷺ کی اجازت کے بغیر واپس نہیں ہوتے ہیں ساتھ ہی رسول پاک ﷺ سے بھی یہی کہا ہے کہ اے رسول آپ کے پاس حاضر ہو کر واپس جانے کے لیئے اجازت طلب کرنے والے یعنی بغیر اجازت واپس نہ ہونے والے ہی مومن ہیں۔ ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ اے رسول ﷺ جب ان میں سے کوئی واپس جانے کی اجازت چاہے تو آپ کی مرضی ہے جسے چاہیں اجازت دیں اور جسے نہ چاہیں اجازت نہ دیں ہاں ایسے فرمانبرداروں کے لیئے آپ اللہ سے بخشش طلب فرمایا کریں کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا بخشش کرنے اور رحم فرمانے والا ہے۔ ارشاد ہے کہ "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾" (ترجمہ) مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے ہیں اور جب وہ کسی اجتماعی کام کے موقع پر رسول ﷺ کے ساتھ ہوتے ہیں تو رسول اللہ سے اجازت لیئے بغیر نہیں جاتے۔ بے شک وہی لوگ جو آپ سے اجازت مانگتے ہیں وہی مومن ہیں پھر جب یہ آپ سے کسی کام کے لیئے اجازت طلب کریں تو ان میں سے جسے چاہیں آپ اجازت دیں اور ان کے لیئے بخشش و مغفرت کی دعا فرمائیں بے شک اللہ بڑا بخشش کرنے اور معاف فرمانے والا ہے۔

حکم نمبر ۶۹۱

رسول ﷺ کے بلانے کو، اے لوگو! ایسا نہ سمجھو کہ جیسے تمہارا آپس میں ایک دوسرے کو بلانا ہے۔ اللہ ان لوگوں (منافقوں) سے خوب واقف ہے جو دوسروں کی آڑ لے کر چپکے سے کھسک جاتے ہیں جو حکم رسول کے خلاف کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیئے کہ ان پر کوئی مصیبت نازل ہو جائے یا (دنیا میں ہی یا آخرت میں) درد دینے والا عذاب بھگتنا پڑے۔

سُوْرَةُ النُّوْر	آیت نمبر ۶۳

اس آیت پاک کا پس منظر یہ ہے کہ روز جمعہ حضور ﷺ کے خطبہ کے دوران بعض منافقین چھپتے چھپاتے دوسروں کی آڑ لے کر کھسک جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کا یہ عمل اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے اپنی اس حرکت سے ان کو ڈرنا چاہیئے کہ یہ عمل رسول پاک ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کے معنیٰ رکھتا ہے جس کا انجام یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان پر دنیا میں ہی بطور سزا کوئی مصیبت آپڑے اور یہ بھی کہ ان کو اس بد اعمالی پر آخرت کے دردانگیز عذاب سے ڈرنا چاہیئے۔ "لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ

یُصِیۡبَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۶۳﴾" مت سمجھو رسول ﷺ کے بلانے کو ایسا جیسا کہ تم باہم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ لے کر کھسک جاتے ہیں۔ جو لوگ رسول ﷺ کے حکم کے خلاف کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیئے کہ ان پر کوئی آفت آن پڑے یا ان پر دردانگیز عذاب نازل ہو جائے۔

حکم نمبر ۶۹۲

فرما دیجیئے اے رسول ﷺ کہ قرآن کو نازل کیا ہے اس نے جو آسمانوں اور زمین کی تمام پوشیدہ باتوں (بھید یا رازوں) کا جاننے والا ہے۔ بے شک وہ ہی بڑا بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

سُوۡرَۃُ الۡفُرۡقَان — آیت نمبر ۶

اس آیت پاک کا پس منظر منکرین اور کافروں کا یہ بہتان ہے کہ وہ اس کو (قرآن کو) رسول ﷺ کا خود وضع کیا ہوا یا کچھ دوسرے لوگوں کی مدد سے گھڑا ہوا کلام اور ماضی کے قصوں کا بیان کہتے تھے۔ اس بدعقیدگی کے رد میں یہ آیت پاک نازل ہوئی جس میں رسول پاک ﷺ سے ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اے ہمارے رسول ﷺ آپ ان ناواقف منکر اور کاذب لوگوں کو بتا دیجیئے۔ "قُلۡ اَنۡزَلَہُ الَّذِیۡ یَعۡلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ"

آپ ان کو بتا دیجئے اے رسول کہ اس کو (قرآن پاک) نازل کیا ہے اس نے جو آسمانوں اور زمین کے بھید (چھپی ہوئی باتوں) کا خوب جاننے والا ہے۔" اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۞ " بے شک وہ (اللہ) ہی بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے (کہ) اگر تم ایمان لے آؤ تو تمہاری بھی بخشش اور تم پر بھی رحم ہو سکتا ہے)۔

حکم نمبر ۶۹۳

اے رسول ﷺ ان (کافرین ومنکرین) کا حال دیکھیئے کہ آپ پر کیسی مثالیں چسپاں کرتے ہیں۔ بس یہ تو ایسے بہک گئے ہیں کہ سیدھے راستہ پر آ ہی نہیں سکتے۔

سُوْرَةُ الْفُرْقَان	آیت نمبر ۹

آیت نمبر ۶ کے سابقہ حکم میں کفّار کے اس غلط خیال کی تردید کی گئی تھی کہ وہ قرآن پاک کو اللہ کا نازل کیا ہوا ماننے کے بجائے دوسروں کی مدد سے رسول ﷺ کا وضع کردہ کہتے تھے۔ اسی طرح اس آیت میں ان کے دوسرے جھوٹ کو رد کیا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کو سحر زدہ عام انسانوں جیسا کہتے تھے کہ جو بازاروں میں چلتا پھرتا ہے کھانا کھاتا ہے اور جس کے ساتھ کوئی فرشتہ بھی نہیں آتا جو ڈرانے والی باتیں بتائے اور نہ ہی اس کے پاس آسمان سے کوئی خزانہ اتارا گیا ہے۔ کفار کے اس لغو بیان

کے رد میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے ارشاد فرمایا "اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝٩" دیکھئے اے رسول کہ وہ آپ کے لیئے کیسی مثالیں چسپاں کرتے ہیں کہ وہ اس طرح گمراہ ہوئے ہیں کہ سیدھے راستہ پر آ ہی نہیں سکتے (یعنی گستاخ رسول ﷺ کی گمرہی ابدی ہوتی ہے)۔

حکم نمبر ۶۹۴

پوچھیئے ان (کافروں) سے کہیئے اے رسول! کیا یہ دوزخ زیادہ اچھی ہے؟ یا وہ جنت جس میں تقویٰ کرنے والوں سے ہمیشہ رہنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ ان کی جزا بھی ہو گی اور ان کا ٹھکانا بھی۔

سُوْرَةُ الْفُرْقَان	آیت نمبر ۱۵

آیت ھٰذا سے قبل منکرین و کافرین کا انجام جہنم کو بتا کر اس کی سختی اور تکالیف کا بیان ہے جس سے بچنے کے لیئے کفّار موت کو ترجیح دینگے اور موت کو پکارینگے مگر ان سے کہا جائے گا کہ آج ایک موت کو نہیں بہت سی موتیں مانگوں مگر پھر بھی تم کو چھٹکارہ نہ ہو گا۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اے رسول ﷺ! "قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِيْرًا ۝١٥" کہیے کہ یہ زیادہ اچھی ہے یا وہ جنت "ہمیشہ کے لیئے ان کے واسطے" جو تقویٰ کرتے ہیں وہ ان کے لیئے نیک بدلہ (انعام) بھی ہے اور اُن کا ٹھکانا بھی۔

حکم نمبر ۶۹۵

رسول پاک ﷺ کو کافروں کی بات نہ ماننے اور قرآن پاک کے مطابق ان سے زبردست جہاد (بھرپور کوشش) کرنے کا حکم

سُوْرَةُ الْفُرْقَان — آیت نمبر ۵۲

آیت ھٰذا سے پہلے والی آیات میں اللہ تعالیٰ نے تخلیق و نظامِ کائنات کے بہت سے مظاہر قدرت کا بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ یہ سب کچھ دیکھ کر بھی کفّار ایمان نہیں لاتے۔ بس یہ تو چوپائے جانوروں کی طرح بلکہ ان سے بھی گئے گذرے ہیں اور رسول پاک ﷺ کا مذاق اڑانے کی کوشش کرتے ہیں اس کے بعد آیت ھٰذا میں ارشاد ہوا کہ "فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾" "اور آپ کافروں کا کہنا نہ مانیئے اور زبردست کوشش کرتے رہیئے قرآن کے مطابق ان پر"۔۔۔یعنی یہ کہ کافر ایمان لائیں یا نہ لائیں اے رسول ﷺ آپ کا کام تو یہ ہے کہ احکامِ قرآن کے مطابق ان کو راہ پر لانے کی بھرپور کوشش کرتے رہیں اور ہدایت کی بات ان کو بتاتے رہیں کہ یہی جہادِ اکبر ہے وہ کیا کہتے ہیں اور کیا نہیں ہرگز ان کے کہے پر نہ جایئے اور مطابق قرآنِ حکیم جہاد کرتے رہیئے۔ زبردست جہاد یعنی بھرپور کوشش۔

حکم نمبر ٦٩٦

اے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ ان سے کہہ دیجیئے ان کو بتا دیجیئے کہ میں تم سے اپنے کیئے (یعنی نصیحت سنانے کے عوض) کا کوئی بدلہ یا اجرت تو نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ جو چاہے اپنے رب کی راہ پر آجائے۔

سُوْرَۃُ الْفُرْقَان	آیت نمبر ۵۷

سابقہ حکم میں رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے فرمایا تھا کہ آپ کافروں کے کہنے پر نہ جایئے بلکہ قرآنِ حکیم کے مطابق بھرپور کوشش کرتے رہیئے اس کے آگے آیت ھٰذا میں یہ فرمایا گیا کہ اے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ ان کافروں سے کہیئے بلکہ ان کو بتا دیجیئے کہ میں تم کو سچی بات بتانے، حق کا پیغام و ہدایت پہنچانے کے عوض تم سے کوئی معاوضہ تو طلب نہیں کرتا ہوں۔۔۔اپنی محنت کی تم سے کوئی اجرت نہیں چاہتا سوائے اس کے کہ جو چاہے اپنے رب کی راہ پر آجائے ارشاد ہے کہ "قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝۵۷" کہیئے کہ میں تم سے سوال نہیں کرتا اس پر (اپنی کوشش پر) کسی اُجرت کا سوائے اس کے کہ جو چاہے اپنے رب کے رستہ کی طرف آجائے۔

حکم نمبر ۶۹۷

اے رسول ﷺ آپ توکل کیجیئے اس (اللہ) پر جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے جس کو کبھی موت نہیں آئے گی اور اس کی حمد میں تسبیح کیجیئے۔ وہ اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کے لیئے کافی ہے۔

سُوْرَةُ الْفُرْقَان	آیت نمبر ۵۸

احکام سابقہ میں کفّار کی بات نہ ماننے اوران کو یہ بتادینے کے لیئے کہا گیا تھا کہ رسول پاک ﷺ اپنی محنت وکوشش کا لوگوں سے کوئی معاوضہ طلب نہیں فرماتے اس کے بعد آیت ھٰذ امیں اپنے محبوب سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوْتُ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَ كَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾" آپ توکل کیجیئے اس پر جو ہمیشہ رہنے والا ہے اور جس کو موت نہیں ہے اور اس کی حمد میں تسبیح کیجیئے وہ ہی کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کے لیئے۔۔۔۔یعنی یہ کہ جو لوگ آپ کی بات نہ مان کر گناہوں کے مرتکب ہو رہے ہیں ان کی پوری پوری خبر اللہ کو ہے اور آپ یقین رکھیئے نتیجہ کے لیئے اللہ پر کہ وہ ختم ہونے یا مرنے والا نہیں ہے اور بالاخر وہ ہی لوگوں کو ان کے کیئے کا بدلہ ضرور دے گا۔"توکل" کے معنیٰ انجام کو کسی کے اوپر چھوڑ کر اس پر بھروسہ کرنے اور اپنا وکیل بنادینے کے ہیں۔

حکم نمبر ۶۹۸

اللہ بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے۔ اس کی بابت کسی جاننے والے سے پوچھو۔

سُوْرَۃُ الْفُرْقَان — آیت نمبر ۵۹

اس آیت پاک میں پہلے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اورزمین کو اوردونوں کے درمیان جو کچھ ہے چھ دنوں میں تخلیق فرمایاپھر وہ عرش پر جلوہ گرہوا۔ اس کے بعد اسی آیت میں کہاکہ "وہ بڑا مہربان رحم کرنے والا" رحمان ہے اس کی بابت کسی باخبر سے پوچھو۔۔۔۔ یہاں لفظ "باخبر" کے لیئے "خبیر" استعمال ہوا ہے جس کے معنیٰ خبر رکھنے یا جاننے والے کے ہیں۔ ویسے تواشارہ کسی بھی "عارف باللہ" کے لیئے ہو سکتاہے مگر سب سے محکم یہ اشارہ انبیاء کے لیئے اوربطور خاص حضور اکرم ﷺ کی طرف ہے کہ آپ ہی اللہ کو جاننے والوں میں سب سے زیادہ باخبر تھے کہ آپ قوسین کے قرب پر دیدار الٰہی سے مشرف تھے یہ شرف کسی دوسرے کونصیب نہیں اورنہ ہی کسی پر ایسا محکم مفصّل اور مکمل وحی کانزول ہواہے کہ قرآنِ حکیم لاثانی کتاب ہے اورایسا اعلیٰ ترین علم سرکار ﷺ کے ہی پاس ہے اور آپ ہی بندوں کو ذات وصفاتِ باریٔ تعالیٰ کے متعلق بہترین اور معتبر معلومات فراہم کرنے والے یعنی مدینۃ العلم ہیں۔ ارشاد ہے کہ "اِلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِیْرًا ﴿۵۹﴾" وہ ہی ہے جس نے تخلیق کیا آسمانوں اور

زمین کو اور وہ جو ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں۔ پھر وہ عرش پر جلوہ گر ہوا اس کے لیئے سوال کیجیئے یا اس کی بابت پوچھیئے کسی جاننے والے سے۔

حکم نمبر ۶۹۹

فرما دیجیئے، اے رسول ﷺ! ان سے "میرا رب تمہاری کوئی پروا نہیں کرتا اگر تم اس کو نہ پکارو، لیکن اب تم نے جھٹلا دیا تو اس کی سزا تمہارے لیئے لازم ہے۔"

سُوْرَةُ الْفُرْقَان	آیت نمبر ۷۷

یہ آیت پاک سورۂ ھٰذا کی آخری آیت ہے جس سے پہلے والی آیات میں منکرین و مومنین کے اعمال و انجام کا موازنہ کر کے مومنین کی فلاحِ دائمی کا بیان ہے اور آخر میں سرکار ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ آپ منکرین سے کہہ دیں کہ اگر تم اللہ کو نہیں پکارتے تو اس کو تمہارے نہ پکارنے کی ذرا بھی پروا نہیں ہے، مگر تم نے جو اس کی ذات پاک اور اس کے احکام کو جھٹلایا ہے تم کو اس کی سزا ضرور مل کر رہے گی۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾" کہہ دیجیئے نہیں کوئی پروا تمہارے نہ پکارنے کی میرے رب کو، لیکن جبکہ تم نے جھٹلایا ہے تو اس کی سزا تمہارے لیئے لازم ہے۔

حکم نمبر ۷۰۰

حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت ہارون علیہ السّلام دونوں کو حکم دیا گیا کہ تم دونوں (فرعون کے پاس) جاؤ میری آیات لے کر میں تمہارے ساتھ سننے والا ہوں اور فرعون سے کہو کہ ہم رب العالمین کے بھیجے ہوئے ہیں آپ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیں۔

سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء	آیت نمبر ۱۵ تا ۱۷

مندرجہ بالا حکم اب سے پہلے بھی بیان ہوچکا ہے یہاں اسے قدرے مختلف انداز میں دوہرایا گیاہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو جانے کا حکم دیا، مگر انہوں نے اپنی زبان کی لکنت اور فرعون کے سامنے جاکر پیغام پہنچانے کے لیئے خدشات کا اظہار کیا اور درخواست کی کہ ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون علیہ السّلام کو بھی جانے کی اجازت دی جائے تو اس کے جواب میں محوّلہ بالا آیات میں بیان شدہ حکم صادر ہوا'' قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۷﴾ ''فرمایا ہرگز ایسا نہ ہوگا(کہ وہ تم کو ضرر پہنچاسکے) تم جاؤ ہماری نشانیوں کے ساتھ میں تم دونوں کے ساتھ سب سنتا رہوں گا۔

تم فرعون کے پاس جاکر کہو کہ ہم دونوں اللہ کے بھیجے ہوئے آئے ہیں (رسُول ہیں) تاکہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔

حکم نمبر ۱۰۷

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو دریا پر اپنا عصا مارنے کا حکم

سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء	آیت نمبر ۶۳

ارشاد ہے "فَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ۚ﴿۶۳﴾" اور ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السّلام کی طرف کہ تم اپنے عصا سے دریا پر ضرب لگاؤ پھر دریا پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا بڑے پہاڑ کی مانند ہو گیا۔۔۔اس آیت پاک کا شان نزول یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام اپنے ساتھیوں کو لے کر روانہ ہوئے اور فرعون کا لشکر ان کے تعاقب میں ان کے قریب پہنچ گیا اور آگے جانے کا راستہ اس لیئے بند ہو گیا کہ سامنے دریائے نیل حائل تھا اس صورت حال میں موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھیوں کو گھبراہٹ ہوئی کہ بچ کر نکل جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔۔۔
اور جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور ان کے ساتھی دریا پار چلے گئے اور فرعون کا لشکر آگے بڑھا تو اس کو غرقِ دریا کر دیا گیا۔

حکم نمبر ۷۰۲

اے رسول! آپ ان کو ابراہیم علیہ السّلام کا حال پڑھ کر سنایئے۔

سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء	آیت نمبر ۶۹

آیت ھٰذا میں نہایت اختصار کے ساتھ سرکار ﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا حال سنانے کا حکم دیا گیا ہے "وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ ﴿۶۹﴾" اور آپ ان کو ابراہیم علیہ السّلام کا قصّہ پڑھ کر سنایئے "وَ اتْلُ" حکم دینے کے ساتھ آیت نمبر ۷۰ سے آیت نمبر ۱۰۴ تک حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا قصہ بیان کیا گیا ہے جس کو پڑھ کر سنانے کا حکم دیا گیا۔

حکم نمبر ۷۰۳

قومِ نوح علیہ السّلام کو بزبانِ نوح اللہ سے ڈرنے (اللہ کے لیئے تقویٰ کرنے) اور نوح علیہ السّلام کی اطاعت کرنے کا حکم

سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء	آیت نمبر ۱۰۸

ارشاد ہے کہ "فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾" اور تم اللہ سے ڈرو (اس کے لیئے گناہ سے پرہیز کرو) اور میری اطاعت کرو یعنی جو حکم تم کو دیا جائے اس کی تعمیل کرو اس سے پہلے والی آیت

نمبر۱۰۷میں حضرت نوح علیہ السّلام نے اپنی قوم کو بتایا کہ میں تمہارا امانت دار رسول ہوں یعنی مجھ کو تمہارے لیئے جو حکم دیا جاتا ہے وہ تم تک پہنچا دیتا ہوں۔ "اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ﴿۱۰۷﴾" میں تمہارے لیئے (اللہ کا) امانت دار رسول ہوں۔

حکم نمبر ۴۰۷

حضرت ہود علیہ السّلام کے ذریعہ ان کی قوم کو اللہ سے ڈرنے اور ہود علیہ السّلام کی اطاعت کرنے کا حکم۔

سُوۡرَۃُ الشُّعَرَآء	آیت نمبر ۱۲۶

یہ حکم اوراس کے الفاظ بالکل وہی ہیں جو حضرت نوح علیہ السّلام کی زبان سے ان کی قوم کو دلوائے گئے تھے "فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۲۶﴾" ڈرو اللہ سے (اس کے لیئے گناہوں سے پرہیز یعنی تقویٰ کرو) اور میری اطاعت کرو اس سے پہلے آیت نمبر "۱۲۵" میں اعلان فرمایا کہ میں تم پر یا تمہارے لیئے امانت دار رسول ہوں۔۔۔ "اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ﴿۱۲۵﴾" یعنی مجھ کو تمہارے لیئے اللہ پاک کی طرف سے جو حکم دیا جاتا ہے وہ میں تم تک پہچاتا ہوں یہ ہی رسول امین کی شان ہے۔ آیت نمبر ۱۳۱ میں پھر اسی حکم کا تکرار ہے۔ "فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۳۱﴾" اور آیت نمبر ۱۳۲ میں بھی تقویٰ کرنے یعنی اللہ سے ڈرنے اور گناہوں سے پرہیز کرنے کی ہدایت کا حکم دوہرایا گیا ہے کہ "وَ اتَّقُوا الَّذِیۡۤ اَمَدَّکُمۡ بِمَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾" اور اس سے ڈرو۔ اس کے لیئے تقویٰ کرو جس نے تم کو (معلومات، علم اور تعمیر وغیرہ کا علم دے کر تمہاری مدد کی ہے) مدد دی معلومات کے ذریعہ۔

حکم نمبر ۷۰۵

قومِ ثمود کو حضرت صالح علیہ السّلام کے ذریعہ اللہ سے ڈرنے اور تقویٰ کرنے کا حکم۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَآء	آیت نمبر ۱۴۲ تا ۱۵۲

محوّلہ بالا آیات میں بھی حضرت صالح علیہ السّلام نے اپنی قوم ثمود کو وہی پیغام دیا ہے جو حضرت نوح علیہ السّلام اور حضرت ہود علیہ السّلام کے ذریعہ ان کی قوموں کو دیا گیا تھا "فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۚ﴿۱۴۴﴾" اور اللہ سے ڈرو اس کے لیئے گناہوں سے پرہیز "تقویٰ" کرو اور میری اطاعت کرو کہ جو حکم دوں اس کی تعمیل کرو۔ آیت نمبر ۱۴۳ میں انہوں نے کہا کہ "اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۙ﴿۱۴۳﴾" میں تم پر امانت دار رسول بنا کر اللہ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں کہ مجھ کو تمہارے لیئے جو حکم وحی کیا جاتا ہے وہ تم کو پہنچا دیتا ہوں۔ آگے حضرت نوح اور حضرت ہود علیہ السّلام کی طرح یہ بھی فرمایا کہ میں تم سے اس پیغام رسانی کا کوئی صلہ تو طلب نہیں کرتا۔ میرا صلہ تو اللہ پاک کے ذمہ ہے جو تمام عالموں کا رب ہے۔ آیات نمبر "۱۵۱" اور "۱۵۲" میں آپ نے ہدایت دی کہ "اور حد سے آگے بڑھنے والوں کی بات مت مانا کرو جو ملک میں فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے"۔۔۔!

حکم نمبر ۷۰۶

حضرت لوط علیہ السّلام کے ذریعہ ان کی قوم کو اللہ سے ڈرنے اور لوط علیہ السّلام کی اطاعت کا حکم

سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء
آیت نمبر ۱۶۲ تا ۱۶۳

حضرت لوط علیہ السّلام کے ذریعہ ان کی قوم کو بھی وہی حکم دیا گیا جو حضرت نوح علیہ السّلام، حضرت ہود علیہ السّلام اور حضرت صالح علیہ السّلام کے ذریعہ ان کی قوموں کو دیا گیا تھا۔ یہاں بھی بالکل وہی الفاظ واحکام بیان فرمائے ہیں۔ آیت نمبر ۱۶۲ میں ارشاد ہے "اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۶۲﴾" میں تم پر۔۔۔۔ تمہارے لیئے امانت دار رسول ہوں۔۔۔۔ کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیئے جو حکم وحی کیا جاتا ہے وہ تم تک پہنچا دیتا ہوں۔۔۔۔ آیت نمبر ۱۶۳ میں پھر وہی حکم دوہرایا گیا کہ تم اللہ سے ڈرو۔۔۔۔ اس کے لیئے تقویٰ کرو یعنی حسب الحکم گناہوں اور ممنوعات سے پرہیز کرو اور میرے حکم کی تعمیل کرتے رہو۔ "فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾" ڈرو اللہ سے (تقویٰ کرو) اور میری اطاعت کرو۔

حکم نمبر ۷۰۷

حضرت شعیب علیہ السّلام کے ذریعہ ان کی قوم کو اللہ سے ڈرنے اور شعیب علیہ السّلام کی اطاعت کا حکم

سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء
آیت نمبر ۱۷۸ تا ۱۸۴

آیات بالا میں حضرت شعیب علیہ السّلام کے ذریعہ ان کی قوم کو بھی وہی بنیادی حکم دیا گیا جو نوح علیہ السّلام۔۔۔۔ ہود علیہ السّلام۔۔۔۔ صالح علیہ السّلام۔۔۔۔ اور لوط علیہ السّلام کے ذریعہ ان کی اقوام کو دیا گیا تھا۔۔۔۔ آیت نمبر ۱۷۸ میں ارشاد ہے کہ "اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ

اَمِیۡنٌ ﴿۱۷۸﴾ ” میں تمہارے لیئے (اللہ کا) امانت داررسول ہوں۔۔۔۔ آگے ارشاد ہے کہ "فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۷۹﴾ " اورڈرواللہ سے (تقویٰ کرو اللہ کے لیئے گناہوں سے پرہیز کرو) اور میری اطاعت کرو۔ یہ لفظ بہ لفظ وہی احکام ہیں جو حضرت نوح علیہ السّلام۔۔۔۔ حضرت ہود علیہ السّلام۔۔۔۔ حضرت صالح علیہ السّلام۔۔۔۔ اور حضرت لوط علیہ السّلام کے ذریعہ ان کی اقوام کو دیئے گئے تھے۔۔۔۔ حضرت شعیب علیہ السّلام کے ذریعہ بھی یہی احکام دوہرائے گئے ہیں اور ان کے آگے بھی بعض احکام مزید ہیں۔ آیت نمبر"۱۸۱"میں ارشاد ہے کہ "اَوۡفُوا الۡکَیۡلَ وَ لَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُخۡسِرِیۡنَ ﴿۱۸۱﴾ "اور پورا ناپ کردیاکرواورکسی کاخسارہ نہ کیاکرو "وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِیۡمِ ﴿۱۸۲﴾ "ٹھیک سیدھی (بغیر پاسنگ) کی ترازورکھ کرتولاکرو "وَ لَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَہُمۡ وَ لَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ ﴿۱۸۳﴾ " اورلوگوں کوان کی چیزیں کم نہ دیاکرواورزمین پرفساد پھیلاتے مت پھرو "وَاتَّقُوا الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ وَ الۡجِبِلَّۃَ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۸۴﴾ "اوراسی سے ڈروجس نے تم کواورتم سے پہلے والوں کوپیداکیا۔ان آیات میں "وَاتَّقُوۡ" کی اصطلاح بارباراستعمال ہوئی ہے، جس کے معنٰی بالعموم اللہ سے ڈرنے کے بیان کیئے گئے ہیں؛ مگرواضح مفہوم میں "وَ اتَّقُوا" سے مراداللہ کے عذاب سے ڈرکے ممنوعات اورگناہوں سے بچنے اورپرہیزکرنے کے ہیں جس کواجمالاً اللہ سے ڈرنا کہاجاتاہے۔

حکم نمبر۷۰۸

اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود بناکرمت پکارو۔ورنہ تم عذاب پانے والوں میں ہوجاؤگے۔

سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء　　آیت نمبر ۲۱۳

آیت ھٰذا سے قبل انبیاو مرسلین کی دی ہوئی ہدایات اور ان کی قوموں کی نافرمانی اور ان پر عذاب کے قصص بیان کرنے کے بعد قرآنِ حکیم کی صداقت بیان فرماکر چند احکام آیت نمبر "۲۱۳" تا نمبر "۲۱۷" اختصار کے ساتھ نہایت واضح طور پر دیئے گئے ہیں۔ آیت ھٰذا میں اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود بنانے سے منع کیا گیا ہے اور تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر ایسا کیا تو تم لوگ بھی ان میں ہی شامل ہو جاؤ گے کہ جن پر اس گناہ کے بدلے عذاب کیا جائے گا۔ ارشاد ہے کہ "فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾" "مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود بنا کر کہ تم عذاب پانے والوں میں ہو جاؤ۔

حکم نمبر ۷۰۹

اور اپنے ساتھ رہنے والوں اور اقارب کو ڈرایئے تنبیہ اور نصیحت کیجیے (اے رسول ﷺ!)۔

سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء　　آیت نمبر ۲۱۴

آیت ھٰذا میں اپنے ساتھ رہنے والے اور قربت رکھنے والے لوگوں کو احکام کی تعمیل اور ان کے ترک و انکار سے ڈرانے۔۔۔ان کو تسلیم کرنے۔۔۔اور ان پر عمل پیرا ہونے کی نصیحت و تنبیہ کا حکم دیا گیا ہے۔ بنیادی طور پر یہ کام چونکہ رسول پاک ﷺ کا ہے اس لیئے مخاطبت ان سے ہی تسلیم کی گئی ہے مگر اس کا اطلاق صاحب صلاحیت مومنین پر بھی ہوتا ہے کہ وہ تبلیغ حق میں کوشاں رہیں۔ ارشاد ہے کہ "وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾" "اَنْذِرْ" نصیحت یا تنبیہ

کرنے کا حکم، ''عشیر'' اپنے اہلِ معاشرت اور ''اقربین'' قربت رکھنے والوں کے لیئے استعمال ہونے والی اصطلاحات ہیں۔ ''نصیحت یا تنبیہ کیجئے اپنے ہم معاشرہ اور قربت والوں کو۔''

حکم نمبر ۱۰۷

تواضع اور نرمی کا برتاؤ کیجئے، اے رسول ﷺ! ان ایمان والوں کے ساتھ جو آپ کی اتباع کریں۔

سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء	آیت نمبر ۲۱۵

آیت سابقہ میں اپنے ساتھیوں اور قریب والے لوگوں کو نصیحت و تنبیہ اور ڈرانے کا حکم دینے کے بعد آیت ھٰذا میں سرکار ﷺ سے فرمایا گیا کہ جو لوگ ایمان لائیں اور آپ کے احکام کی تعمیل اور پیروی کریں ان کی طرف نرمی اور تواضع کا ہاتھ بڑھایئے۔ محوّلہ دونوں آیات میں ڈرانے اور نرمی کے برتاؤ کا جو حکم ہے دراصل وہ ہی منصب رسالت کا تقاضہ ہے کہ آپ نذیر بھی تھے اور بشیر بھی۔ آیت ھٰذا میں مومنین و متبعین کے لیئے ارشاد ہے کہ ''وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾'' نرمی (عجز) کے ساتھ اپنا بازو دراز کیجئے اپنی پیروی کرنے والے مومنین کے ساتھ اے رسول ﷺ۔

حکم نمبر ۱۰۸

اور جو آپ کی نافرمانی کریں ان سے کہہ دیجیئے اے رسول ﷺ کہ میں تمہارے اعمال کا ذمہ دار نہیں ہوں۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَآء　　آیت نمبر ۲۱۶

لوگوں کو نصیحت و تنبیہ کرنے اور اہلِ ایمان یعنی پیروی کرنے والوں کے ساتھ نرم رویہ کا حکم دینے کے بعد آیت ھٰذا میں رسول پاک ﷺ سے ارشاد ہوا کہ جو لوگ آپ کی بات نہ مانیں اور آپ کے احکام تسلیم کر کے پیروی نہ کریں یعنی نافرمانی کریں تو ان پر واضح کر دیجئے کہ میں تمہارے اعمال سے بری الذمّہ ہوں اور تمہاری بد اعمالیوں اور انکار کا بوجھ تم کو ہی اٹھانا ہو گا۔ ارشاد ہے کہ "فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ "اور جو آپ کی نافرمانی کریں ان سے کہہ دیجئے کہ میں تمہارے کاموں (اعمال) سے بری الذمہ ہوں"۔

حکم نمبر ۲۱۷

آپ توکل فرمایئے (اے رسول ﷺ!) اس پر جو بزرگ اور رحم فرمانے والا (اللہ عزیز ورحیم) ہے۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَآء　　آیت نمبر ۲۱۷

بیان کردہ چاروں احکام "۲۰۸"۔۔۔"۲۰۹"۔۔۔"۲۱۰" اور "۲۱۱" بیان فرمانے کے بعد اپنے حبیب پاک ﷺ سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے رسول ﷺ آپ بزرگ و برتر رحم کرنے والے اللہ پر بھروسہ کر کے اس پر ہی انجام کو چھوڑ دیجئے یعنی اسی کو اپنا وکیل بنایئے۔ اس پر توکل فرمایئے اور منکرین کے انکار کرنے سے غمزدہ نہ ہوں ارشاد ہے کہ "وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾" اور توکل فرمایئے اللہ عزیز ورحیم پر۔۔۔۔ آیت ھٰذا میں اپنی ذات پاک کی بزرگی اور رحیمی کی صفات بیان کرنے کے ساتھ آیت نمبر "۲۱۸" تا "۲۲۰" میں یہ بھی

فرمایا گیا ہے کہ وہ دیکھنے اور جاننے والا ہے جو دیکھتا ہے آپ کی نقل و حرکت کو نمازیوں کے ساتھ ان میں کھڑے ہونے کو اور رکوع و سجود و قعود کرنے کو بھی اور بعض شارحین کے مطابق رات کے تہجد کے لیئے اٹھنے کو بھی۔

حکم نمبر ۷۱۳

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو زمین پر اپنا عصا (لاٹھی) ڈالنے کا حکم

سُوْرَةُ النَّمْل	آیت نمبر ۱۰

اس آیت پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو "عصا" لاٹھی کا معجزہ عطا ہونے کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے فرمایا "اے موسیٰ علیہ السّلام اپنی لاٹھی (عصا) زمین پر ڈالدو"۔ "وَ اَلْقِ عَصَاكَ ط" اور جب اس کو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے دیکھا کہ وہ سانپ بن کر حرکت کرنے لگی تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے کہ مڑ کر بھی نہ دیکھا" فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ط" پھر حکم ہوا کہ اے موسیٰ علیہ السّلام "ڈرومت" میرے ہوتے ہوئے میرے رسول کسی سے ڈرتے نہیں ہیں "يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ قف اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۰﴾" اس کے بعد والی آیت میں ید بیضا کے معجزے کا بیان ہے۔

حکم نمبر ۷۱۴

اے موسیٰ علیہ السّلام! اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو پھر وہ بغیر خرابی (بیماری) کے چمکتا ہوا نکلے گا۔ یہ ان (۹) نو معجزات میں ہے جو

فرعون اوراس کی قوم کے لیئے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو دیئے گئے ہیں۔۔۔۔ کہ وہ فاسق بدکردار لوگ ہیں۔

سُوْرَۃُ النَّمْل	آیت نمبر ۱۲

اس آیت پاک میں ید بیضا کے معجزے کا عطا کیا جانا بیان کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو حکم دیا گیا کہ اے موسیٰ علیہ السّلام! اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کرو پھر وہ بے عیب چمکتا ہوا نکلے گا۔ یہ فرعون اور اس کی قوم والوں کو (ہدایت و نصیحت کے لیئے) نو معجزات میں سے ہے۔ حکم ہوا "وَ اَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۱۲﴾" اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو وہ چمکتا ہوا بغیر خرابی (عیب یا بیماری) نکلے گا۔ یہ نو معجزات میں ہے فرعون اور اس کے لوگوں کے لیئے جو فاسق ہیں یعنی بدکردار گناہ کرنے والے۔

حکم نمبر ۱۵۷

بتادیجیئے ان کو۔۔۔۔ اے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! ان سے کہہ دیجیئے کہ تمام تعریفیں اللہ کے ہی لیئے ہیں اور سلام اس کے ان بندوں پر جن کو اس نے منتخب کیا / برگزیدہ بنایا۔

سُوْرَۃُ النَّمْل	آیت نمبر ۵۹

اس آیت پاک میں دو باتیں بیان فرمانے کا سرکار ﷺ کو حکم دیا گیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ لائق حمد صرف اللہ ہے یعنی تمام تعریفیں اسی کے لیئے ہیں اور سلامتی ہے ان لوگوں کے لیئے یا سلام ہو ان پر جن کو اللہ نے برگزیدہ بنایا اور (اپنے لیئے) منتخب فرمالیا یعنی سلام انبیا و اولیاء اور صالحین پر۔ ارشاد ہے "قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾" اللہ کی حمد اور برگزیدہ بندوں پر سلام کے بیان کے ساتھ ہی سوالیہ انداز میں پوچھا کہ کیا اللہ خیر ہے یا وہ جن کو مشرک اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں؟ پوچھیئے ان سے۔

حکم نمبر ۱۶۷

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے ؟ کہہ دیجیئے اے رسول ﷺ کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔

سُوْرَةُ النَّمْل — آیت نمبر ۶۴

اس آیت پاک میں رسول پاک ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ آپ مشرکین سے کہتے کہ اگر تمہارے نزدیک اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا بھی قابل پرستش معبود ہے تو اس کے لیئے اگر تمہارے پاس کوئی دلیل یا سند ہے تو پیش کرو "ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ" کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور اِلٰہ ہے اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو کہیئے ان سے اے رسول ﷺ "قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾" اس سے پہلے فرمایا۔۔۔ "وہ کون ہے جو پہلے پیدا کرتا ہے (پھر مارنے کے بعد) دوبارہ پیدا کرتا ہے؟ وہ کون ہے جو تم کو رزق دیتا ہے آسماں سے اور زمین سے۔۔۔ یہ بیان کر کے پھر سوال

کیا گیا ہے کیا ان کاموں میں اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا اِلٰہ شریک ہے اگر تم سمجھتے ہو تو اس کی دلیل وسند پیش کرو۔

حکم نمبر ۱۷۱

اے رسول ﷺ! ان سے کہہ دیں کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ پوشیدہ ہے اس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔۔۔۔اور یہ لوگ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

سُوْرَةُ النَّمْل	آیت نمبر ۶۵

فرمایا گیا کہ ''قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ'' کہہ دیجیے کہ کوئی نہیں جانتا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں پوشیدہ ہے سوائے اللہ کے اور ''وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝۶۵'' اور یہ تو (مشرکین) یہ بھی شعور نہیں رکھتے نہیں جانتے کہ وہ (مرنے کے بعد) کب اٹھائے جائیں گے۔ اس ارشاد کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ مشرکین جن بنائے ہوئے معبودوں کی پرستش کرتے ہیں وہ بغیر دلیل وسند وعلم ہے اور ان کے لاعلم ہونے کی حالت تو یہ کہ ان کو (یا کسی بھی انسان کو) اپنے مرنے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے یعنی قیامت آنے کے وقت کا بھی پتا نہیں ہے۔ وہ بھی اللہ ہی جانتا ہے۔

حکم نمبر ۷۱۸

اے رسول ﷺ! ان سے کہیئے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرمین کا انجام کیا ہوا۔

سُوْرَۃُ النَّمْل	آیت نمبر ۶۹

آیت ھٰذا میں رسول پاک ﷺ سے فرمایا گیا کہ اے رسول ﷺ! آپ مشرکین سے کہیئے کہ جرم شرک کرنے والی پچھلی قوموں کی بربادی اور ان پر نازل ہونے والے عذاب کی علامات یعنی ان کی برباد ہونے والی بستیوں کی تباہ حالی ذرا زمین میں گھوم پھر کر دیکھیں کہ ان کو مجرمین کے انجام کا کچھ اندازہ ہوسکے۔ حکم دیا گیا کہ "قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۞" کہیئے کہ ذرا سیر کروزمین کی اور نظر ڈالو کہ کیا انجام ہوا جرم کرنے والوں کا یعنی ان کی بداعمالی اور انکار حق کے نتیجہ میں ان پر نازل ہونے والے عذاب کی تباہی کو اور اس کی باقیات کو دیکھو اور عبرت حاصل کرو۔

حکم نمبر ۷۱۹

اے رسول ﷺ! ان کا غم نہ کیجیئے اور ان کے مکر اور چالوں سے ضیق میں مبتلا نہ ہوں۔

سُوْرَۃُ النَّمْل	آیت نمبر ۷۰

آیت ھٰذا میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی دل داری فرمانے کے لیئے ارشاد فرمایا ہے کہ اے رسول ﷺ ! مشرکین و منکرین کے راہ راست پر نہ آنے کا غم نہ کریں اور نہ ہی ان کی چالوں اور مکاریوں سے جی تھوڑا کر کے ضیق میں بھی مبتلا ہوں" وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ "اور نہ کریں غم ان پر اور نہ تنگ ہوں ان کے مکر سے مراد یہ کہ آپ کا کام تو احکامات پہنچا دینا ہے، ہدایت دینا یا گمراہ رکھنا اللہ کی مرضی اور مصلحت ہے۔ اس لیئے آپ کو غمزدہ یا دل برداشتہ ہونے کی ضرورت نہیں۔

حکم نمبر ۷۰۲

آپ ﷺ کہہ دیجیئے کہ جس عذاب کے لیئے تم جلدی مچا رہے ہو ہو سکتا ہے کہ اس میں سے کچھ تمہارے تعاقب میں ہو۔

سُوْرَةُ النَّمْل	آیت نمبر ۷۲

اس آیت پاک میں کفّار و منکرین کے اس رویّہ کا جواب ہے جس کے تحت وہ بشارت دیئے گئے عذابِ قیامت کو جھٹلا کر کہتے تھے کہ اگر یہ عذاب سچ ہے تو ہم پر ابھی نازل کروا کر دکھائیں اس کے جواب میں رسول پاک ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِىْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ "کہہ دیجیئے ہو سکتا ہے کہ اس کا کچھ حصّہ تمہارے پیچھے قریب ہی ہو جس کی تم عجلت کر رہے ہو۔ کفار کی عجلت طلبی دراصل عذاب کی تاخیر کو تعدیم ثابت کرنے کی شیطانی کوشش تھی کہ وہ اس کے فوراً نازل نہ ہونے کو مشیت نہیں سمجھتے تھے، بلکہ بوجہ

تاخیر اس کے وعدہ یا پیشن گوئی کو جھوٹ اور غلط ثابت کرنا چاہتے تھے جس کے جواب میں محوّلہ بالا آیت پاک نازل ہوئی۔

حکم نمبر ۱۲۷

آپ اللہ پر توکل فرمایئے، اے رسول ﷺ کہ آپ بالکل سچائی یعنی "حق المبین" پر ہیں۔

سُوْرَةُ النَّمْل	آیت نمبر ۷۹

کفّار و مشرکین جب پیامِ حق سے منہ موڑ کر اپنے باطل عقیدوں کے مقابلے میں آیات و احکامِ الٰہی کی تکذیب و تضحیک کرتے تھے اور راہِ راست کی دعوت کا مذاق اڑاتے تھے تو سرکار ﷺ کو اس رویّہ سے جو رنج ہوتا تھا اللہ تعالیٰ نے اکثر آیات سے اس کا مداوا فرمایا ہے اور آیت ھٰذا میں بھی اسی انداز کی دل داری کی ہے اور فرمایا ہے کہ اے رسول ﷺ ! آپ ان کفّار کی پروا کیئے بغیر اپنے رب پر بھروسہ کیجیے کہ اسے جو کرنا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ آپ ان کی گمرہی سے دل برداشتہ نہ ہوں کہ آپ صریح حق پر ہیں۔ ارشاد ہے کہ "فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾" آپ توکل کیجیئے اللہ پر۔ بے شک آپ صریح حق پر ہیں۔

حکم نمبر ۲۲۷

مجھے حکم ہے اس شہر کے (مکہ) رب کی عبادت کا جس نے اس شہر کو بزرگی (پاکی) عطا کی اور ہر چیز جس کے لیئے ہے۔۔۔اور حکم ہے مجھ کو تسلیم کرنے والوں میں رہنے کا۔

سُوْرَةُ النَّمْل	آیت نمبر ۹۱

اس آیتِ پاک میں حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی جانب سے چار باتیں بیان کروائی گئی ہیں۔۔۔۔اوّل یہ کہ مجھ کو اس شہر مکہ کے رب کی عبادت کا حکم ہے۔۔۔۔دوم یہ کہ اللہ نے اس شہر (مکہ) کو بزرگی اور پاکی عطا فرمائی ہے۔۔۔۔سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک ہے کہ سب کچھ اسی کے لیئے ہے اور چہارم یہ کہ مجھے حکم ہے ان لوگوں میں رہنے کا جنہوں نے اللہ کے پیام کو تسلیم کیا ہے یعنی وہ جو مسلمین ہیں۔ارشاد ہے کہ "اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَیْءٍ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۱﴾" مجھے حکم ہے کہ عبادت کروں اس شہر (مکہ) کے رب کی جس نے اس کو پاک کیا اور ہر چیز جس کے لیئے ہے اور حکم ہے کہ میں تسلیم کرنے والوں میں رہوں۔

حکم نمبر ۳۲۷

سرکار ﷺ کو قرآن پڑھ کر سناتے رہنے اور یہ کہنے کا حکم کہ جو ہدایت اختیار کرے گا وہ اپنے ہی فائدے کے لیئے اور جو گمراہ رہے گا (اس سے) کہہ دیجیئے کہ میں تو خبر دار کرنے (اور عذاب سے ڈرانے) والوں میں ہوں۔

سُوْرَۃُ النَّمْل	آیت نمبر ۹۲

اس آیت پاک میں حضور اکرم ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ اے رسول ﷺ لوگوں کو قرآنِ پاک (کے احکامات) پڑھ کر سناتے رہیئے۔ سننے والوں میں سے جو ہدایت حاصل کرکے راہ راست پر آجائے گا یعنی ایمان لے آئے گا اور آپ کی اطاعت و اتباع کرے گا تو ایسا کرنے میں فائدہ اسی کا ہے اور جو ہدایت سے منہ موڑ کر گمراہی پر قائم رہے گا (تو اس میں خسارہ بھی اسی کا ہے) اور یہ کہ رسول پاک ﷺ کا کام تو دیگر انبیا کی طرح اللہ کی ہدایت اور وحی کیئے ہوئے احکام لوگوں تک پہنچانا ہے ان کو راہ راست پر لانا یا گمراہی میں رکھنا کار نبوت نہیں بلکہ مشیت ایزدی ہے۔ دیگر رسولوں کی طرح سرکار ﷺ کی ذمہ داری بھی صرف پیغام رسانی کی ہے، اسی لیئے حکم ہوا کہ بلکہ سابقہ حکم کے تسلسل میں ہی ارشاد ہوا کہ "وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ "اور یہ کہ قرآن پڑھ کر سناتے رہیئے اور جو ہدایت اختیار کرے گا وہ ہدایت اسی کے (مفاد میں) لیئے ہوگی اور جو گمراہ رہے گا تو کہہ دیجیئے کہ میں تو بس خبر دار کرنے والوں میں (یعنی رسول) ہوں۔۔۔۔ میری ذمہ داری لوگوں کو راہ پر لانا نہیں، بلکہ اللہ کے احکام سنا کر ان کو خبر دار کرنا اور عذابِ حشر سے ڈرانا ہے۔

حکم نمبر ۷۲۴

اے رسول ﷺ! فرمادیجیئے کہ حمد اللہ کے ہی لیئے ہے جو تم کو اپنی نشانیاں جلد ہی دکھا دے گا اور تم ان کو پہچان بھی لو گے۔۔۔۔ اور تم جو کچھ کرتے ہو تمہارارب اس سے بے خبر نہیں ہے۔

سُوْرَةُ النَّمْل	آیت نمبر ۹۳

ارشاد ہے کہ "وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾" کہہ دیجیئے ان کو بتادیجیئے، اے رسول ﷺ! کہ حمد تو اللہ کے لیئے ہے جو تم کو دکھادے گا(عنقریب) اپنی نشانیاں اور تم ان کو پہچان بھی لوں گے اور یہ کہ تمہارارب غافل نہیں ہے ان کاموں سے جو تم کرتے ہو۔۔۔۔اس آیتِ پاک میں درپردہ یہ بات بتائی گئی ہے کہ قیامت بہت دور نہیں، وہ عنقریب آنے والی ہے جس دن اللہ تعالیٰ کے جلال وکرم کی ایسی نشانیاں ظاہر ہوں گی کہ ان سے کوئی انکار نہیں کرسکے گااور تم یہ ہرگزنہ سمجھو کہ تم جو کچھ کرتے ہو تمہارے وہ اعمال اس سے چھپے ہوئے ہیں؛وہ تمہارے تمام اعمال سے آگاہ اور ان کو جاننے والاہے۔

حکم نمبر ۷۲۵

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ کو وحی کے ذریعہ حکم دیا گیا کہ اس کو دودھ پلاتی رہو اور جب اس کے لیئے خطرہ محسوس کرو تو اس کو

دریامیں ڈال دینااور نہ ڈرنانہ غم کرناہم پھر اسے تمہارے پاس پہنچادیں گے اور اس کو اپنے رسولوں میں شامل کریں گے۔

سُوْرَةُ الْقَصَص آیت نمبر ۷

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی ولادت کے بعد ان کی والدہ کو خطرہ محسوس ہوا کہ فرعون کے لوگ ان کے بیٹے کو بھی قتل کر دیں گے چنانچہ اس آیت پاک کے مطابق ان کی والدہ کو وحی کی گئی، حکم بھیجا گیا، الہام کیا گیا، پیام دیا گیا، بتایا گیا یا مطلع کیا گیا۔ مختلف مترجمین نے لفظ "وَ اَوْحَیْنَاۤ" کے تراجم مختلف کیئے ہیں اس لیئے کہ انسانوں میں لفظ وحی صرف انبیا و مرسل کے لیئے استعمال ہوتا ہے کہ تم بچہ کو دودھ پلاتی رہو اور جب تم اس کی جان کو خطرہ محسوس کرو تو اس کو (اپنے گھر کے ساتھ بہنے والے دریامیں صندوق کے اندر رکھ کر) دریامیں ڈال دینا اور نہ اس بات سے ڈرنا کہ وہ غرق ہو جائے اور نہ اس کے جدا ہونے کا غم کرنا کہ ہم تمہارے پاس اس کو واپس پہنچادیں گے اور ہم اس کو اپنا رسول بنائیں گے۔ ارشاد ہے کہ "وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَ لَا تَخَافِیْ وَ لَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝" اور ہم نے موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ کو یہ وحی کی کہ تم اسے دودھ پلاتی رہو اور جب تم کو اس کی بابت (قتل کر دیئے جانے کا) خوف ہو تو اسے دریامیں بہادینا اور نہ ڈرنا نہ غم کرنا۔ بے شک ہم اس کو واپس کر دیں گے تمہارے پاس اور ہم اس کو رسولوں میں شامل کریں گے۔

حکم نمبر ۷۲۶

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دینے کا حکم ہوا اور جب لاٹھی سانپ بن کر حرکت کرنے لگی تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام اس کی طرف سے پلٹے اور مڑ کر بھی نہ دیکھا پھر ارشاد ہوا اے موسیٰ علیہ السّلام آگے آؤ اور ڈرو نہیں کہ تم ہماری امان میں ہو۔

سُوْرَةُ الْقَصَص	آیت نمبر ۳۱

اس آیت پاک میں دیدارِ الٰہی کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو عصا کا معجزہ عطا کرنے کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو حکم دیا گیا ''وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ ۚ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾'' اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈال دو۔ جب اس کو دیکھا کہ حرکت کر رہی ہے سانپ بن کر تو اس کی طرف سے انہوں نے منہ موڑا اور پلٹ کر دیکھا بھی نہیں۔ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ آگے آؤ اور ڈرو نہیں کہ تم امن پائے ہوئے لوگوں میں یعنی ہماری امان میں ہو۔

حکم نمبر ۲۷

اے موسیٰ! اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو وہ بغیر کسی خرابی کے چمکتا ہوا نکلے گا۔ اگر ڈر لگے تو اس کو اپنے ساتھ ملالو (یعنی اپنے سینہ پر لگا لو ڈر ختم ہو جائے گا) یہ نشانیاں دونوں تمہارے رب کی طرف سے دلیل یا حجّت ہیں فرعون اور اس کے سرداروں کے لیئے۔ بے شک وہ لوگ فاسقوں میں ہیں۔

سُوْرَۃُ الْقَصَص	آیت نمبر ۳۲

ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ علیہ السّلام "اُسْلُكْ يَدَكَ فِىْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۡ وَّ اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝۳۲" ڈالو ہاتھ اپنا اپنے گریبان میں پھر وہ بغیر کسی خرابی یا عیب کے چمکتا ہوا نکلے گا اوراگر ڈر لگے تو اسے اپنے (سینہ) سے ملالو یہ دونوں حّجتیں / دلیلیں / معجزے تم کو تمہارے رب کی طرف سے ہیں فرعون اور اس کے سرداروں کے لیئے کہ وہ بے شک فاسق لوگ ہیں۔ یہاں جو لفظ "فَذٰنِكَ" استعمال ہوا ہے اس سے بالعموم مراد حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے دو معجزات لیئے جاتے ہیں؛ اوّل تو عصا کے سانپ بن جانے کا اور دوم ہاتھ کے چمک دار ہو جانے کا۔ اس ترکیب "فَذٰنِكَ" کے لفظی معنیٰ اور "یہ دونوں تمہارے لیئے" کے ہیں۔ عصا کے سانپ بن جانے کا حوالہ چونکہ آیت ھٰذا میں واضح نہیں ہے، بلکہ اس سے پہلے

والی آیت میں بیان ہوا ہے۔۔۔۔ اس لیئے یہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اس آیت میں یہ "دونوں تمہارے لیئے" سے مراد ایک تو ہاتھ کا چمک دار ہو جانا ہے۔۔۔۔ اور دوسرے یہ کہ اس کو سینہ سے لگانے کے بعد خوف "رھب" رفع ہو جانا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب، مگر دوسری تشریح کے مقابلے میں پہلی تعبیر و تشریح زیادہ معروف ہے کہ ان دونوں معجزات کو کہا گیا ہے جب کہ ہاتھ سینہ سے لگا کر خوف رفع ہو جانا فرعون اور اس کے سرداروں سے تعلق نہیں رکھتا۔

حکم نمبر ۷۲۸

اے رسول ﷺ! آپ منکرین سے کہیئے کہ تم تورات اور قرآنِ حکیم سے زیادہ بہتر ہدایت دینے والی اللہ کی کوئی اور کتاب پیش کر سکو تو لاؤ کہ میں بھی اس کی پیروی کروں۔

سُوْرَةُ الْقَصَص	آیت نمبر ۴۹۔ ۵۰

کفّارِ مکہ کو علمائے یہود سے اس بات کی تصدیق ہو چکی تھی کہ تورات میں محمد ﷺ کے آنے کی بشارت موجود ہے اس لیئے وہ تورات اور قرآن دونوں کے منکر ہو گئے تھے۔ اس پس منظر میں یہ آیتِ پاک نازل ہوئی "قُلْ فَأْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾" کہیئے کہ تم لاؤ اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ایسی کوئی کتاب جو ان دونوں (کتابوں یعنی تورات و قرآنِ حکیم) سے زیادہ ہدایت دینے والی ہو کہ میں بھی اس کی پیروی کروں اگر تم سچے ہو۔۔۔۔ یہ آیت پاک کفّار کے جھٹلانے کو جھوٹ ثابت کرتی ہے کہ وہ اللہ کی ان

دونوں مقدس کتب سے بہتر تو کجا ان جیسی کتاب بھی پیش نہیں کرسکتے۔وہ آپ کا مطالبہ پورا نہ کرسکیں (جو یقیناً نہیں کرسکیں گے) تو آپ سمجھ لیجئے کہ یہ اپنے نفس کی جھوٹی خواہشات کی پیروی کررہے ہیں اور اس شخص سے زیادہ بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی ہدایات چھوڑ کر اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کرے۔" فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۰ " اور اگر یہ پوری نہ کرسکیں آپ کی بات تو سمجھ لیجئے کہ یہ اپنی خواہشوں کی پیروی کررہے ہیں اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی ہدایات کو چھوڑ کر اپنی مرضی یا خواہشات پر چلے۔بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔ یہاں لفظِ "ظالمین" کا استعمال یہ بتاتا ہے کہ سچ کو چھوڑ کر جھوٹ کو اپنانا بڑے ظلم کی بات ہے اورایسا کرنے والے لوگ ظالم ہیں جن کو ہدایت نہیں دی جاتی۔

حکم نمبر ۷۲۹

اے رسول ﷺ! آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو چاہیں، مگر اللہ جس کو چاہے ہدایت دے سکتا ہے کہ وہ ہی جاننے والا ہے کہ ہدایت پانے کے لائق کون ہے۔

سُوْرَةُ الْقَصَص	آیت نمبر ۵۶

اس آیتِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح فرمادی ہے کہ ہدایت صرف اس کو نصیب ہوتی ہے جس کو اللہ ہدایت دے اور یہ بات بھی اللہ ہی جانتا ہے کہ کون لوگ ہدایت پائیں گے اس وضاحت کے ساتھ ہی رسولِ پاک ﷺ سے ارشاد ہوا کہ آپ کسی کو ہدایت دینا چاہیں تو یہ آپ کے ذمہ نہیں ہے" اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ "آپ کے ذمہ نہیں ہدایت دینا جسے آپ چاہیں لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہی جانتا ہے کہ ہدایت پانے والے کون ہیں۔

حکم نمبر ۳۰۷

ان سے کہیئے، اے رسول ﷺ! کہ ذرا تم دیکھو تو (غور کرو) کہ اگر اللہ تم پر قیامت تک مسلسل رات طاری کر دیتا تو اس کے سوا کونسا معبود تھا جو تم کو روشنی بخش دیتا کیا تم سنتے سمجھتے نہیں ہو؟

سُوْرَةُ الْقَصَص	آیت نمبر ۷۱

آیت ھٰذا میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کے حوالے سے اپنی مخلوق پر اپنے کرم و مہربانی کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ "قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ "کہیئے ان سے تم دیکھو تو کہ اگر اللہ تم پر رات مستقل طاری کر دیتا قیامت کے دن تک تو کونسا معبود تھا اللہ کے سوا جو تم کو روشنی دے سکتا؟ کیا تم سنتے ہی نہیں ہو۔۔۔۔اس سوال میں دراصل یہ ہدایت موجود ہے کہ اگر انسان ذرا بھی

سوجھ بوجھ سے کام لے تو اس کو اپنے رب کی بے حساب رحمت و قدرت ہر چیز میں نظر آئے گی، مگر جب گمرہی آنکھ اور کانوں پر پردے ڈال دیتی ہے تو پھر سچائی نظر سے اوجھل ہو جاتی ہے۔

حکم نمبر ۱۳۱۷

کہیئے ان سے، اے رسول ﷺ! کہ اے لوگو ذرا دیکھو سوچو تو اگر اللہ تم پر دن کو قیامت تک کے لیئے مسلط کر دیتا تو کیا اللہ کے سوا تمہارا کوئی معبود ایسا تھا جو تم کو آرام کرنے کے لیئے رات لا دیتا۔۔۔ تو کیا تم دیکھتے ہی نہیں ہو۔

سُوْرَةُ الْقَصَص	آیت نمبر ۷۱

آیتِ سابقہ میں جو بات رات کے لیئے کہی گئی تھی وہ ہی آیتِ ھٰذا میں دن کے لیئے کہی ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ دن کی اہمیت روشنی کے حوالے سے اور رات کی اہمیت آرام و سکون کی نسبت سے بیان کر کے رات پر غور نہ کرنے کے لیئے پوچھا؛ کیا تم سنتے نہیں ہو۔۔۔ اور دن کے حوالے سے پوچھا کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ یہ طریق بیان بہ لحاظ زبان بلاغت کی ایک عمدہ شکل ہے۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾" کہیئے کیا تم دیکھتے ہو اگر اللہ تم پر دن کو قیامت تک کے لیئے طاری رکھتا تو کیا کوئی معبود تھا اللہ کے سوا کہ تم کو آرام کے لیئے رات لا دیتا کیا تم دیکھتے ہی نہیں ہو؟

حکم نمبر ۲۳۲۷

وہ جس نے آپ پر، اے رسول ﷺ قرآن کو فرض کیا ہے (اس کی ذمہ داری رکھی ہے) وہی آپ کو انجامِ خیر تک پہنچائے گا۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ میرا رب جانتا ہے کہ کون ہدایت کے ساتھ آیا ہے اور کون گمراہی میں مبتلا ہے۔

سُوْرَةُ الْقَصَص	آیت نمبر ۸۵

آیتِ ھٰذا میں ارشاد ہوا ہے کہ، اے رسول ﷺ! آپ کے جس رب نے آپ پر قرآن دوسروں تک پہنچانے کی ذمہ داری رکھی ہے یعنی آپ پر فرض کیا ہے اس کے ابلاغ و تسلیم کو، وہ ہی اللہ یقیناً آپ کو کامیابی سے ہم کنار کرکے انجامِ خیر تک لے جائے گا یعنی جن کے مقدر میں ہدایت ہے وہ ضرور ایمان لائیں گے اور جن کے مقدر میں گمراہی ہے وہ گمراہی میں ہی پڑے رہیں گے ان میں کون راہ پر آنے والا ہے اور کون بھٹکتے رہنے والے ہیں اس کا پورا پورا علم میرے رب کے پاس ہے۔ آپ فرما دیجئے، اے رسول ﷺ! ارشاد ہے کہ "اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۸۵﴾" جس نے آپ پر فرض (لازم) کیا اس قرآن کو وہ ہی پہنچائے گا آپ کو انجامِ خیر تک آپ ان سے کہہ دیں کہ میرا رب جانتا ہے کہ کون ہدایت کے ساتھ آیا ہے اور کون صریح گمراہی میں ہے۔ اس آیتِ پاک میں "لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍؕ" وہ ہی (یعنی اللہ) آپ کو واپس لے جائے گا جہاں آپ جانا چاہتے ہیں۔۔۔۔ یا آپ کو منزلِ مقصود تک لے جائے گا یا آپ کو انجامِ خیر تک لے

جائے گا۔ معنوی طور پر کئی پہلو مضمر ہیں، مگر یہ آیت چونکہ دورانِ ہجرت نازل ہوئی تھی اس لیئے بعض شارحین کے مطابق واپس لے جانے کا اشارہ فتح مکہ کی طرف ہے کہ جہاں سے آپ ﷺ نے ہجرت کی ہے وہاں اللہ آپ کو دوبارہ پہنچائے گا۔ یعنی یہ سرکار ﷺ کے لیئے اللہ کی طرف سے بشارت ہے مکہ شریف واپسی کی۔

حکم نمبر ۳۳۷

اے رسول ﷺ آپ کافروں کے مددگار نہ ہوں کہ وہ اللہ کے احکام آپ تک پہنچنے کے بعد آپ کو ان کی تبلیغ سے روک دیں۔ آپ لوگوں کو اپنے رب کی طرف دعوت دیتے رہیں اور ہرگز مشرکین کے ساتھ نہ رہیں۔

سُوْرَۃُ الْقَصَص	آیت نمبر ۸۶۔۸۷

یہاں پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾" اور آپ کو امید و توقع تو نہ تھی کہ اللہ آپ پر اپنی کتاب بھیجے گا، مگر آپ کے رب کی مہربانی سے ایسا ہوا۔ پس آپ کافروں کے مددگار نہ ہوں۔ آگے آیت نمبر ۸۷ میں ارشاد ہے کہ "وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٨٧﴾" اور وہ روک نہ دیں آپ کو اللہ کی آیات نازل ہونے کے بعد۔ آپ دعوت دیتے رہیں اپنے رب کی طرف لوگوں کو اور نہ رہیں مشرکین کے ساتھ

۔غرض یہ ہے کہ سرکار ﷺ کافروں اور مشرکوں کے ساتھ رہنے اور ان کی مدد کرنے میں وقت ضائع نہ فرمائیں، بلکہ لوگوں کو اپنے رب کے احکام پہنچانے اور دعوت حق میں وقت صرف کریں کہ یہی کار رسالت ہے۔ رسول ﷺ کی شان یہ نہیں کہ وہ تسلیم نہ کرنے والوں کے ساتھ رہ کر ان کی مدد کرکے راہِ حق پر لانے کی محنت کریں بلکہ آپ کا کام تو حق پہنچادینا ہے ہدایت دینا اللہ کا کام ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے راہ پر لے آتا ہے اور وہ جس کو ہدایت نہ دے اسے کوئی دوسرا ہدایت دینے والا نہیں ہے۔

حکم نمبر ۳۴۷

اور نہ پکارو کسی کو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بنا کر۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے سوائے اللہ کی ذات کے۔ فرماں روائی اسی کی ہے اور تم اسی کی طرف واپس جاؤ گے۔

سُوْرَةُ الْقَصَص	آیت نمبر ۸۸

یہ سورۃ القصص کی آخری آیت ہے۔ اس میں درج ذیل اساسی حقیقتیں نہایت اختصار وبلاغت کے ساتھ بیان کر دی گئی ہیں۔

- اوّل یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود مت بناؤ یعنی معبود بنا کر مت پکارو۔
- دوم یہ کہ معبودِ واحد صرف اللہ ہے۔
- سوم یہ کہ ہر شے فانی ہے اور صرف اللہ کی ذاتِ پاک ہی باقی رہنے والی ہے۔
- چہارم یہ کہ ہر شے پر اسی کا حکم چلتا ہے فرماں روائی اسی کی ہے۔

○ اور آخر یہ کہ سب کو لوٹ کر اسی کی طرف جانا ہے۔

اس آیتِ شریفہ میں چند الفاظ میں تمام ہی بنیادی باتیں جو صحتِ عقائد کے لیئے ضروری ہیں یک جا کردی گئی ہیں یعنی شرک کا امتناع اور اس کے خلاف تنبیہ ۔۔۔ اللہ واحد کی عبادت کا حکم ۔۔۔ اس کی وحدانیت کا اعلان ۔۔۔ ہر شے کے فانی ہونے کی خبر ۔۔۔ اللہ کی ذات کا لافانی و باقی ہونا ۔۔۔ ہر شے پر اس کا حکم نافذ ہونا یعنی اسی کی قدرت و فرماں روائی اور بالآخر سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا یعنی بعد قیامت اس کے حضور جمع ہونے کا اعلان۔ ارشاد ہے کہ "وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾" مت پکارو کسی کو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بنا کر۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ ہر شئے کو ہلاکت ہے سوائے اس کی ذات کے۔ اس کا حکم سب پر چلتا ہے اور تم کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اس آیت میں صرف انیس لفظوں میں بنیادی حقائق بیان کر دینا کلامِ الٰہی کی ہی شان ہے، جس کے لیئے بڑے بڑے اہلِ زبان کو اعتراف کرنا پڑا کہ "مَاھٰذَا کَلَامُ بَشَرٌ ۔۔۔ بِالحق۔"

حکم نمبر ۷۳۵

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم، مگر ان کے کہنے پر شرک نہ کرنے کی تنبیہ اور اللہ کی طرف لوٹنے کی یاد دہانی، جہاں اپنے کیئے کا انجام معلوم ہو جائے گا۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْت — آیت نمبر ۸

ارشاد ہے کہ "وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِن جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٨" اور ہم نے وصیّت کی انسان کو اپنے ماں، باپ کے ساتھ اچھے برتاؤ کی اور اگر وہ زور ڈالیں کہ اللہ کے ساتھ کسی ایسے کو شریک کر جسے کے لیئے تیرے پاس کوئی علم / حکم / یاسند نہیں تو ان کا حکم نہ ماننا۔ تم کو اسی کی (اللہ کی) طرف لوٹ کر جانا ہے جہاں تم کو بتادیا جائے گا / پتا چل جائے گا کہ تم جو عمل کرتے رہے ہو۔۔۔۔

اس آیتِ پاک میں والدین کی مشروط فرماں برداری کا حکم ہے سوائے اس کے کہ وہ شرک کے لیئے دباؤ ڈالیں۔ آیت ھٰذا کے علاوہ بھی اولاد کو ماں، باپ کی خدمت و فرماں برداری کا حکم دیا گیا ہے؛ بلکہ سخت لہجہ میں بات کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے مگر خلاف احکام الٰہی ان کے حکم ماننے کی اجازت نہیں کہ اولاد پر ماں، باپ کا بڑا حق ہونے کے باوجود ان کو یہ حق نہیں کہ اولاد کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف کوئی حکم دیں جس کی مثال شرک کے حکم سے دی گئی ہے اور اولاد کو بھی باوجود فرماں برداری والدین دینی احکام کے خلاف بات ماننے سے روکا گیا ہے۔۔۔۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ والدین کی فرماں برداری بھی دراصل احکام الٰہی کی ہی تعمیل ہے جو بمنزلۂ عبادت ہے۔ حیوانی یا جبلّی بنیاد پر تعمیل جیسا کہ کفار و مشرکین کرتے ہیں۔۔۔۔ تعمیلِ احکام اور موجبِ ثواب نہیں ہے۔

حکم نمبر ۷۳۶

اللہ کی عبادت کیا کرو اور اسی سے ڈرو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے ذریعہ ان کی قوم کو حکم۔

سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْت آیت نمبر ۱۶

آیتِ ھٰذا میں وہ حکم دوہرایا گیا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی قوم کو ان کے ذریعہ دیا گیا تھا۔ ارشاد ہے کہ "وَ اِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾" اور ابراہیم (کو بھیجا) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کیا کرو اور اسی کے لیئے تقویٰ کرو (یعنی اس کے احکام کے مطابق اس کے عذاب سے بچنے کے لیئے گناہوں سے پرہیز کرو/یا اس سے ڈرو یہ ہی تمہارے لیئے خیر ہے اگر تم سمجھ سکو۔۔۔ آیت ھٰذا سے قبل حضرت نوح کو ان کی قوم میں بھیجنے کا ذکر ہے اور اسی تسلسل میں "وَ اِبْرٰهِیْمَ" کہہ کر ان کی قوم کو دیئے گئے حکم کا بیان ہے۔ اس میں۔ "ان کو بھیجا" کا ٹکڑا معنوی طور سے شامل ہے اور حکم اللہ کی عبادت اور تقویٰ کا ہے۔

حکم نمبر ۳۷

بت پرستی ترک کرنے ، اللہ سے رزق طلب کرنے۔ اسی کی عبادت اور اس کا شکر کرنے کا حکم۔ قوم ابراہیم علیہ السّلام کو ان کے ہی ذریعہ۔

سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْت آیت نمبر ۱۷

سابقہ آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے ذریعہ ان کی قوم کو اللہ کی عبادت اور تقویٰ کا حکم دیا گیا تھا اسی تسلسل میں آیت ھٰذا میں پرستش بتوں کی ترک کرنے، رزق اللہ سے طلب کرنے اور اسی کی عبادت کرنے اور ادائے شکر کا حکم دیا گیا ہے۔ ساتھ ہی بتادیا گیا ہے کہ تم سب کو اللہ کی ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ارشاد ہے کہ " اِنَّمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡثَانًا وَّ تَخۡلُقُوۡنَ اِفۡكًا ؕ " تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہو جن کے لیئے تم نے جھوٹ گھڑ رکھا ہے " اِنَّ الَّذِيۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَا يَمۡلِكُوۡنَ لَـكُمۡ رِزۡقًا فَابۡتَغُوۡا عِنۡدَ اللّٰهِ الرِّزۡقَ وَ اعۡبُدُوۡهُ وَ اشۡكُرُوۡا لَهٗ ؕ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۷﴾ " تم ان کی عبادت کرتے ہو اللہ کو چھوڑ کر جو تم کو رزق دینے کا بھی اختیار نہیں رکھتے سو طلب کرو اللہ سے رزق اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر ادا کرو۔ تم کو اس کی ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔۔۔۔ آیت ھٰذا میں پہلی بات تو یہ کہی گئی ہے کہ بتوں کے لیئے تم لوگ جو عقیدہ رکھتے ہو وہ تمہارا اپنا گھڑا جھوٹ ہے اور اسی کے سبب تم اللہ کو چھوڑ کر ان بے اختیار بتوں کو پوجتے ہو۔ دوم اس بات کی تردید کی گئی ہے کہ بت ان کو رزق دیتے ہیں ارشاد ہے کہ وہ رزق دینے کی طاقت نہیں رکھتے پس تم اللہ سے رزق طلب کرو۔ اسی کی بندگی کرو اور اسی کا شکر ادا کرو نیز یقین رکھو کہ تم بالآخر اسی کے حضور پیش کیئے جاؤ گے۔۔۔۔ اور وہاں تمہیں حقیقت معلوم ہو جائے گی اور تم کو سزا ملے گی جھوٹے معبودوں کی عبادت کرنے یعنی بت پرستی کی۔۔۔۔ جبکہ لائقِ عبادت صرف اللہ کی ہی ذات ہے اور اسی سے رزق طلب کرنا اور اس کا شکر ادا کرنا بندے کے لیئے خیر ہے۔

حکم نمبر ۷۳۸

"اے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم منکرین سے" کہیئے کہ تم ذرا زمین کی سیر کرو اور دیکھو کہ اللہ نے کس طرح پہلے مخلوق کو پیدا کیا پھر آخرت کی زندگی بھی وہ ہی دے گا۔ بے شک اللہ ہر شئے پر پوری قدرت (اختیار) رکھتا ہے۔ وہ جس کو چاہے عذاب دے یا رحم کرے۔ اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

سُوْرَةُ الْعَنْکَبُوْت	آیت نمبر ۲۰۔۲۱

آیت ھٰذا میں رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ارشاد ہوا کہ آپ ان سے کہیئے کہ وہ ذرا زمین پر چل پھر کر دیکھیں اور غور کریں کہ اللہ نے اپنی اس مخلوق کو کس طرح پہلی بار تخلیق کیا اور وہ ہی اسی طرح ہلاکت کے بعد دوبارہ بھی ان کو آخرت کی زندگی دے گا کہ اس کو ہر چیز پر اختیار و قدرت حاصل ہے۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ یُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۚ﴿۲۰﴾" کہیئے ان سے سیر کریں زمین کی اور نظر ڈالیں کیسے پہلی بار (اللہ نے) تخلیق کیا اور دوبارہ بھی وہ زندگی دے گا۔ "آخرت والی"۔ بے شک وہ ہر شئے پر قدرت و اختیار رکھتا ہے اور یہ کہ انکار و گمرہی پر سزا دینا یا کسی کو بخش دینا اور رحم کرنا اس کی مرضی پر منحصر ہے اور یہ کہ بالآخر سب کو لوٹ کر اسی کے حضور جمع ہونا ہے جہاں سب کو اپنے کیئے ہوئے کا انجام معلوم ہو جائے گا، مگر سزا و بخشش اسی کا اختیار ہے کہ وہی یومِ دین کا مالک

ہے۔ارشاد ہے کہ "یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَرْحَمُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ اِلَیْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ "عذاب دیتا ہے وہ جس کو چاہے اور رحم کرتا ہے جس پر چاہے اور تم سب کو اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

حکم نمبر ۷۳۹

حضرت لوط علیہ السّلام کی تنبیہ اپنی قوم کو فحاشی، اِغلام اور رہزنی کے خلاف۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْت	آیت نمبر ۲۸۔ ۲۹

ان دونوں آیات میں حکماً کوئی بات براہِ راست نہیں کہی گئی ہے، مگر قومِ لوط کو تین باتوں کے خلاف ایک طور پر تنبیہ ہے؛ اوّل یہ کہ وہ فواحش سے دور رہیں۔ دوم یہ کہ جنسی لذّت کے لیئے لڑکوں کی طرف نہ جائیں (اِغلام سے دور رہیں)۔ سوم یہ کہ رہزنی اور اپنی محفلوں میں ناپسندیدہ حرکتیں (منکرات) نہ کریں۔ مگر اس تنبیہ کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اے لوط! اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب نازل کروادو۔ ارشاد ہے کہ "وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾ " کہا لوط علیہ السّلام نے اپنی قوم سے تم ایسے فحاشی کے کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہیں کیئے" اِئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِیْلَ ۙ۬ وَ تَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۲۹﴾ " "کیا تم لڑکوں کی طرف مائل ہوتے ہو

(برائے تسکین شہوت) اور راہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں بے حیائی کے کام کرتے ہو۔ پھر ان کی قوم نے کوئی جواب نہ دیا سوائے اس کے کہ تم اگر سچے ہو تو اللہ کا عذاب ہم پر نازل کروادو۔"

حکم نمبر ۷۴۰

حضرت شعیب علیہ السّلام کے ذریعہ ان کی قوم کو اللہ کی عبادت کرکے آخرت سے امید رکھنے اور زمین پر فساد نہ پھیلانے کا حکم۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْت	آیت نمبر ۳۶

ارشاد ہے کہ "وَ اِلٰى مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ۙ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ ارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝۳۶ "اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا)۔ انہوں نے کہا کہ اے قوم! اللہ کی عبادت کرو اور یومِ آخرت سے پر امید رہو اور زمین پر مفسد بن کر مت پھرو۔ یعنی حضرت شعیب علیہ السّلام نے اللہ کی عبادت کرکے آخرت سے اچھی امید رکھنے اور زمین پر امن قائم رکھنے کا حکم دیا، مگر ان کی قوم نے ان کو جھٹلا دیا، جس کے نتیجہ میں ان کو زلزلے نے آپکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

حکم نمبر ۱۴۱۷

تلاوت فرمایئے (پڑھ کر سناتے رہیں، اے رسول ﷺ) اس کی جو آپ پر وحی کیا گیا ہے کتاب (قرآن پاک) سے اور قائم کیجئے نماز کہ وہ بے حیائی کے برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر ہی سب سے بڑا ہے اور آپ جو کرتے ہیں اللہ کو اس کا علم ہے۔

سُوۡرَةُ الۡعَنۡکَبُوۡت	آیت نمبر ۴۵

آیت ھٰذا میں سب سے پہلے رسول پاک ﷺ سے فرمایا گیا کہ آپ پر جو کچھ قرآنِ پاک کی شکل میں وحی کیا گیا اس کو پڑھ کر آپ لوگوں کو سناتے رہیئے۔ تلاوت کا لفظ عام تحریر یا مکتوب کے لیئے استعمال نہیں ہوتا، بلکہ آسمانی کتب کے لیئے خاص ہے۔ اور اہلِ زبان کے نزدیک ہر تلاوت قراءت ہے اور قراءت کے معنٰی آواز سے پڑھنے کے ہیں اسی لیئے "اُتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡكَ مِنَ الۡكِتٰبِ" کے معنٰی یہ بیان کیئے جارہے ہیں کہ جو آپ پر وحی کیا گیا اس کو پڑھ کر سنایئے کتاب (قرآن) سے۔۔۔ آگے ارشاد ہے کہ "وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ" اور نماز قائم کیجئے دوسری بات یہ بتائی گئی کہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔" اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ ؕ" منکَر کے معنٰی انکار کیئے ہوئے کے ہیں۔ مراد وہ کام ہیں جن کو اخلاقاً یا شرعاً منع کیا گیا ہے اور منع وہی ہے جو برا ہے اسی لیئے منکر کے معنٰی برے کاموں کے ہیں۔ آگے ارشاد ہے کہ "وَ لَذِكۡرُ اللّٰهِ اَكۡبَرُ ؕ" اور اللہ کا ذکر ہی سب سے بڑا ہے (اور اللہ کے ذکر کا لازم طریقہ نماز ہی

ہے) آگے فرمایا کہ "وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾" اور اللہ خوب جانتا ہے تم جو کرتے ہو۔ حکم ھٰذا کا خلاصہ تلاوت کرنا، نماز قائم کرنا، اللہ کے ذکر کو سب سے افضل سمجھنا اور یہ یقین رکھنا ہے کہ اللہ ہمارے ہر عمل بلکہ دل کی باتوں سے بھی باخبر ہے یہاں لفظ "تعملون" نہیں بلکہ "تَصْنَعُوْنَ" (جو بناتے ہو صنعت کرتے ہو یعنی عمل بھی اور ارادہ اور سوچ بھی اللہ پر ظاہر ہے)۔

حکم نمبر ۷۴۲

اور اہلِ کتاب سے بات کرو بہترین طریقے سے سوائے ان کے جو ظالم ہیں (ان میں) اور کہو ان سے کہ ہم ایمان لائے اس پر جو ہم پر نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو تمہارے لیئے نازل ہوا۔ ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کو ماننے والے ہیں۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْت	آیت نمبر ۴۶

آیت ھٰذا میں تورات و انجیل پر ایمان رکھنے والوں سے بہترین انداز میں بحث کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور بتا بھی دیا گیا ہے کہ ان سے کیا بات اور کس طریقے سے کریں۔ فرمایا گیا ہے کہ ان میں جو لوگ ظالم یعنی وحی کو تسلیم کرنے والے نہیں یعنی گمراہ ہیں ان کے علاوہ باقی اہلِ کتاب سے کہو کہ ہم اس پر بھی ایمان رکھتے جو محمد ﷺ کے ذریعہ ہمارے لیئے نازل ہوا ہے اور اس پر بھی جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر تمہارے لیئے نازل کیا گیا اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے ماننے اور تسلیم کرنے والوں میں یعنی "مسلمون" ہیں۔

حاصل بیان یہ ہے کہ اہلِ کتاب سے ان بنیادی عقائد پر معاملہ بحث یا گفتگو کرنے یا ان کو سمجھانے کی کوشش کرنے کا حکم ہے جو تینوں اقوام پر اللہ کی طرف سے مشترک اور نازل کردہ ہیں یعنی اللہ کی وحدانیت اور رسولوں پر ایمان اور آسمانی کتب کی صداقت کا اعلان کہ اس اندازِ گفتگو سے ممکن ہے وہ تمہارے ہم نوا ہو کر شاملِ اسلام ہوں اور محمد ﷺ کی رسالت اور قرآن حکیم کی صداقت پر بھی ایمان لے آئیں۔ ارشاد ہے کہ "وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ "نہ کرو بحث اہلِ کتاب سے، مگر بہترین طریقے سے سوائے ان میں سے ان لوگوں کے جو ظالم ہیں۔۔۔۔ ارشاد ہے کہ "وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿٤٦﴾ "اور اہلِ کتاب سے تجادل (اختلاف) نہ کرو مگر بہترین طریقے سے سوائے ان کے جو ان میں ظالم ہیں۔۔۔۔اور کہو ان سے کہ ہم تو ایمان لائے اس پر جو نازل کیا گیا ہم پر (یعنی قرآن) اور اس پر جو تمہارے لیئے نازل کیا گیا (تورات و انجیل اور دیگر صحائف پر) اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم (سب) اس کے ہی تسلیم کرنے والے "مسلمون" ہیں۔

حکم نمبر ۷۴۳

رسولِ پاک ﷺ کو کفّار سے یہ فرما دینے کا حکم کہ میں تو کھلم کھلا ڈرانے والا / واضح تنبیہ و نصیحت کرنے والا ہوں۔

ارشادِ باری ہے" وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۵۰ " کہتے ہیں (کافر) کہ ان کے رب نے ان پر (سرکار ﷺ پر) کھلی نشانیاں کیوں نازل نہیں کیں۔ ان سے فرما دیجیئے (اے رسول ﷺ) کہ نشانیاں تو در حقیقت اللہ کے ہی پاس ہیں اور میں بے شک واضح تنبیہ کرنے والا ہوں۔ عربی زبان و محاورے میں نذیر کے معنیٰ خراب انجام سے مطلع کرنے والے یا خوف دلانے والے کے ہیں۔ یہ لفظ "بشیر" کی ضد ہے یعنی اچھے انجام کی خبر دینے والا اور رسول پاک ﷺ کا کام ہی یہ تھا کہ آپ گمرہوں کو ان کے انجام اور عذاب الٰہی سے ڈرائیں اور متنبہ کریں اور ایمان لانے والوں کو اچھے انجام کی خوشخبری سنائیں تو کافروں کے حوالے سے آپ ﷺ نذیر تھے، اسی لیئے یہ فرمانے کا حکم ہوا میرا کام نشانیاں یا اپنی سچائی کی علامتیں پیش کرنا نہیں۔ نشانیاں یا آیات تو میرے پاس نہیں اللہ کے پاس ہیں اور میں تو تمہاری بداعمالیوں اور سچائی کے انکار اور وحی کو تسلیم نہ کرنے کے سبب آخرت میں تم پر ہونے والے عذاب سے تم کو کھلم کھلا ڈرانے اور تنبیہ کرنے والا ہوں۔

حکم نمبر ۷۴۴

فرما دیجیئے، اے رسول ﷺ! میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ کو اس کا پورا پورا

علم ہے اور خسارے میں وہی لوگ ہیں جو باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْت — آیت نمبر ۵۲

ارشاد ہے کہ "قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ" کہہ دیجیئے کہ میرے اور تمہارے درمیان کافی ہے اللہ کی گواہی "يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ" وہ سب جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے" وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ "اور جو لوگ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کے لیئے کفر کرتے ہیں وہ ہی گھاٹا اٹھانے والے یعنی خسارے میں ہیں۔

آیتِ ھٰذا میں پہلی بات تو یہ واضح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے پر محیط ہے خواہ وہ آسمانوں میں ہو یا زمین میں، ظاہر یا پوشیدہ کچھ بھی، اس کے علم سے باہر نہیں۔ اس حقیقت کے حوالے سے ہی سرکار ﷺ کو یہ فرمانے کا حکم دیا گیا کہ میرے اور تمہارے درمیان جو معاملات ہیں وہ بھی اللہ کے علم سے باہر نہیں یعنی وہ سب دیکھ رہا ہے اور سُنتا اور جانتا ہے؛ چونکہ وہ پوری حقیقت کا ٹھیک ٹھیک علم رکھتا ہے۔ اسی لیئے اس اکیلے کی گواہی میرے اور تمہارے درمیان جو کچھ ہے اس کے لیئے کافی ہے اور جو لوگ اس کا یقین نہیں رکھتے یعنی باطل پرست ہیں اور اللہ کی ذات و صفات کا انکار کرنے والے ہیں وہ سخت خسارے میں ہیں یعنی اللہ کی نعمتوں سے محروم اور عذابِ حشر کے مستحق۔ یہ بڑے گھاٹے کی بات ہے۔

حکم نمبر ۷۴۵

اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو تو میری زمین بہت وسیع ہے؛ تم میری ہی عبادت کیا کرو۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْت	آیت نمبر ۵۶

ارشاد ہے کہ "يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾"

اے ایمان لانے والے میرے بندو میری زمین بہت وسیع ہے پس تم میری ہی عبادت کیا کرو۔۔۔ آیتِ ھٰذا میں بظاہر یہ لگتا ہے کہ جیسے دو مختلف باتیں ایسی بیان کی گئی ہیں جو بظاہر ایک دوسرے سے مربوط نظر نہیں آتیں، مگر غور کیا جائے تو پہلا مفہوم تو یہ ذہن میں آتا ہے کہ اللہ کی طرف سے عبادت کرنے کے لیئے کسی خاص جگہ کی پابندی نہیں بلکہ پورے کرۂ ارض پر جہاں بھی اہلِ ایمان ہوں ان کو ہر جگہ عبادت اللہ کی ہی کرنی ہے یعنی عبادت (نماز) کے لیئے اللہ کی وسیع زمین مسجد کا حکم رکھتی ہے۔

آیت ھٰذا کی شانِ نزول کے حوالے سے اگر سمجھنے کی کوشش کی جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اس میں درپردہ ہجرت کا حکم ہے کہ اگر اپنے وطن یا شہروں میں عبادت دشوار یا ناممکن ہو جائے تو اللہ کی زمین بہت وسیع ہے جہاں عبادت کرنی ممکن ہو وہاں چلے جاؤ۔ بعض شرحوں کے مطابق یہ آیت حبشہ کی ہجرت کرنے والوں کی تسلّی اور دل داری کے لیئے نازل کی گئی ہے کہ جب اہلِ مکہ نے مسلمانوں کو بہت تنگ کرنا شروع کیا تو ان میں سے ۸۰ یا ۸۳ گھرانے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے، مگر ان کو سرکار ﷺ اور دینی بھائیوں سے جدا ہونے کا بڑا قلق رہا۔ اس پس منظر میں ارشاد

ہوا کہ پوری زمین اللہ کی ہے اور یہاں قیام کسی جگہ بھی ہو، وطن میں یا وطن سے دور۔ اپنے مقام کو تو بالآخر چھوڑنا ہی ہے اس لیئے ہجرت پر غمزدہ ہوئے بغیر جہاں بھی رہو اللہ کی عبادت کرو کہ اس کی زمین بہت وسیع ہے۔

حکم نمبر ۷۴۶

اے رسول ﷺ! آپ ان کو بتادیجئے کہ تعریف اللہ کے ہی لیئے ہے مگر ان میں سے اکثر سمجھتے ہی نہیں۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْت	آیت نمبر ۶۳

اس آیت پاک میں بنیادی بات یہی بتائی گئی ہے کہ دراصل لائق حمد صرف اللہ کی ہی ذاتِ پاک ہے اور حمد کسی غیر کا حق نہیں، مگر یہ حقیقت لوگوں میں سے بہت سے نہیں سمجھتے حالانکہ وہ جانتے اور مانتے ہیں کہ نظامِ کائنات اللہ کے ہی حکم سے چل رہا ہے۔ اس کے ثبوت کے طور پر اگر آپ کافروں سے پوچھیں کہ آسمان سے پانی برسا کر خشک زمین کو سیراب کون کرتا ہے تو وہ یہی کہیں گے کہ اللہ کرتا ہے، مگر ان کی بدعقلی کہ وہ اللہ کے سوا غیروں کو لائق حمد و عبادت مانتے اور شرک کرتے ہیں۔ ارشاد ہے کہ "وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾"
اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان سے پانی کس نے برسایا اور اس سے زمین کے مردہ (خشک) ہو جانے کے بعد اس کو زندگی دی (سرسبز کیا) تو وہ یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔ ان کو بتادیجئے کہ

(پھر) لائقِ حمد اللہ ہی ہے۔(یا یہ کہ ان کے اس اعتراف پر الحمد للہ کہیئے)، مگر ان میں سے اکثر سمجھتے ہی نہیں ہیں یا عقل سے کام نہیں لیتے۔

حکم نمبر ۷۴۷

اللہ کی تسبیح کیا کرو شام کے وقت اور جب صبح ہو۔

سُوْرَةُ الرُّوْم آیت نمبر ۱۷

تسبیح کے لفظی معنیٰ پاکی بیان کرنے کے ہیں، مگر معنوی لحاظ سے یہ لفظ عبادت کرنے یا نماز پڑھنے یا اللہ کا ذکر کرنے اور اس کو یاد کرنے کے لیئے استعمال ہوتا ہے۔ حکم ہے کہ "**فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ** ﴿۱۷﴾" پاکی بیان کرو اللہ کی بوقتِ شام اور جب تم صبح کرو۔۔۔ یہاں اللہ کی پاکی صبح اور شام بیان کرنے کے یہ معنیٰ ہرگز نہیں ہیں کہ دوپہر، سہ پہر یا رات کو یاد نہ کرو۔ بلکہ صبح وشام کا محاورہ تو ہر وقت کے لیئے استعمال ہوتا ہے اور دیگر آیات میں نماز کے لیئے اوقات کا جو حوالہ ہے وہ دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصّوں اور بعد زوال بھی ہے؛ چنانچہ آیت ھٰذا میں صبح وشام کا تخصیصی حکم ایک طور پر فجر وعصر کی نمازوں کے لیئے خاص پابندی کا حکم تصور کیا جاسکتا ہے جس کی تصدیق کلام پاک کی دیگر آیات اور حدیث رسول ﷺ سے بھی ہوتی ہے۔ ویسے تو مومن کی شان یہ ہے کہ وہ ایک لمحہ کے لیئے بھی اللہ کو نہ بھولے، اپنی تمام مصروفیات کو تابع فرمان بنا کر ہی زندگی گزارے اور اللہ کو یاد رکھے جیسا کہ صاحبان طریقت بھی کہتے ہیں کہ "دست بہ کار دل بہ یار"۔۔۔ کہ دل کبھی بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو۔ تصوف وطریقت کی اصطلاح میں اسی کو "ذکرِ بالقلب" کہتے ہیں۔

حکم نمبر ۷۴۸

خود کو دین حنیف پر قائم رکھو اللہ کے دینِ فطرت پر، جس پر اس نے انسان کو بنایا ہے۔ اللہ کی خلق میں تبدیلی نہیں ہے، یہ ہی سیدھا رستہ ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

سُوْرَۃُ الرُّوْم	آیت نمبر ۳۰

ارشادِ باری ہے کہ "فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا" قائم رکھو اپنی ذات کو/ سیدھا رکھو اپنے رخ کو دینِ حنیف پر "فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا" اور اللہ کا دینِ فطرت وہی ہے جس پر اس نے لوگوں کو بنایا "لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ" اللہ کی بنائی ہوئی (فطرت) میں تبدیلی نہیں "ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ" کہ یہ قائم رہنے والا دینِ فطرت ہے "وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾" لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ آیت ھٰذا کے بنیادی مفہوم کی تشریح سرکار ﷺ کی حدث شریف سے ہوتی ہے "بخاری و مسلم" میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ "بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں، باپ اس کو بے دین کر دیتے ہیں۔"

اخذ یہ ہوتا ہے کہ اسلام میں جو احکام و عقائد بیان کیئے گئے ہیں انسان کی تخلیق بھی ان ہی کی مطابقت اور موافقت پر کی گئی ہے۔ اگر بعد ولادت انسان شیطانی اور نفسانی (نفس امّارہ کی) پیروی سے محفوظ رہے تو اس کا ہر عمل مطابق فطرت یعنی عینِ اسلام ہو گا، اس لیئے کہ اللہ کی بنائی

فطرت میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ حکم ہے کہ اپنے اِقتضائے خلق کے مطابق اللہ کے دین پر قائم رہو، مگر ساتھ ہی یہ بھی بیان فرمادیا گیا ہے کہ اکثر لوگ اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور جو سمجھتے ہیں وہ ہی ایمان لاکر داخلِ اسلام ہوتے ہیں جو اللہ کا فطری دین ہے۔

حکم نمبر ۷۴۹

رجوع کرو اللہ کی طرف، اسی سے ڈرو اور نماز قائم کرو اور نہ ہونا شرک کرنے والوں میں۔

سُوْرَةُ الرُّوْم	آیت نمبر ۳۱

ارشاد ہے کہ "مُنِيۡبِيۡنَ اِلَيۡهِ وَ اتَّقُوۡهُ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۙ﴿۳۱﴾" اسی کی طرف رجوع کرو اور اسی سے ڈرتے رہو اور نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ ہونا۔۔۔ آیتِ سابقہ میں اسلام یعنی دین فطرت پر قائم رہنے / دین حنیف کی طرف رخ کرنے کی جو ہدایت دی گئی تھی اس کی مختصر توضیح آیت ھٰذا میں ہے کہ اس کی طرف منیب ہو جاؤ منیب کے معنیٰ رجوع کرنے یا تائب ہونے کے ہیں اور اس کی شکل یہ ہے کہ اس کے لیئے یا اس کے عذاب سے ڈر کر ممنوعات کو ترک کرو اور گناہوں سے پرہیز کرتے رہو یعنی تقویٰ اختیار کرو، نماز کی پابندی کرو اور شرک کرنے سے دور رہو کہ یہ باتیں ہی دینِ فطرت کی اساس ہیں۔

- اول اللہ کی طرف رجوع کرنا تائب ہونا یعنی اس کو معبود واحد ولا شریک ماننا۔
- دوم گناہوں سے پرہیز کرکے عذاب سے ڈرنا اور تقویٰ اختیار کرنا۔
- سوم نماز کی پابندی کرنا۔
- چہارم شرک سے دور رہ کر مشرکین میں شامل نہ ہونا۔

یہ ہی سیدھا اور فطری راستہ یعنی دینِ حنیف ہے۔

حکم نمبر ۷۵۰

حق ادا کرتے رہو اقارب کا، محتاجوں کا اور مسافروں کا۔ یہ بہتر ہے ان لوگوں کے لیئے جو اللہ کی رضا مندی چاہتے ہیں اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

سُوْرَةُ الرُّوْم	آیت نمبر ۳۸

ارشاد ہے کہ "حق" ادا کرو اقارب کا اور مساکین و مسافرین کا کہ یہ (طریقہ) خیر ہے ان لوگوں کے لیئے جو چاہتے ہیں اللہ کی رضامندی اور یہی لوگ کامیاب (فلاح پانے والے) ہیں " فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ " آیت ھٰذا میں بنیادی اصولی بات یہ بتائی گئی ہے کہ اللہ کو راضی رکھنا یا اس کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کرنا سب سے بڑی خیر اور کامیابی کی بات ہے اور رضا حاصل کرنے کے لیئے مستحقین کو ان کا حق دیتے رہنا ضروری ہے خاص کر اپنے قریبی لوگوں یعنی رشتہ داروں کو، حاجت مندوں کو اور مسافروں کو اس حکم کے ذریعہ اللہ چاہتا ہے کہ وہ لوگ جن کے پاس ذرائع موجود ہیں وہ اپنا مال ان لوگوں پر بھی خرچ کریں جو اپنی حاجات کی تسکین کے ذرائع سے محروم ہیں۔ ایسے لوگوں کی مدد کرنے سے اللہ کی خوشنودی اور رضا مندی حاصل ہوتی ہے اور یہ حاصل ہو جانا بڑی کامیابی ہے یہاں ایک لفظ "حق" قابلِ غور ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ نے جن لوگوں

کی مدد اور حاجت روائی کا حکم دیا ہے ان پر خرچ کیا جانے والا "مال وزر" دراصل ان کا حق بنتا ہے جس کا ادا نہ کرنا حکم عدولی اور ادا کرنا موجبِ رضائے الٰہی اور ذریعہ فلاح و کامرانی ہے۔

حکم نمبر ۷۵۱

کہیئے لوگوں سے، اے رسول ﷺ! کہ سیر کرو زمین کی اور دیکھو کیسا انجام ہوا پہلے والے لوگوں کا جن میں اکثر شرک کرنے والے تھے۔

سُوْرَۃُ الرُّوْم	آیت نمبر ۴۲

آیتِ ھٰذا میں سرکار ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ آپ لوگوں سے کہیئے کہ ذرا زمین پر گھوم پھر کر یعنی سیر کر کے تباہ شدہ بستیوں کے آثار دیکھ کر عبرت حاصل کرو اور سمجھو کہ تم سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں ان کا انجام کیا ہوا ہے۔ ان کی کیسی تباہی ہوئی ہے یا ان پر کیسا عذاب نازل ہوا ہے اس بات پر کہ وہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک سمجھ کر ان کی پوجا کرتے تھے۔ یہ تنبیہ عبرت حاصل کرنے کے لیئے دراصل مشرکین کو کی گئی ہے۔

ارشاد ہے کہ "قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾" کہیئے سیر کرو زمین کی اور دیکھو انجام کیا ہوا پہلے والوں کا کہ ان میں سے اکثر شرک کرنے والے تھے۔

اسلامی احکام وہدایات میں ایک ناقابل معافی گناہ شرک ہے جس کے سبب وحدانیت کی نفی ہوتی ہے اور اس سب سے بڑی حقیقت کو جھٹلانے والے یعنی مشرکین دنیا وآخرت میں یعنی ہر دو جگہ ناکام ہیں جن کے لیئے دنیا میں بھی عذاب تھا اور آخرت میں بھی سخت عذاب ہے۔ دنیا میں مشرکوں پر جو عذاب نازل ہو چکا ہے اس کے آثار کہیں کہیں اب بھی موجود ہیں اور دورِ ہٰذا کے مشرکین کو زمین کی سیر کر کے دیکھنے کا مشورہ اسی لیئے ہے کہ شاید وہ عبرت حاصل کر کے تائب ہو جائیں اور سب سے بڑی حقیقت کو جھٹلانے کے شیطانی فریب سے باہر آسکیں۔ ویسے ہدایت تو اللہ کی ہی مرضی اور اختیار سے ہے۔

حکم نمبر ۷۵۲

قبل اس کے کہ اللہ کی طرف سے نہ ٹلنے والا وہ دن آجائے جب سب منتشر ہو جائیں گے۔۔۔ تم سیدھے رستے پر قائم رکھنے والے دین کی جانب اپنا رخ رکھو۔ اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔

سُوْرَۃُ الرُّوْم	آیت نمبر ۴۳

ارشاد ہے کہ " فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَىِٕذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ " قائم رکھو خود کو / یا اپنے رخ کو اس دین کی طرف جو (سچ اور سچائی پر قائم رکھنے والا) " دِيْنِ الْقَيِّمِ " ہے قبل اس کے کہ اللہ کی طرف سے وہ نہ ٹلنے والا دن (یوم قیامت) آجائے جب سب منتشر ہو جائیں گے۔

آیتِ ھٰذا میں لفظ "وَجْهَكَ" قابلِ تشریح ہے کہ یہ لفظ چہرے اور رخ کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اور ذات کے لیئے بھی، چنانچہ "فَاَقِمْ وَجْهَكَ" کے معنیٰ اکثر مترجمین نے یہ ہی لکھے ہیں کہ "اپنا رخ قائم رکھو"۔ مردا یہ ہی ہے کہ قائم رہو، پابند رہو یا سیدھا رکھو اپنے رخ کو دین "قَیِّمْ" کی طرف۔ دین "قَیِّمْ" سے مراد اسلام ہے اور "قَیِّمْ" کے لفظی معنیٰ راست، درست اور "راستی پر قائم رکھنے والے" کے ہیں قبل اس کے کہ اللہ کی طرف سے نہ ٹلنے والا دن آجائے یہاں دن کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ جب سب جدا جدا ہو جائیں گے یا منتشر ہو جائیں گے اسی لیئے شارحین نے اس کو یوم قیامت کہا ہے، مگر انفرادی حوالے سے نہ ٹلنے والا دن موت کا دن بھی ہے، مقصدِ بیان یہی ہے کہ زندگی بھر سختی سے اسلام پر قائم رہو اس کے احکام کے پابند مومن و متقّی بن کر زندگی گزارو۔

حکم نمبر ۷۵۳

دیکھو اللہ کی رحمت کے نشانات کہ وہ مری ہوئی خشک زمین کو کس طرح زندگی دیتا ہے۔ بے شک وہ ہی مرے ہوئے کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر شے پر اختیار رکھتا ہے۔

سُوْرَةُ الرُّوْم	آیت نمبر ۵۰

ارشاد ہے کہ "فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ" نظر ڈالو دیکھو اللہ کی رحمت کے نشانات (آثار) کی طرف کہ وہ کیسے زندگی بخشتا ہے زمین کو اس کے

مر جانے کے بعد۔۔۔" اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ۚ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۵۰﴾ " بے شک وہ ہی مرے ہوئے کو زندگی دیتا ہے۔۔۔اور اس کو ہر شئے پر قدرت (پورا اختیار) حاصل ہے۔

آیتِ ھٰذا میں زمین کے خشک ہو جانے کے بعد اس کو بارانِ رحمت سے پھر سر سبز و شاداب کر دینے کی تمثیل بیان کر کے اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنی قدرتِ کاملہ کی طرف متوجہ کر کے "مردے کو زندہ کرنے والا اپنے آپ کو بیان فرما کر "درپردہ حیات بعد الموت کے تصور اور عقیدے کو اپنانے اور قائم رکھنے کی تلقین فرماتا ہے کہ عقل ہوش سے کام لینے والے مرنے کے بعد زندہ ہونے پر یقین رکھیں۔روز قیامت حساب کتاب اور عذاب وسزا کا یقین رکھتے ہوئے ممنوعاتِ شریعہ سے پرہیز کریں یعنی ایمان بالآخرت اور تقویٰ کی طرف مائل ہو کر اپنے نفس وکردار کی اصلاح کر کے اہلِ ایمان اور فلاح پانے والے بن جائیں کہ یہ ہی اصلی کامرانی وکامیابی ہے۔

حکم نمبر ۷۵۴

اے رسول ﷺ آپ صبر فرمایئے۔ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ یہ بے یقین (بے ایمان لوگ اپنی حرکتوں سے) کہیں آپ کی برداشت کے پیمانے کو چھلکا نہ دیں(آپ کو خفیف / ہلکا نہ کر دیں)۔

سُوۡرَةُ الرُّوۡم	آیت نمبر ۶۰

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو برداشت و صبر کی تلقین فرمائی ہے بالخصوص اس حوالے سے کہ آپ کے ذریعہ اللہ کی وحی کی ہوئی نصیحت کو قبول کرنے کے بجائے ایمان و ایقان نہ رکھنے والے منکرین جو باتیں بناتے اور جو حرکتیں کرتے تھے وہ چڑا دینے اور مشتعل کر دینے والی حرکتیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے کہا کہ آپ ان کے ردّ عمل میں خود کو ہلکا یا بے برداشت اور بے صبر نہ ہونے دیجئے اپنے صبر و برداشت کو قائم رکھیئے اور اللہ کے وعدہ پر نظر رکھیں کہ اس نے آپ سے جو وعدے کیئے ہیں وہ ضرور پورے ہوں گے یعنی ایمان و اسلام والوں کو منکرین و مشرکین اور کفار پر ضرور غلبہ حاصل ہو گا اور فتح حق کی ہو گی۔ اپنے اس وعدے کی صداقت حقانیت کا حوالہ دے کر اپنے محبوب ﷺ کو صبر کی تلقین فرمائی ہے۔ یہ آیت سورۃ الرّوم کی آخری آیت ہے جس میں ارشاد ہے کہ "فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝٦٠" "صبر کیجئے؛ بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے۔ یقین نہ کرنے والے لوگ کہیں آپ کی سُبکی کا موجب نہ ہو جائیں۔

حکم نمبر ۷۵۵

اللہ کی آیات سنائے جانے پر اکڑ کر منہ پھیر لینے والے کو دردناک عذاب کی بشارت دینے کا حکم۔

سُوْرَةُ لُقْمٰن	آیت نمبر ۷

ارشاد ہے کہ "وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْۤ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٧" "جب اس کے سامنے ہماری آیات پڑھ کر سنائی جاتی

ہیں تو وہ منہ موڑ لیتا ہے تکبر کے ساتھ کہ جیسے اس نے سنا ہی نہیں گویا کہ اس کے کانوں میں بہرہ پن ہے سو ایسے کو دردناک عذاب کی بشارت دے دیجیے (اے رسول ﷺ)

آیت ھٰذا میں مغرور و متکبر منکرین کے انداز کبر و گمرہی کی تصویر کشی کی گئی ہے کہ ایسا پکا گمراہ جو ہماری آیات سن کر لاپرواہی اور گھمنڈ کا مظاہرہ کرتا ہے جیسے کہ وہ آیات کی تحقیر کر رہا ہو تو ایسے گمراہ منکر فرد کا انجام آخرت کا دردناک عذاب ہے۔ اور سرکار ﷺ سے ارشاد ہوا کہ آپ اتمامِ حجت کے طور پر اس کو آخرت میں ملنے والے عذاب سے باخبر کر دیں۔

حکم نمبر ۷۵۶

ہر مخلوق اللہ کی ہے۔ اگر اللہ کے علاوہ ان (جھوٹے) معبودوں نے کچھ تخلیق کیا ہے تو مجھ کو دکھاؤ۔ سچ یہ ہے کہ یہ ظالم (مُشرک) کھلی گمرہی میں مبتلا ہیں۔

سُوْرَۃُ لُقْمٰن	آیت نمبر ۱۱

آیت ھٰذا میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ ایسے گھڑے ہوئے معبودوں کی عبادت کرنے والے کھلی گمرہی میں مبتلا ہیں جو یہ دیکھنے کے باوجود کہ ان کے بنائے ہوئے معبود نہ کچھ تخلیق کر سکے ہیں اور نہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں پھر بھی یہ ان کی ہی عبادت کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ بھی تخلیق ہوا ہے وہ سب اللہ واحد و لاشریک نے تخلیق کیا ہے۔ ارشاد ہے کہ آسمان و زمین و نباتات وحیوانات، پہاڑ اور بارش یہ سب اللہ کی تخلیقات ہیں۔" هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ

مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ؑ۱۱ "سب مخلوق اللہ کی ہے اگر اللہ کے سوا جو ہیں انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے تو مجھے دکھاؤ۔ حق تو یہ ہے کہ یہ ظالم کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

حکم نمبر ۷۵۷

شریک نہ کرنا، اے میرے بیٹے کسی کو بھی اللہ کے ساتھ کہ شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔ نصیحت کی لقمان نے اپنے بیٹے کو

سُوْرَةُ لُقْمٰن — آیت نمبر ۱۳

آیت ھٰذا میں وہ حکم دوہرایا گیا ہے جو لقمان کے ذریعہ ان کے بیٹے کو بطور نصیحت دیا گیا تھا۔ اس میں شرک نہ کرنے کی تنبیہ کے ساتھ یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا یا سمجھنا بہت بڑا ظلم اور گمراہی ہے کہ اللہ کی ذاتِ پاک تو واحد و لاشریک ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ یَعِظُهٗ" اور کہا لقمان نے اپنے بیٹے سے نصیحت کرتے ہوئے "یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۱۳" اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ بے شک شرک بہت ہی بڑا ظلم ہے۔

حکم نمبر ۷۵۸

اور ہم نے انسان کو وصیّت کی کہ شکر گزار رہے وہ میرا اور اپنے والدین کا کہ اس کی ماں اس کا بوجھ اٹھائے پھرتی ہے اور کمزوری پر

کمزوری اٹھا کر دو سال اس کو دودھ پلاتی ہے۔ آخر کار سب کو میرے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔

سُوْرَةُ لُقْمٰن آیت نمبر ۱۴

آیت ھٰذا میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیئے گئے اس حکم یا وصیّت کو بیان فرمایا ہے کہ اس کو اللہ کا اور اپنے والدین کا شکر گزار رہنا چاہیئے کہ اس کی والدہ نے کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے اس کا بوجھ اٹھایا یعنی نوماہ تک اپنے شکم میں رکھا پھر دو سال تک اس کو دودھ پلایا (اور اس کے ساتھ ہی اس کے والد نے اس کی کفالت کی)۔ والدین کے یہ احسانات بیان کر کے اپنی شکر گزاری کے ساتھ والدین کی شکر گزاری کا حکم دے کر حقوقِ والدین کی اہمیت واضح کی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی یاد دلایا ہے کہ اگر ایسا نہ کیا یا اس میں کوتاہی کی تو یاد رہنا چاہیئے کہ بالآخر اس کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے جہاں اس کو تعمیل احکام کا نیک بدل اور خلاف ورزی کی سزا دی جائے گی۔ ارشاد ہے کہ ”وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾“ اور ہم نے وصیت کی انسان کو والدین کے لیئے کہ اس کی ماں کمزوری پر کمزوری کے باوجود اس کا بوجھ لیئے رہی اور دو سال تک اس کو دودھ پلایا (دو سال بعد چھڑوایا) حق مان اور شکر کر میرا اور اپنے والدین کا۔ آخر میرے ہی پاس واپس آنا ہے۔

حکم نمبر ۷۵۹

والدین اگر شرک کا حکم دیں تو ان کی بات نہ ماننے، مگر دنیاوی معاملات میں حسن سلوک کا حکم، نیز اس کی (رسول پاک ﷺ یا ان کے تابعین کی) اتباع کا حکم جو اللہ کی طرف رجوع کروائے۔

سُوْرَةُ لُقْمٰن	آیت نمبر ۱۵

آیت سابقہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی شکر گزاری کے ساتھ والدین کی شکر گزاری اور حسن سلوک کا حکم دیا تھا اور آیت ھٰذا میں اسی حکم کی توثیق کے ساتھ ایک استثنا بھی بیان کی ہے وہ یہ کہ اگر والدین کسی کو اللہ کا شریک بنانے کا حکم دیں تو اس کی تعمیل نہ کی جائے البتہ دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ حسن سلوک جاری رکھا جائے۔ ساتھ ہی اس کی اتباع کی تاکید ہے جو اللہ کی طرف رجوع ہونے کا حکم دے۔ یہ اشارہ رسول ﷺ پاک اور آپ کے نائبین، اولیا اور علماء کے احکام شرعیہ کی تعمیل کے لیئے ہے۔ یہاں لفظ احکام شرعیہ کا اضافہ یا استعمال نائبین کے حوالے سے راقم نے کیا ہے، مگر جہاں تک رسول پاک ﷺ کی اتباع کا تعلق ہے تو وہ جملہ احکام پر بسیط ہے کہ آپ کی غیر مشروط اطاعت لازم کی گئی ہے۔ آیت ھٰذا میں ارشاد ہے کہ "وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۖ وَّ اتَّبِـعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾" اور اگر وہ (والدین) زور دیں میرے ساتھ اس کو شریک کرنے کا جس کا تجھ کو علم (حکم) نہیں دیا گیا تو ان کی بات نہ ماننا البتہ دنیاوی معاملات میں ان سے حسن سلوک جاری

رکھنا اور اس کے (ان کے) راستے کی پیروی کرنا جو میری طرف رجوع کرے۔ تم کو میری ہی طرف واپس ہونا ہے جہاں میں تم کو بتادوں گا کہ تم دنیا میں کیا کرتے رہے ہو۔۔۔" وَّاتَّبِعۡ سَبِيۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ" اس حکم کا اطلاق ان والدین کے حوالے سے بھی ہو سکتا ہے جو بچہ کو اللہ کی راہ پر چلنے کی تلقین کریں یعنی شرک کا حکم دینے والے نہ ہوں جن کے حکم ماننے سے روکا گیا ہے مراد یہ کہ اگر والدین شرک کا حکم دینے والے نہ ہوں اور اللہ کے راستے کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیں تو ان کی پیروی بھی ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصّواب۔

حکم نمبر ۷۶۰

شرک نہ کرنے کی ہدایت کے بعد اپنے بیٹے کو حضرت لقمان کی دیگر اہم نصیحتیں۔

سُوۡرَةُ لُقۡمٰن — آیت نمبر ۱۷ تا ۱۹

سورۂ ھٰذا کی آیت نمبر ۱۳ میں جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو ہرگز شریک نہ کرنا کہ یہ بڑا ظلم ہے اس کے بعد آیات نمبر ۱۴ تا ۱۵ میں اللہ تعالیٰ نے شرک کے علاوہ دیگر معاملات میں والدین کی فرماں برداری اور دنیاوی معاملات میں حسنِ سلوک کی ہدایات دی ہیں ان کے بعد پھر آیاتِ محوّلہ بالا میں حضرت لقمان کی دیگر نصیحتیں بیان کی گئی ہیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھیں۔ ان سے پہلے آیت نمبر ۱۶ میں حضرت لقمان نے اللہ تعالیٰ کے باخبر اور باریک بین ہونے کی صفات بیان کرتے ہوئے وضاحت کی ہے کہ اگر کوئی رائی کے دانہ کے برابر بھی کسی چٹان میں یا آسمان یا زمین میں کہیں بھی کوئی چیز چھپی

ہوئی ہو تو اللہ اس کو بھی نکال لے گا۔ بے شک اللہ بڑا باخبر اور باریک بین ہے اس کے بعد آیات نمبر ۱۷ تا ۱۹ میں وہ ہدایات و نصائح ہیں جو آپ نے اپنے بیٹے کو بیان کیں یعنی یہ کہ اے بیٹے۔۔۔

- نماز پابندی سے ادا کرتے رہنا
- اچھی باتوں کا حکم دینا
- بُری باتوں سے روکنا
- مصیبت میں صبر کرنا
- لوگوں کے سامنے غرور سے منہ نہ پُھلانا
- زمین پر اکڑ کر نہ چلنا
- چال میں میانہ روی اختیار کرنا
- اور اپنی آواز کو پست رکھنا

ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ اللہ غرور و تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور چیخ کر بولنا بھی اچھی بات نہیں ہے کہ گدھے کی اونچی آواز سب آوازوں سے زیادہ بُری ہے۔

ارشاد ہے کہ "یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۚ﴿۱۷﴾" اے بیٹے! نماز قائم کرو۔۔۔۔ اور نیک کام کرنے کی ہدایت دو۔۔۔۔ برے کاموں سے روکو۔۔۔۔ اور مصیبت میں صبر کرو۔۔۔۔ بے شک یہ بڑی ہمت و حوصلے والے کام ہیں۔۔۔" وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۚ﴿۱۸﴾" اور لوگوں سے (بات کرتے ہوئے) منہ نہ پُھلا (غرور کے ساتھ)۔۔۔ اور زمین پر اکڑ کے نہ چل۔۔۔ کہ اللہ خود پسند اور فخر کرنے والوں

کو پسند نہیں فرماتا ہے۔" وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ۟۱۹" اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔۔۔۔اور اپنی آواز پست رکھ (چیخ کر بات نہ کر کہ زور والی آواز) بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی ہے۔

حکم نمبر ۷۶۱

اگر آپ، اے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان سے / کافروں سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے تخلیق کیا ہے تو یہی کہیں گے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے۔۔۔۔ آپ کہیئے الحمدللہ مگر ان میں سے اکثر سمجھتے نہیں۔

سُوْرَةُ لُقْمٰن	آیت نمبر ۲۵

ارشاد ہے کہ "وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ" اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے تخلیق کیا تو وہ کہیں گے اللہ نے۔۔۔۔" قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ" آپ کہیئے کہ الْحَمْدُ لِلّٰهِ۔۔۔۔"" بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۟۲۵ بلکہ ان میں سے اکثر علم نہیں رکھتے۔

آیت ھٰذا میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ انکار کرنے والے کافر بھی یہ بات تو مانتے ہیں یا اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ ہی ہے، مگر ان میں سے اکثر ناسمجھ یا بے علم ہیں (جاہل و گمراہ)۔

حکم نمبر ۷۶۲

لوگوں کو اپنے رب کی نافرمانی سے بچنے اور اس دن کا خوف کرنے کا حکم جب کوئی باپ بیٹے کے نہ بیٹا باپ کے کام آئے گا؛ نیز دنیاوی زندگی کے دھوکے سے بچنے کی تنبیہ۔

سُوْرَةُ لُقْمٰن	آیت نمبر ۳۳

ارشاد ہے کہ " یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ٙ وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ "اے لوگو تقویٰ کرو اپنے رب کے لیئے اور ڈرو اس دن سے جب کوئی باپ کسی بیٹے کے کام نہ آئے گا اور نہ ہی بیٹا باپ کے کام آئے گا ذرا بھی۔ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ تم کو دنیاوی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور اللہ کی طرف تم کو دھوکے میں نہ ڈالے دھوکہ باز (شیطان)۔

آیتِ ھٰذا سے پہلی بات تو یہ واضح ہوتی ہے کہ تقویٰ اور خشیت دو مختلف باتیں ہیں خشیت کے کھلے اور واضح معنیٰ ڈرنے کے ہیں جس کا حکم روزِ حشر کی نسبت سے ہے کہ جب اللہ کے سوا کوئی کسی کا مددگار نہ ہوسکے اور تقویٰ اللہ کے لیئے ہے جس کا بالعموم اردو ترجمہ مترجمین نے "ڈرنا" ہی کیا ہے جبکہ تقویٰ خشیت سے وسیع تر اور مختلف مفہوم کا حامل ہے جس کے معنی گناہوں، برائیوں اور ممنوعات سے پرہیز و گریز اور ترک کے ہیں اور "و اتَّقُوْا رَبَّكُمْ" یا "و اتَّقُوا اللّٰهِ" کے معنیٰ اپنے رب یا اللہ کی خوشنودی ورضا حاصل کرنے کے لیئے اس کی فرماں برداری یا ممنوعات

سے پرہیز کرنے کے ہیں۔ آیت ھٰذا میں یوم حشر سے ڈرنے اور رب کے لیئے یا اس کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیئے گناہوں سے بچنے اور نیک کام یعنی تعمیل احکام کی ہدایت ہے۔ ساتھ یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ دنیاوی زندگی کی عارضی راحتوں اور لذتوں کے دھوکے میں آکر انسان اللہ کے وعدے کو بھلانے سے دور رہے۔ایسا نہ ہو کہ شیطان اس کو دنیاوی زندگی کی لذّتوں کا دھوکہ دے کر اللہ سے دور کر دے۔

حکم نمبر ۷۶۳

اے رسول ﷺ! بتادیجیئے ان کو کہ تم پر جو موت کا فرشتہ مقرر ہے جب تمہاری جان نکال لے گا(وفات دے گا) تو پھر تم اپنے رب کی ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

سُوْرَةُ السَّجْدَة	آیت نمبر ۱۱

ارشاد ہے کہ "قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱" کہیئے مارے گا تم کو(وفات دے گا جان نکالے گا تمہاری) موت کا فرشتہ جو مقرر ہے تم پر۔پھر تم لوٹائے جاؤ گے اپنے رب کی طرف۔

آیت ھٰذا میں سرکار ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ آپ فرمادیجیئے/ بتادیجیئے/ مطلع کردیجیئے تمام لوگوں کو کہ تم میں سے ہر ایک کی موت کا فرشتہ مقرر ہے جو اللہ کے حکم سے وقت مقررہ پر تمہاری روح قبض کرلے گا اور یہ کہ (تم ختم نہیں ہو جاؤ گے موت کے ساتھ) تم کو اللہ کے پاس

واپس لوٹایا جائے گا اور وہاں تمہارے اعمال کا حساب اور اس کی جزا و سزا ہوگی۔ اس دن گنہگار شرمندگی سے اپنے رب کے آگے سر جھکائے حاضر ہوں گے۔

حکم نمبر ۷٦۴

اور ہم نے موسیٰ علیہ السّلام کو کتاب دی تھی۔ تم اس کے ملنے پر شک نہ کرنا کہ ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لیئے ہدایت بنایا تھا۔

سُوْرَۃُ السَّجْدَۃ	آیت نمبر ۲۳

آیت ھٰذا میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر نازل کی ہوئی کتاب الٰہی پر شک نہ کرنے، بلکہ ایمان ویقین رکھنے کا حکم ہے اور یہ بھی وضاحت ہے کہ اس کتاب کو حضرت یعقوب علیہ السّلام کی اولاد یعنی بنی اسرائیل کے لیئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا تھا۔ ارشاد ہے کہ ”وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآىِٕهٖ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۚ﴿۲۳﴾“ اور بے شک دی موسیٰ علیہ السّلام کو ہم نے کتاب اور نہ پڑنا تم شک میں اس کی طرف سے کہ ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لیئے ہدایت بنایا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر نازل کی ہوئی تورات پر ایمان رکھنا ہر مسلمان کے لیئے ضروری ہے مگر اس کے اور قرآن حکیم کے درمیان دو فرق ملحوظ رکھنے ضروری ہیں پہلا فرق تو یہ ہے کہ تورات بنی اسرائیل کے لیئے ہدایت تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر نازل ہوئی تھی اور قرآن حکیم پوری انسانیت بلکہ ثقلین کے لیئے موجب ہدایت ہے جو رحمۃ للعالمین پر نازل ہوا۔۔۔ ایک فرق یہ بھی

ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ تورات پوری کتاب ایک ساتھ نازل کی گئی تھی اور قرآنِ حکیم آیات بر آیات حسب ضرورت مکہ اور مدینہ میں "اِقْرَأْ سے "وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ "تک نازل ہوتا رہا جس کی ترتیب تنزیل وترتیب تلاوت جدا ہے۔ ترتیبِ تلاوت "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے وَالنَّاسِ "تک ہے۔

حکم نمبر ۷٦۵

اے رسول ﷺ! بتادیجیئے ان کو کہ کفر کرنے والوں کو یومِ حشر ان کا ایمان لانا بالکل مفید نہیں ہو گا اور ان کو مہلت بھی نہیں دی جائے گی۔

سُوْرَةُ السَّجْدَة	آیت نمبر ۲۹

ارشاد ہے کہ "قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝٢٩ " بتادیجیئے / کہہ دیجیئے فیصلے کے دن ان لوگوں کو فائدہ نہ دے گا ایمان لانا جنہوں نے کفر کیا، اور نہ ان کو مہلت ہی ملے گی۔۔۔۔

آیت ھٰذا میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ دراصل ایمان لانا تو حقیقی معنیٰ میں سرکار ﷺ کے ارشاد و حکم کو تسلیم کرنا ہے، جو اہلِ ایمان کے لیئے اس دنیا میں بھی مفید ہے اور آخرت میں بھی مگر یومِ حشر جب سب پر حقیقت کھول دی جائے گی اس قت ایمان لانا تسلیم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی کفر کرنے والوں کو مہلت دی جائے گی۔ حق تو یہ ہے جیسا کہ سورۃ البقر کے آغاز میں بیان کیا گیا ہے کہ ہدایت تو ان کے ہی لیئے جو بغیر دیکھئے ایمان لائے۔ "ایمان بالغیب"۔

حکم نمبر ۷۶۶

اے رسول ﷺ !آپ ان سے بے رخی اختیار فرمائیں اور انتظار کریں، وہ بھی منتظر ہیں۔

سُوْرَةُ السَّجْدَة	آیت نمبر ۳۰

یہ سورۂ سجدہ کی آخری آیت ہے جس میں سرکار ﷺ سے فرمایا گیا کہ اے رسول ﷺ آپ حق رسالت ادا کر چکے یعنی آپ نے ان کو پیامِ حق بھی پہنچادیا اور یوم حشر کے عذاب سے مطلع بھی کر دیا۔ اب اگر یہ راہِ راست پر نہیں آتے تو آپ نہ غمگین ہوں اور نہ وقت برباد کریں کہ یہ تو حشر دیکھنے کے بعد ہی سمجھیں گے۔ آپ ان کی طرف سے منہ پھیر لیجئے اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ آپ بھی انتظار کیجئے اللہ کا وعدہ پورا ہونے کا اور وہ بھی انتظار کریں۔ ارشاد ہے کہ "فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ انْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۝۳۰" اور آپ ان کی طرف سے منہ پھیر لیں اور انتظار کریں وہ بھی منتظر ہیں۔

حکم نمبر ۷۶۷

اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اللہ کے لیئے پرہیز گاری اختیار کیجیئے اور کافروں اور منافقوں کے کہنے میں نہ آیئے۔ بے شک اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا صاحبِ حکمت ہے۔

سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ا

یہ آیت پاک سورۂ احزاب کی پہلی آیت ہے اور مدینۂ منورہ میں نازل ہوئی اس کی شانِ نزول یہ ہے کہ جنگ احد کے بعد ابو سفیان، عکرمہ بن ابو جہل اور ابولاسود تین کافروں کے سردار، مدینہ میں منافقین کے سربراہ عبد اللہ ابن اُبی کے گھر مہمان ہوئے اور سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے امان طلب کر کے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس بات پر مفاہمت چاہی کہ مسلمان ان کے بتوں کو اور ان کی پرستش کو برا نہ کہیں اور کفار اللہ اور رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیئے کوئی بری بات نہ کہیں۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ بات ناپسند آئی اور بعض مسلمانوں نے ان کو قتل کرنا چاہا، مگر سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ کہہ کر روک دیا کہ میں ان کو امان دے چکا ہوں البتہ ان کو مدینہ سے نکال دینے کا حکم دیا جس کی تعمیل حضرت عمرؓ نے فرمائی۔ یہ آیت پاک اسی حوالے سے نازل ہوئی کہ اے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ کافروں اور منافقوں کی بات ہر گز نہ مانیئے اور اللہ کے لیئے پرہیز گاری اختیار فرمایئے "یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًاۙ۝۱" اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پرہیز گاری اختیار فرمایئے اللہ کے لیئے اور کافروں اور منافقوں کے کہنے میں نہ آیئے۔ بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے اور سمجھنے والا "علیم وحکیم" صاحب علم وحکمت ہے۔

آیتِ ھٰذا میں "اتَّقِ اللّٰہَ" کا روایتی ترجمہ بعض بلکہ اکثر مترجمین نے یہ کیا ہے کہ اللہ سے ڈرایئے۔۔۔ تقویٰ کے حقیقی معنیٰ اللہ کے لیئے برائی سے اپنے نفس کی حفاظت کرنا ہے اور نبی / رسول کا کام تو لوگوں کو کافروں اور مشرکوں کو عذابِ حشر و آخرت سے ڈرانا اور مومنین کو اچھے بدلے کی خوشخبری سنانا ہے۔ ویسے جہاں تک اللہ سے ڈرنے کی بات ہے تو سرکار نے تو خود فرمایا کہ "میں تم سب لوگوں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں"۔۔۔ تو جہاں سرکار سے مخاطبت کر کے ڈرنے کے لیئے کہا گیا ہے وہ حکم دراصل سرکار ﷺ کی وساطت سے امّت کے لیئے ہے، ورنہ حقیقی خوف اور ڈر کے لیئے قرآنی اصطلاحات "خوف اور خشیّت ہیں" اور ان دونوں میں بھی نازک سا فرق ہے کہ "خوف" عام ہے اور خشیت "اللہ کے لیئے ایمان کے حوالے سے "ڈر یا خوف ہے خاص کر عذاب کا خوف۔

حکم نمبر ۷۶۸

اے رسول ﷺ آپ اس کی پیروی فرمائیں جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے وحی کی جائے۔ بے شک اللہ ان تمام کاموں کی خبر رکھتا ہے (اے لوگو!) جو کچھ تم کرتے ہو۔

سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ۲

آیت سابقہ میں سرکار ﷺ کو (اور ان کی مخاطبت کے ساتھ پوری امّت کو) تقویٰ اور پرہیز گاری جاری رکھنے، نیز کفّار و منافقین کے کہنے میں نہ آنے کی ہدایت کی گئی تھی اور اسی تسلسل

میں ارشاد ہے کہ "وَّ اتَّبِعۡ مَا یُوۡحٰۤی اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا ۙ﴿۲﴾"
اور آپ اتباع فرمایئے اس کی جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر وحی کیا جائے۔ بے شک اللہ اس سب کی خبر رکھتا ہے جو کچھ تم لوگ کرتے ہو۔

آیت ھٰذا میں سرکار ﷺ کو وحی کے مطابق ہدایات دینے، عمل کرنے اور فیصلے کرنے کے لیئے کہا گیا ہے اور ساتھ ہی فرمایا گیا ہے کہ اللہ سب کے اعمال کی پوری پوری خبر رکھتا ہے۔

حکم نمبر ۷۶۹

اے رسول ﷺ! آپ اللہ پر توکل فرمایئے؛ وہ ہی آپ کی وکالت کے لیئے کافی ہے۔

سُوۡرَۃُ الۡاَحۡزَاب	آیت نمبر ۳

سابقہ دونوں آیات میں سرکار ﷺ کو پرہیز گاری جاری رکھنے، کافروں اور منافقوں کی بات نہ ماننے اور رب کی طرف سے کی جانے والی وَحِی کی پیروی کرنے کی ہدایات کے بعد آیت ھٰذا میں اللہ پر بھروسہ رکھنے کی تلقین کے ساتھ یہ فرما کر سرکار ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ کے تمام کام بنانے والا اور آپ کی وکالت کے لیئے اللہ کافی ہے۔ آیات سابقہ کے تسلسل میں ہی ارشاد ہے کہ "وَّ تَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیۡلًا ﴿۳﴾" اے رسول ﷺ اللہ پر توکل کیجیئے اور اللہ آپ کی وکالت کے لیئے کافی ہے۔ توکل کے اردو معنیٰ بھروسہ کے بیان کیئے جاتے ہیں جبکہ توکل کے معنیٰ تعمیلِ حکم کے بعد نتیجہ کو اللہ پر چھوڑ کر مطمئن ہو جانے کے ہیں کہ جو کچھ اس کی طرف سے ہوتا ہے وہ ہی بہترین ہے۔

حکم نمبر ۷۷۰

پکارو اپنے منہ بولے بیٹوں کو ان کے والد کی نسبت سے یہ بات اللہ کے نزدیک زیادہ بہتر ہے اور اگر تم ان کے والدوں سے واقف نہیں ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اگر بھول چوک سے کوئی بات تمہاری زبان سے نکل جائے تو کوئی گناہ نہیں۔ گناہ تو عمداً کرنے سے ہے اور اللہ تو در گزر کرنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ۵

آیت ھٰذا میں منہ بولے بیٹوں کو ان کی اصلی ولدیت کی نسبت سے پکارنے یا جاننے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ بات اسلامی اخلاق کی بنیادی روح ہے کہ معاشرے میں نامعلوم ولدیت والے لوگ نہ ہوں بلکہ ہر شخص کی شناخت اس کے والد کی نسبت سے ہو سکے جس سے صحیح شجرہ معلوم ہو۔ اسی لیئے نکاح کے اعلان کا حکم ہے اسلامی اخلاقی نظام میں تمام انسانی مراعات کا مستحق ہونے کے باوجود ولد الدانا نجیب الطرفین بچہ کا ہمسر نہیں ہو سکتا اسی ابہام کو دور کرنے کے لیئے حکم دیا گیا ہے کہ "اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ مَوَالِيْكُمْ ؕ وَ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَ لٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵ "پکارو ان کو (اپنے منہ بولے بیٹوں کو) ان کے باپ کی نسبت (ولدیت سے) سے کہ یہ اللہ کے نزدیک پکی بات ہے اور اگر تم کو ان کے باپ کا نام معلوم

نہیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں (ان کو دینی بھائی سمجھو) اور رفیق و موالی ہیں اور اگر تمہاری زبان سے بھول چوک میں کوئی بات (غلط) نکل جائے تو اس کا تم پر کوئی گناہ نہیں کہ گناہ تو وہ ہے جو دل کے ارادہ سے دانستہ کیا جائے اور اللہ تو بے شک بڑا ہی بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے یعنی وہ نادانستہ ہو جانے والے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور رحم کرتا ہے۔

حکم نمبر ۱۷۷

اے ایمان لانے والے لوگو! اللہ کے اس احسان / رحمت کو یاد کرو جس سے اس نے تم کو اس وقت نوازا جب تم پر دشمن کے لشکر چڑھ آئے تھے تو اللہ نے ان پر آندھی اور وہ لشکر نازل فرمائے جو تم کو نظر نہیں آئے تھے اور اللہ تمہارے سارے اعمال دیکھ رہا تھا (دیکھتا ہے)

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ۹

آیت ھٰذا میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اپنی رحمت و احسان فرمانے کا وہ وقت یاد دلایا ہے جب غزوۂ خندق کے موقع پر کفّار کے لشکر مدینۂ منورہ پر حملہ کرنے کے لیئے چڑھ آئے تھے اور مسلمانوں کی تعداد اور طاقت ان کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ اس وقت اللہ نے اس طرح مومنین کی مدد فرمائی کہ کافروں کے لشکر پر ہوا کے جھکڑ اور فرشتوں کے لشکر نازل فرما دیئے جن

کے سبب دشمن تباہ و برباد ہوئے اور مومنین پر سے مصیبت ٹال دی گئی۔ ارشاد ہے کہ "يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۟ۚ" اے ایمان والو یاد کرو اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو کہ جب تم پر (دشمنوں کے) لشکر چڑھ آئے تھے تو اللہ نے ان پر ہوا کے جھکڑ اور وہ لشکر نازل کر دیئے جو تم کو نظر نہیں آتے تھے اور اللہ تمہارے کیئے ہوئے کام دیکھ رہا تھا۔

یہ آیت پاک اللہ کے احسانات کو یاد رکھنے اور ان پر شکر گزاری کا درس دیتی ہے جس کی ایک مثال بارہ ہزار افواج کے لشکر کی پسپائی ہے تین ہزار سے بھی کم اہلِ ایمان کے مقابلے میں جب فرشتوں کے لشکر اور آندھی بھیج کر اللہ نے مسلمانوں کی مدد کی تھی یہ اشارہ غزوہ خندق کی طرف ہے جسے جنگ احزاب بھی کہتے ہیں۔ (اسی طرح مدد غزوۂ بدر میں بھی فرمائی گئی تھی۔)

حکم نمبر ۲۷۷

اے رسول ﷺ ان سے کہہ دیجیئے کہ ہرگز تم کو بھاگنے یا فرار ہونے سے فائدہ نہ ہوگا اگر تم موت سے یا قتل سے بچ کر بھاگو گے ذرا بھی متمتع نہ ہو سکو گے۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب — آیت نمبر ۱۶

اس آیت پاک میں رسول پاک ﷺ سے ارشاد کیا گیا ہے کہ جو لوگ موت یا قتل کے ڈر سے جان بچانے کے لیئے جہاد سے فرار اختیار کریں گے وہ ہرگز کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔

ان کو بتا دیجئے، اے رسول! یہ اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جو خود کو مسلمان ظاہر کرتے تھے مگر غزوۂ خندق کے موقع پر جان بچانے کے لیئے اپنے خالی پڑے ہوئے گھروں کی حفاظت کا بہانہ کر کے میدانِ جنگ سے منہ موڑنا چاہتے تھے یا فرار اختیار کر رہے تھے۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٦﴾" کہہ دیجئے تم کو فرار نفع نہ دے گا اگر تم بھاگو کے موت یا قتل ہونے سے اور تم کو سوائے معمولی سے تمتع کے کچھ نہ ملے گا۔۔۔ چند دن مزید زندہ رہ جانا کوئی فائدے کی بات نہیں۔ آج نہیں تو کل موت تو آنی ہے اس لیئے چند دن کی زندگی آخرت کی دائمی زندگی اور اس کی فلاح سے ہرگز بہتر نہیں ہو سکتی۔ یہ فرمانے کا حکم ایک طور سے منافقین سے اتمام حجت اور مومنین کے لیئے موجب تسکین وہدایت تھا اور آج بھی ہے۔

حکم نمبر ۳۷۷

اے رسول ﷺ ان سے کہہ دیجئے یا پوچھئے کہ اگر اللہ تمہارے ساتھ کوئی خرابی کرنا چاہے یا تم پر اپنی رحمت کرنا چاہے تو کیا ہے کوئی تم کو اس سے بچانے والا؟۔ یہ لوگ اللہ کے سوا کسی کو مددگار یا حمایتی نہیں پا سکتے۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ۱۷

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ کے مقتدر اعلیٰ ہونے اور اس کی راہ میں کسی کے مانع یا حائل نہ ہونے کی خبر دی گئی ہے اور رسول پاک ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ "قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ

يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ" اے رسول! ان سے کہیئے / یاان کو بتادیجیئے / یاان سے پوچھیئے کہ کون ہے تم کو بچانے والا اللہ سے اگر تمہارے لیئے کسی خرابی کا وہ ارادہ کرے یا تم کو رحمت سے نوازے" وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾" وہ لوگ نہیں پائیں گے اللہ کو چھوڑ کر کسی کو اپنا مددگار اور حمایتی۔

حکم نمبر ۴۷۷

تم میں سے جو اللہ سے امید رکھتا ہے اور یومِ آخرت پر یقین رکھنے والا ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے اس کے لیئے رسول اللہ کا اسوۂ حسنہ بہترین ہے۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ۲۱

آیت ھٰذا میں مومنین و متقین کو بتایا گیا ہے کہ ان کے لیئے حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ کی احادیث افعال اعمال اور ہدایت اتباع کے لیئے بہترین نمونہ ہیں اور مومنین و متقین کی تین خصوصیات بطور خاص بیان فرمائی گئی ہیں اول یہ کہ وہ اللہ کے فضل کرم و رحمت کی امید رکھتے ہوں۔ یوم آخرت پر یقین کامل ہو۔ اور سوم یہ کہ وہ اٹھتے بیٹھتے صبح و شام اللہ کو کثرت سے یاد کرتے ہوں۔ یعنی پابند ذکر و صلوٰۃ ہو۔ ارشاد ہے کہ " لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ ؕ" بے شک تمہارے لیئے اللہ کے رسول ﷺ کی مثال یا نمونہ موجود ہے اس کے لیئے جو امید (کرم و فضل و رحمت) رکھے اللہ اور یوم آخر کی (آخرت میں بھی) اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا رہے۔ بظاہر یہ ایک اصول

بیان کیا گیا ہے مگر در پردہ حکم ہے۔ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تقلید و اتباع و پیروی تین خصوصی حوالوں کے ساتھ یعنی اللہ سے امید رکھنی آخرت پر یقین رکھنا اور ذکر و صلوٰۃ پر پابندی سے کاربند رہنا۔

حکم نمبر ۷۷۵

اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ! آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیاوی زندگی کی زیبائش وزینت پسند کرتی ہو تو آؤ میں تم کو مال و اسباب دے کر اچھے طریقے سے رخصت کر دوں۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ۲۸۔۲۹

اس آیت پاک کی شانِ نزول یہ ہے کہ جنگ خندق کے بعد جب آنخضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بنی قریظہ کے محاصرہ کا حکم ہوا اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہو کر کافی مالِ غنیمت ان کے ہاتھ آیا تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے مہاجرین میں تقسیم فرما دیا جس سے مہاجرین کی مالی حالت کچھ بہتر ہوئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ازواج مطہرات نے بھی کچھ سامان راحت کی خواہش ظاہر کی جو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پسند نہیں فرمائی۔ اس پر یہ آیت پاک نازل ہوئی۔ "یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ﴿۲۸﴾" "اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیں کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی سجاوٹیں چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال واسباب دیکر عمدہ طریقے سے رخصت کر دوں!

آیت ھٰذا سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور آپ کے مقربین کا مقصود و مطلوب "نہ مالِ غنیمت ہے نہ کشور کشائی" اور نہ ہی ایسی طلب و آرزو رکھنے والوں کو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

اپنے قریب رکھنے کے لیئے تیار ہیں۔ خاص کر امہات المومنین جن کا کردار ان کے تمام بیٹوں اور بیٹیوں کے لیئے ایک مثالیہ ہے سرکار کو ان کی دنیا طلبی ناگوار خاطر ہے اور اللہ آپ کی دل داری چاہتا ہے اسی لیئے آپ سے فرمایا گیا کہ اگر کسی زوجہ محترمہ کو یہ آرزو ہو تو اس کی آرزو پوری کر کے رخصت فرمادیں۔ مقصدِ نزول آیت ھٰذا دراصل یہ بتانا تھا کہ سرکار کی ازواجِ مطہرات میں کوئی بھی دنیاوی زندگی کی راحت و زینت کی قیمت پر سرکار ﷺ کو چھوڑنے کے لیئے تیار نہیں کہ سرکار ﷺ تمام ہی مقربین اہلِ ایمان کو ہر شئے سے زیادہ عزیز ہیں۔ آیت ھٰذا کے تسلسل میں ہی ارشاد ہوا کہ "اگر تم (اے بیبیو!) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اور آخرت کے گھر کو پسند کرتی ہو (دنیاوی زندگی کی زیبائش کے مقابلے میں) تو اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں (سب کے ہی لیئے) کے لیئے بہت بڑا نیک اور اچھا بدلہ 'اجر عظیم' تیار رکھا ہے۔" "وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۲۹﴾" آیت ھٰذا کے بعد آیت نمبر "۳۰" میں ناشائستہ حرکت پر دوگنی سزا کا بھی بیان ہے۔

حکم نمبر ۶۷۷

اے نبی ﷺ کی بیویوں تم میں سے جو صریح ناشائستگی کرے گی (فحاشی) اس کو سزا بھی دوگنی ہوگی۔ یہ بات اللہ کے لیئے بہت آسان ہے۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب — آیت نمبر ۳۰

ارشاد ہے کہ "یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنۡ یَّاۡتِ مِنۡکُنَّ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ یُّضٰعَفۡ لَہَا الۡعَذَابُ ضِعۡفَیۡنِ ؕ وَ کَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرًا ﴿۳۰﴾" "اے نبی کی گھر والی خواتین! تم میں سے اگر کوئی کھلی ناشائستگی (جان بوجھ کر) کرے تو اس کے لیئے عذاب یا سزا (بھی) دوگنی ہے۔۔۔۔ "جن کے رتبے ہیں سوا، ان کو سوا مشکل ہے"۔۔۔۔ آیات سابقہ میں رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ارشاد فرمانے کا حکم دیا گیا مگر اس آیت میں جہاں سزا کا ذکر ہے اللہ نے براہ راست مخاطبت فرمائی ہے کہ وہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مقربین کے لیئے سزا کی بات سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زبان مبارک سے کہلوانا پسند نہیں کرتا بلکہ خود ہی تنبیہ فرماتا ہے۔ اس تنبیہ کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ وہ مقربین جو دیگر اہلِ ایمان کے لیئے ایک مثالیہ ہوں زیادہ محتاط اور غلطیوں سے پاک اور دور رہیں کہ ان کا عمل عام مسلمین کے لیئے ایک حوالے کی حیثیت رکھتا ہے اور اللہ مقربین کو بھی قابل تقلید نمونہ بنانا چاہتا ہے خاص کر امت کی خواتین کے لیئے تو ازواج مطہرات کا ہی عمل و کردار ایک بھرپور نمونہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی تدریس اور احکام کا آئینہ دار ہے۔

حکم نمبر ۷۷

اور تم میں سے جو اطاعت اور فرماں برداری کرے گی اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اور نیک اعمال کرے گی تو اس کے لیئے اجر یعنی ثواب دوگنا ہے اور ہم نے مہیا کر رکھا ہے اس کے لیئے رزقِ کریم۔

سُوۡرَۃُ الۡاَحۡزَاب	آیت نمبر ۳۱

آیت ھٰذا میں باریٔ تعالیٰ کی مخاطبت ازواج مطہرات سے ہے، جس میں ان کے لیئے اللہ نے اپنی اور اپنے رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت فرماں برداری اور اعمالِ صالح کی انجام دہی پر دیگر

خواتین کے مقابلے میں دوگنے ثواب کی بشارت دی ہے نیز اس کے ساتھ یہ بھی اعلان فرمایا ہے کہ اللہ نے ان کے لیئے رزق کریم بھی مہیا کررکھا ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝۳۱" اور تم میں سے جو کرے گی اطاعت فرماں برداری اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی، اس کے لیئے اجر دوگنا ہے اور اس کے لیئے ہم نے رزق کریم تیار کر رکھا ہے۔

آیت ھٰذا میں "اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ" کے معنٰی مترجمین و شارحین نے بالعموم "دو گنے ثواب" کے لکھے ہیں، مگر "مَرَّتَيْنِ" کے لفظی معنٰی دوگنے کے نہیں، بلکہ دو مرتبہ یا دوبار کے ہیں (جس سے مراد دنیا اور آخرت دونوں جگہ نیک بدلے کی ہو سکتی ہے۔۔۔۔ اسی طرح لفظ رزق بھی قرآن حکیم کے محل استعمال کے حوالے سے صرف دنیاوی روزی یا غذا کے معنٰی تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اپنے وسیع تر مفہوم میں ضرورتوں یا خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ ہے جو عطائے ربی کے معنٰی رکھتا ہے)۔

آیت ھٰذا سے قبل والی تین آیات اور اس کے بعد والی تین مزید آیات یعنی ساتوں آیتیں ازواج مطہرات کے مرتبہ اہمیت اور ذمہ داریوں کے بیان سے ہی متعلق ہیں۔

حکم نمبر ۷۷۸

اے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عورتو! (بیبیو!) تم دوسری عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ (اپنے امتیاز و مرتبہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے) پرہیزگاری

اختیار کرو اور ایسے نرم لہجہ میں بات نہ کرو کہ جس سے روگی دل رکھنے والوں میں طمع پیدا ہو بلکہ معروف انداز میں بات کرو۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ۳۲

آیت ھٰذا میں اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو اہلِ ایمان کے لیئے ماں کا درجہ رکھنے کی امتیازی حیثیت اور بلند رتبہ کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم سب کا مرتبہ دوسری تمام عورتوں سے برتر ہے اس لیئے تم سب عام عورتوں جیسی نہیں ہو۔ اپنے اس امتیاز و رتبہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے تقویٰ یا پرہیز گاری اختیار کرو اور لوگوں سے بات کرتے ہوئے لہجہ میں ایسی نرمی نہ آنے دو کہ دلوں میں روگ رکھنے والے لوگوں میں تمہارے لیئے لالچ پیدا ہو ا بلکہ تم معروف طریقہ کی بات کیا کرو جیسے ماں اپنے بیٹوں سے اصولی باتیں کہتی ہے۔ ارشاد ہے کہ "يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۚ﴿۳۲﴾ "اے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ پرہیز گار (تقویٰ کرنے والی) ہو تو اپنے لہجہ میں ایسی نرمی نہ رکھو جو روگی دل رکھنے والے میں طمع پیدا کر سکے اور بات کرو معروف طریقے سے (جیسے ماں بیٹے سے بات کرتی ہے کہ تمہارا رتبہ اہلِ ایمان کے لیئے ماں والا ہے)۔ دورِ حاضر کی زبان میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ پرائیویسی والی دھیمی آواز سے بات نہ کرنے اور کھلی کھلی علی اَعلان بات کرنے کی تنبیہ کی گئی ہے تا کہ کسی مخاطب کو جس کے دل میں ٹیڑھ ہو غلط فہمی یا طمع پیدا ہی نہ ہو سکے۔

حکم نمبر ۷۷۹

تم اپنے گھروں میں رہو (اے نبی ﷺ کی گھر والیو!) اور دورِ جاہلت کی طرح اپنی نمائش کرتی نہ پھرو۔ نماز قائم رکھو، زکوٰۃ دیتی رہو، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتی رہو کہ اللہ تم سے گندگی دور رکھنا چاہتا ہے اور اہلِ بیت کو پاک صاف رکھنا۔

سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ۳۳

ازواجِ مطہرات سے تخاطب کو جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے درج ذیل ہدایات فرمائی ہیں۔

- اپنے گھروں میں رہنا۔
- دور جہالت کی طرح بناؤ سنگھار کی نمائش کرتے ہوئے گھر سے باہر نہ پھرنا۔
- نماز کی پابندی کرتے رہنا۔
- زکوٰۃ دیتے رہنا۔
- اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنا۔

ان ہدایات کے ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ اللہ ازواج رسول ﷺ اور تمام ہی اہلِ بیت سے خراب عمل کی گندگی دور کرکے ان کو طیب و طاہر رکھنا چاہتا ہے کہ ان کی زندگیاں بھی امت رسول ﷺ کے لیئے رسول پاک ﷺ کی تدریس کا بہترین نمونہ ہیں اور اس حوالے سے ان کی ذمہ داریاں دیگر اہلِ ایمان کے مقابلے میں زیادہ ہیں اور ان کے عمل کی اہمیت بھی دوہری ہے اول

خود اپنے لیئے اور دوم دیگر اہلِ ایمان کے لیئے نمونے کی حیثیت سے۔ارشاد ہے کہ "وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ" "تم اپنے گھروں میں قرار کرو اور دورِ جہالت کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کی نمائش کرتی ہوئی مت پھرو۔۔۔ اور نماز کی پابندی کرو۔۔۔اور زکوٰۃ دیتی رہو۔۔۔اور اطاعت کرتی رہو اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی۔۔۔ "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۳۳" "بے شک اللہ چاہتا ہے نجاست اور گند کو تم سے دور رکھنا اور تمام گھر والوں یعنی اہلِ بیت کو پاک صاف رکھنا۔۔۔ آیت ھٰذا میں آیت سابقہ کا مخاطب "یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ" جاری ہے "لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ" "کہ تم سے گند کو دور رکھنے کا حوالہ بھی امہات المومنین کے لیئے ہے ساتھ ہی اہلِ بیت کو اور ازواجِ مطہرات کو پاک صاف رکھنے کی اللہ کی مرضی کا حوالہ ہے جہاں اہلِ بیت سے مراد آلِ عبا ہے۔

حکم نمبر ۷۸۰

اور یاد رکھو اللہ کی ان باتوں کو جو تلاوت کی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں۔۔۔اور اس کی حکمت کو۔۔۔بے شک اللہ باریک سے باریک بات کی بھی خبر رکھنے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ۳۴

ازواجِ مطہرات سے تخاطب جاریہ میں آخری ہدایت یہ ہے کہ قرآن حکیم کی وہ آیات جو ان کے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں ان کو ہرگز نہ بھولیں اور حتی الامکان اپنے اعمال کو ان کے

مطابق کرنے کی کوشش کرتی رہیں کہ اللہ چھوٹی چھوٹی اور قلب و ذہن میں چھپی ہوئی ہر بات سے پوری طرح واقف "کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا" ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝۳۴" اور یاد رکھو جو تلاوت کی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور اس کی حکمت۔ بے شک اللہ ہر لطیف بات کی بھی خبر رکھتا ہے۔ "لطیف و خبیر" اللہ کے اسمائے صفات ہیں، جن کے معنٰی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی جاننے والے کے ہیں۔

حکم نمبر ۷۸۱

کسی مومن مرد یا عورت کو اپنے کسی معاملے پر اختیار نہیں رہتا جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملے میں فیصلہ فرما دے اور جو اللہ اور رسول کے فیصلہ کے خلاف کرے وہ گمراہی میں جا پڑا۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب — آیت نمبر ۳۶

یہ آیت پاک حضرت زید بن حارثہ اور بی بی زینب کے عقد اور اس کے بعد طلاق، نیز ختم عدت پر سرکار ﷺ کے نکاح میں آنے سے متعلق ہے زید بن حارثہ پہلے سرکار ﷺ کے غلام تھے اور ان کو آزاد کرنے کے بعد سرکار ﷺ نے منہ بولا بیٹا بنایا تھا اور ان کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن زینب سے کروائی تھی۔ بی بی زینب اور ان کے بھائی زید سے نکاح کے حق میں نہ تھے، مگر اس آیت پاک کے نازل ہونے پر انہوں حکم رسول کے آگے سر تسلیم خم کر دیا مگر باہم گذارانہ ہونے پر حضرت زید نے ان کو طلاق دے دی اور آپ اختتام عدت پر سرکار ﷺ کے نکاح میں

آ گئیں۔اس معاملے میں فیصلہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی فرما کر سرکار ﷺ کو مطلع بھی کر دیا تھا۔اس فیصلے کا رمز دراصل یہ تھا کہ منہ بولے بیٹے کی مطلّقہ سے شادی کو قابل اعتراض نہ سمجھا جائے ارشاد ہے کہ "وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ۳۶" اور نہیں ہے کسی مومن مرد یا عورت کو جب فیصلہ فرمادے اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملے میں۔اس معاملے پر کوئی اختیار۔۔۔اور جس نے نافرمانی (خلاف حکم کیا) کی اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کی تو وہ کھلی گمراہی میں جا پڑا۔

مقصد بیان یہ ہے کہ کسی ایمان والے کو اپنے نجی معاملے میں بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے کے بعد کوئی اختیار ہی باقی نہیں رہتا۔اطاعت کا حقیقی مفہوم ہی یہ ہے اور اس کی خلاف ورزی کھلی گمراہی ہے۔

حکم نمبر ۷۸۲

سرکار ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہؓ کی مطلّقہ سے سرکار ﷺ کے عقد اور اس کے رمز کا بیان۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب — آیت نمبر ۳۷

آیت ھٰذا میں حضرت زید کی مطلّقہ بی بی زینب کے سرکار ﷺ سے عقد کا حکم اور سرکار ﷺ کو اس کی پیشگی اطلاع دینے کا ذکر کرتے ہوئے یہ واضح فرمایا گیا ہے کہ اللہ مومنین کے لیئے یہ بات واضح کرنا چاہتا تھا کہ منہ بولے بیٹے کی شرعی حیثیت حقیقی بیٹے کی نہیں ہوتی اس لیئے اہلِ

ایمان ایسے بیٹوں کی مطلّقہ سے بعد ختم عدت نکاح کر سکتے ہیں۔ ارشاد ہے کہ "وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ "اور یاد کیجیئے جب کہہ رہے تھے آپ اس شخص سے جس پر احسان کیا تھا اللہ نے اور احسان کیا تھا آپ نے بھی اس پر۔ "نہ چھوڑو اپنی بیوی کو اور ڈرو اللہ سے" اور آپ اس بات کو اپنے آپ تک مخفی رکھے ہوئے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنا چاہتا تھا اور آپ کو لوگوں (آگے کچھ کہنے) کا ڈر تھا حالانکہ یہ حق سب سے بڑا اللہ کا ہی ہے کہ اس سے ڈراجائے۔ پھر جب پوری کرلی زید نے اس سے (زینب بنت جحش آپ کی پھوپی زاد بہن منکوحۂ زید) اپنی حاجت تو ہم نے اس کا نکاح آپ سے کر دیا کہ نہ رہے مومنوں پر کوئی تنگی (پابندی) اپنے منہ بولے بیٹوں کی (مطلقہ) بیویوں کے بارے میں جب وہ پوری کر چکے ہوں ان سے اپنی حاجت اور اللہ کا حکم تو ہے ہی پورا ہونے کے لیئے۔ آیت ھٰذا کے مطابق اللہ تعالیٰ نے بی بی زینب بنت جحش سے سرکار کے نکاح کی خبر حضرت زید کے طلاق دینے کے بعد سرکار ﷺ کو پہلے ہی دے دی تھی، مگر آپ اللہ کے اس راز کو اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے اور جب حضرت زید اپنی بیوی کی کوئی شکایت سرکار ﷺ سے کرتے تھے تو آپ باوجود اس علم کے کہ حضرت زید سے ان کی طلاق ہونی ہی ہے آپ بار بار ان سے مصالحت کر کے گزارا کرنے کی تلقین فرماتے تھے اور حضرت زید سے بی بی زینب کا نکاح چونکہ سرکار ﷺ کے حکم سے ہی ہوا تھا اس لیئے آپ باہم گزارہ کرتے رہنے کی بات بار بار تلقین کرتے تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت زید پر اپنا اور سرکار ﷺ کا احسان کہا ہے مگر اللہ کے حکم کو تو پورا ہونا ہی تھا اور اہلِ ایمان کو اپنے منہ بولے بیٹوں کی مطلّقہ سے بعد ختم عدت نکاح کی اجازت ملنی ہی تھی اسی لیئے اللہ نے فرمایا کہ ہم نے "زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ" بیوی بنا دیا اس کو

(زینب بنت جحش کو) آپ کی یعنی آپ سے ان کا نکاح کرکے ان کو آپ کی زوجیت میں دے دیا اور اللہ کا یہ امر تو تھا ہی پورا ہونے کے لیئے۔

حکم نمبر ۷۸۳

اے ایمان لانے والو! اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ۴۱۔ ۴۲

آیات سابقہ میں منہ بولے بیٹوں کی مطلّقہ بیویوں سے مومنین کو نکاح کی اجازت دینے اور حضرت زیدؓ کی مطلّقہ بیوی زینب سے سرکار ﷺ کے نکاح کرنے اور یہ واضح کرنے کے بعد کہ سرکار ﷺ کسی بالغ مرد کے والد نہیں ہیں۔ مومنین سے کہا گیا کہ "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ﴿۴۱﴾ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا ﴿۴۲﴾" اے ایمان لانے والو اللہ کو یاد کرو کثرت سے اور صبح وشام اس کی تسبیح کیا کرو۔

حکم نمبر ۷۸۴

اے نبی ﷺ آپ مومنین کو بشارت دے دیجیئے کہ ان کے لیئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے۔

سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب آیت نمبر ۴۷

آیت ھٰذا سے قبل چار آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنین پر اپنے فضل و کرم کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ اے مومنو! تم پر اللہ اپنی رحمت نازل فرماتا ہے کہ تم کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لے آئے اور روز حشر تمہارے لیئے اللہ کی طرف سے سلام اور اجر تیار ہے۔ ساتھ ہی سرکار ﷺ سے ارشاد ہوا کہ آپ ایک روشن چراغ ہیں جو اللہ کے حکم سے لوگوں کو اس کی طرف بلاتے ہیں کہ آپ کو وحدانیت کی گواہی دینے والا اور عذاب حشر سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔۔۔ آپ ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیجیئے کہ ان کے لیئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا ﴿۴۷﴾"

حکم نمبر ۷۸۵

اے نبی ﷺ آپ کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانیئے اور آپ ﷺ کو ان کی طرف سے جو تکلیف پہنچے اس کی پروا نہ کرتے ہوئے اللہ پر بھروسہ کیجیئے کہ وہی آپ کی وکالت کے لیئے کافی ہے۔

سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب آیت نمبر ۴۸

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک سے ارشاد فرماتا ہے کہ آپ ہرگز کافروں اور منافقوں کی باتوں پر دھیان نہ دیں اور ان سے جو آپ کو اذیت پہنچے اس کو برداشت کرتے ہوئے اپنے اللہ پر توکل فرمایئے اس یقین کے ساتھ کہ اللہ آپ کی وکالت کے لیئے کافی ہے۔ ارشاد ہے کہ

"وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ دَعْ اَذٰىهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾"

آپ کہنا نہ مانیئے کافروں اور منافقوں کا اور ان سے جو ایذا پہنچے اسے ٹال جایئے اور اللہ پر توکل فرمایئے کہ وہ کارساز (آپ کا وکیل) ہے۔

حکم نمبر ۷۸۶

مومن عورتوں سے نکاح کرنے کے بعد اگر ان کو ہاتھ لگانے (جنسی ازدواجی رشتہ قائم کرنے) سے پہلے طلاق دے دی جائے تو شوہر کو ان سے عدّت پوری کروانے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو کچھ مال دے کر رخصت کر دینے کا حکم۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ۴۹

ارشاد باری ہے" يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾" اے ایمان لانے والو اگر تم مومنہ (ایمان والی عورتوں) سے نکاح کر کے ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دو تو تمہاری طرف سے ان پر کوئی عدّت لازم نہیں ہے کہ تم اسے پورا کرواؤ اور ان کو کچھ مال دے کر بھلے طریقے سے رخصت کر دو۔

حکم نمبر ۷۸۷

بیان ان عورتوں کا جن سے مہر کے ساتھ نکاح جائز ہے، نیز کنیزوں کا بیان اور رسولِ پاک ﷺ کے لیئے مہر سے استثنا اگر کوئی عورت خود کو رسول ﷺ کے لیئے ہبہ کرے۔

سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب — آیت نمبر ۵۰

ارشاد ہے کہ "یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ" "اے نبی! ہم نے بے شک حلال کر دی ہیں آپ کے لیئے آپ کی وہ بیویاں جن کے مہر آپ نے ادا کر دیئے ہیں۔ "وَ مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ" اور (ہم نے حلال کر دی ہیں آپ پر) آپ کی وہ کنیزیں جو آپ کی ملکیّت میں آئیں اس مال غنیمت میں سے جو آپ کو اللہ نے عطا کیا ہے" "وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ٘" (اور حلال کی ہیں آپ کے نکاح کے لیئے) آپ کے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھی کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے (مکہ سے مدینہ آئی ہیں ایمان کے ساتھ)" "وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا٘" (اور آپ کے لیئے حلال کی) وہ ایمان والی عورت جو خود کو نبی کے لیئے ھبہ کر دے اور نبی پاک ﷺ بھی اس سے نکاح کرنا چاہیں" "خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ" "یہ خاص رعایت (یعنی عورت کے ھبہ کر دینے پر بغیر مہر نکاح کرنے کی) صرف آپ کے لیئے ہے، مومنین کے لیئے نہیں ہے" "قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ" "ہم

کو خوب معلوم ہے کہ ہم نے مومنوں پر ان کی بیویوں اور کنیزوں کی طرف سے کیا فرض کیا ہے "لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ" تاکہ آپ پر کوئی تنگی نہ رہے (بغیر مہر نکاح کی خاص مشروط اجازت ہے)" وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝٥٠ "اور اللہ بڑا بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

حکم نمبر ۷۸۸

اللہ کی طرف سے رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اجازت اس بات کی کہ ازواج مطہرات میں سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جس کو چاہیں ساتھ رکھیں اور جس کو چاہیں علیحدہ رکھیں نیز یہ کہ جن کو علیحدہ رکھا (ان میں سے کسی کو چاہیں تو پاس بلالیں) ان پر بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ۵۱

ارشاد ہے کہ "تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ" (اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم!) آپ جس کو چاہیں کنارے رکھیں اور جس کو چاہیں ان میں سے اپنے پاس جگہ دیں (ازواج مطہرات میں سے) "وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ" اور جن کو دور کر دیا تھا اس کا بھی کوئی گناہ نہیں آپ پر "ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَ يَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ" یہ اس لیئے ہے کہ اس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور ان کو غم نہ ہو گا اور وہ راضی رہیں گی اس پر جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان سب کو عطا کریں گے "وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ

قُلُوۡبِكُمۡ ؕ" اوراللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں(چھپا ہوا) ہے "وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَلِيۡمًا ﴿۵۱﴾" اور اللہ تو "علیم و حلیم" جاننے والا اور بردبار ہے۔

حکم نمبر ۷۸۹

سرکار ﷺ کے لیئے نو (۹) ازواج اور کنیزوں کے علاوہ دیگر عورتیں حلال نہ ہونے اور موجودہ ازواج میں کسی کو چھوڑ کر دوسری خاتون سے نکاح نہ کرنے کا حکم۔

سُوۡرَةُ الۡاَحۡزَاب	آیت نمبر ۵۲

آیت ھٰذا کے مطابق سرکار ﷺ کے لیئے موجود نو ازواجِ مطہرات اور کنیزوں کے علاوہ کسی دوسری خاتون کو حلال نہیں کیا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور بی بی ام سلمہ کے مطابق آخر میں حضور کے لیئے حلال کر دیا گیا تھا کہ آپ جتنی خواتین سے چاہیں نکاح فرمائیں۔ یعنی یہ کہ پہلے سرکار ﷺ کے لیئے ازواج کا نصاب نو(۹) تھا، مگر بعد میں یہ پابندی ختم کر دی گئی تھی اس کے باوجود سرکار ﷺ نے پہلے کے مقررہ نصاب سے نہ تو تجاوز فرمایا اور نہ کوئی تبدیلی کی۔ آیت متذکرہ یوں ہے کہ "لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ وَ لَاۤ اَنۡ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ وَّ لَوۡ اَعۡجَبَكَ حُسۡنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتۡ يَمِيۡنُكَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ رَّقِيۡبًا ﴿۵۲﴾" آپ کے لیئے حلال نہیں عورتیں ان کے (نو ازواج اور کنیزوں کے) علاوہ اور نہ یہ کہ آپ ان کو چھوڑ کر دوسری بیویاں کر لیں خواہ ان کا حسن آپ کو کتنا بھلا لگے سوائے کنیزوں کے اور اللہ ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے۔

بعض مفسّرین کے مطابق یہ آیت اور خاص کر اس کا آخری حصّہ اس حوالے سے ہے کہ آپ کی ازواج نے اختیار ملنے کے بعد بھی دنیاوی آسائش کے مقابلے میں آخرت کے اجر اور رسولِ پاک ﷺ کے ساتھ کو ترجیح دی تھی، جسے پسند فرما کر اللہ نے یہ حکم صادر فرمایا۔ یہ ایک طور پر آپ کی ازواج کی دل داری کے لیئے حکم صادر ہوا۔

حکم نمبر ۷۹۰

مومنین کو رسولِ پاک ﷺ کے بلانے پر کھانا کھانے کے بعد فالتو نہ بیٹھنے کا حکم ۔ ازواجِ مطہرات سے اگر کوئی چیز طلب کرنی ہو تو پردے کے ساتھ طلب کا حکم۔ نیز سرکار ﷺ کی پسماندہ ازواج سے نکاح کا امتناع۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ۵۳

ارشاد ہے کہ " یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ ۙ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ؕ" اے ایمان والو داخل نہ ہو نبی پاک ﷺ کے گھروں میں سوائے اس کے کہ تم کو کھانے کے لیئے بلایا جائے مگر اس کی تاک میں نہ رہو (کہ قبل از وقت پہنچ جاؤ) اور جب تم کو دعوت دی جائے تو ضرور جاؤ اور کھانے سے فارغ ہوتے ہی واپس ہو جاؤ بیٹھ کر باتیں نہ بناؤ " اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ ٘" یہ بات نبی ﷺ کو ایذا دیتی ہے، مگر وہ بوجہ مروّت شرم سے کچھ نہیں کہتے "وَ اللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ" اور اللہ سچ بات کہنے میں شرم

نہیں کرتا" وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ "اگر تم نبی ﷺ کی ازواج سے کچھ مانگو تو پردے کے پیچھے سے" ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ "یہ بات پاکیزہ تر ہے تمہارے اور ان کے قلوب کے لیئے" وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ "اور تم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف دو" وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ "اور تم کو ان کے بعد ان کی ازواج سے نکاح کی بھی بالکل اجازت نہیں ہے" اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا ﴿۵۳﴾ "اللہ کے نزدیک تمہارا ایسا کرنا بہت بڑا گناہ / بہت بری بھاری بات ہے۔

حکم نمبر ۱۹۷

عورتوں کو اپنے "باپ"، "بھائیوں"، "بیٹوں"، "بھتیجوں"، "بھانجوں" اور اپنی ہی جیسی دوسری عورتوں اور کنیزوں سے پردہ نہ کرنے کی اجازت

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب — آیت نمبر ۵۵

اس آیت پاک کی شانِ نزول یہ ہے کہ پردہ کا حکم آنے کے بعد عورتوں کے باپ، بیٹوں اور قریبی رشتہ داروں نے سرکار ﷺ سے پوچھا "کیا ہم اپنی ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے پردے کے پیچھے سے بات کریں؟" اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ "لَا جُنَاحَ عَلَیْهِنَّ فِیْۤ اٰبَآىِٕهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآىِٕهِنَّ وَ لَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَ لَا نِسَآىِٕهِنَّ وَ لَا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ ۚ "کوئی گناہ نہیں ہے عورتوں پر کہ وہ اپنے باپ دادے سے، اپنے بیٹوں سے، اپنے بھائیوں سے اور بھتیجوں سے اور بھانجوں سے اور دوسری عورتوں اور کنیزوں سے پردہ نہ

کریں"وَ اتَّقِیۡنَ اللّٰہَ ؕ"اور اللہ کے لیئے ممنوعات سے پرہیز یعنی تقویٰ کرتی رہیں(اللہ کے عذاب و سزا سے ڈرتی رہیں)"اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدًا ﴿۵۵﴾"بے شک اللہ ہر چیز کا گواہ، نگراں اور دیکھنے والا ہے۔

حکم نمبر ۷۹۲

اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو۔

سُوۡرَۃُ الۡاَحۡزَاب	آیت نمبر ۵۶

ارشاد ہے کہ "اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۶﴾"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود"صلوٰۃ" بھیجتے ہیں نبی پاک ﷺ پر۔اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود "صلوٰۃ وسلام" بھیجو(بھیجتے رہو)۔

آیت ھٰذا میں لفظ صلوٰۃ کا استعمال یہ بتاتا ہے کہ جب صلوٰۃ اللہ اور اس کے فرشتوں کی طرف سے نبی پاک ﷺ کے لیئے ہے تو درود ہے اور جب نبی ﷺ اور آپ کی امّت سے اللہ کے لیئے ہے تو نماز ہے۔۔۔اور اہلِ ایمان کو صلوٰۃ کی پابندی کا حکم ہے۔

حکم نمبر ۷۹۳

ایمان والے مردوں اور عورتوں پر جھوٹا الزام لگانا بڑے گناہ اور بہتان کا اپنے سر پر بوجھ اٹھانا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب آیت نمبر ۵۸

ارشاد ہے کہ "وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ بِغَیۡرِ مَا اکۡتَسَبُوۡا فَقَدِ احۡتَمَلُوۡا بُہۡتَانًا وَّ اِثۡمًا مُّبِیۡنًا ﴿۵۸﴾" اور وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بغیر کیئے ہوئے کام کے الزام سے ایذا پہنچائیں انہوں نے اپنے اوپر بہتان اور بڑے گناہ کا بوجھ لادلیا۔۔۔ آیت ھٰذا میں کوئی واضح حکم تو براہ راست نہیں دیا گیا ہے مگر تنبیہ ایک نہی کے معنٰی رکھتی ہے کہ مومن اور مومنات پر جھوٹے الزام نہ لگائے جائیں کہ اس عمل کو بڑے گناہ کا موجب ٹھہرایا گیا ہے۔

حکم نمبر ۷۹۴

اے نبی ﷺ !اپنی ازواج اور بیٹیوں اور مومن عورتوں کو بتا دیجیئے کہ وہ (جب گھر سے باہر نکلیں)اپنی چادروں(یااوڑھنی کے گھونگھٹ)کو نیچا کرلیا کریں کہ یہ ان کی شناخت کا آسان طریقہ ہے اور ان کو اس شناخت کے سبب کوئی ایذا نہ دے گا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحیم ہے۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب آیت نمبر ۵۹

ارشاد ہے کہ "يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ" اے نبی ﷺ کہہ دیجیئے اپنی ازواج اور بیٹیوں سے اور مومن عورتوں سے کہ (جب وہ گھر سے باہر نکلیں تو) وہ اپنی چادر یا اوڑھنی نیچے کر لیا کریں "ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ" کہ یہ شناخت کا اور تکلیف سے بچنے کا آسان طریقہ ہے "وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾" اور اللہ بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

حکم ھٰذا کے تحت گھونگھٹ یا نقاب کو مومنہ کی شناخت قرار دیا گیا ہے۔

حکم نمبر ۷۹۵

اے نبی ﷺ !لوگ آپ سے قیامت آنے کا وقت پوچھیں تو فرما دیجیئے کہ اس کا علم تو اللہ کو ہی ہے اور آپ کو کیا پتا شاید قیامت قریب ہی ہو۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ۶۳

آیت ھٰذا میں کہا گیا ہے کہ لوگ آپ سے اگر پوچھیں کہ قیامت کب آئے گی تو اے رسول ﷺ ان سے فرما دیجیئے کہ یہ بات تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہو سکتا کہ قیامت قریب ہی ہو۔ ارشاد ہے کہ "يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ" پوچھتے ہیں لوگ آپ سے قیامت کے

بارے میں "قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ" کہہ دیجیے کہ اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے۔ "وَمَا يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوۡنُ قَرِيۡبًا ۝۶۳" اور آپ کو کیا پتہ شاید وہ قریب ہی ہو۔

آیت ھٰذا سے یہ بات واضح ہے کہ رسول پاک ﷺ کے پاس علم صرف وہی ہے جو ان کو اللہ نے عطا کیا ہے اور قیامت کے آنے کا علم اللہ نے اپنے ہی پاس رکھا ہے۔

حکم نمبر ۷۹۶

اے ایمان والو! تم ان کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السّلام کو ایذا پہنچائی تھی پھر اللہ نے موسیٰ علیہ السّلام کو بری کر دیا ان باتوں سے جو لوگوں نے بنائی تھیں اور موسیٰ علیہ السّلام اللہ کے نزدیک بڑی وجاہت والے تھے۔

سُوۡرَةُ الۡاَحۡزَاب — آیت نمبر ۶۹

آیت ھٰذا میں اہلِ ایمان سے فرمایا گیا ہے کہ تم لوگ امت موسیٰ علیہ السّلام کے ان لوگوں کی طرح ہرگز نہ ہو جانا جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے خلاف باتیں بنا کر ان کو ایذا پہنچائی تھی۔ ارشاد ہے کہ "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ اٰذَوۡا مُوۡسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوۡا ؕ وَكَانَ عِنۡدَ اللّٰهِ وَجِيۡهًا ؕ ۝۶۹" اے ایمان لانے والو تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں

نے موسیٰ علیہ السّلام کو ایذا پہنچائی تھی پھر اللہ نے ان کو (موسیٰ علیہ السّلام کو) بری کر دیا ان کے لیئے بنائی ہوئی باتوں سے اور موسیٰ علیہ السّلام اللہ کے نزدیک صاحب وجاہت و منزلت تھے۔

حکم نمبر ۷۹۷

مومنوں کو درست بات کرنے اور اللہ کے لیئے گناہوں سے پرہیز کرنے (ڈرنے یعنی تقویٰ کرنے) کا حکم۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ۷۰

ارشاد ہے کہ " يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ" اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کے لیئے تقویٰ کرتے رہنا اور کہنا وہ جو بات درست ہو۔

آیت ھٰذا میں لوگوں کو دو حکم دیئے گئے ہیں: ایک راست گوئی اور حق بیانی کا حکم ہے اور دوسرا اللہ کی خاطر گناہوں سے اپنے نفس کے تحفّظ کا جسے تقویٰ کہتے ہیں۔ اکثر اردو مترجمین نے "اتَّقُوا اللّٰهَ" کے معنیٰ اللہ سے ڈرنے کے لکھے ہیں جبکہ اس کا حقیقی مفہوم اللہ کے عذاب سے ڈر کر ممنوعات سے پرہیز کرنا ہے۔ مرادی معنیٰ اللہ سے ڈرنے کے بھی ہوسکتے ہیں۔ اصطلاحی معنیٰ اللہ کے لیئے گناہ سے بچنے کے ہیں۔

حکم نمبر ۷۹۸

"اعمال کی اصلاح و درستگی، گناہوں کی بخشش اور بڑی کامیابی اور مراد حاصل کرنے کے لیئے" اللہ اور رسول ﷺ کی فرماں برداری کی ترغیب یا ترغیبی حکم۔

سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب	آیت نمبر ۷۱

ارشاد ہے کہ "یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿۷۱﴾ "درست کر دیئے جائیں گے اعمال تمہارے لیئے اور بخش دیئے جائیں گے گناہ۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی بے شک اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ واضح کیا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پاک ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری عظیم کامیابی ہے کہ اس کے طفیل اعمال درست کر دیئے جاتے ہیں اور گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے جو سہواً یا ناواقفیت کے سبب ہوئے ہوں اور ان میں نافرمانی کا عنصر موجود نہ ہو۔

حکم نمبر ۷۹۹

کافروں کے انکار قیامت پر سرکار ﷺ کو یہ فرمانے کا حکم کہ میرے رب کی قسم! تم پر قیامت ضرور آئے گی۔

سُوْرَۃُ سَبَا
آیت نمبر ۳

آیت ھٰذا میں کافروں کے یہ کہنے کا حوالہ دے کر کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی سرکار ﷺ کو حکم ہوا کہ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میرے رب کی قسم تم پر قیامت ضرور آئے گی اور یہ بات میرے رب کے علم میں ہے جو چھوٹی سے چھوٹی زمین و آسمان کی ہر چھپی ہوئی چیز کا علم رکھتا ہے یہ سب کچھ لوح محفوظ میں مندرج ہے۔ارشاد ہے کہ "وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَةُ ؕ "اور انکار کرنے والے (کافر) کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی" قُلْ بَلٰی وَ رَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّکُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَیْبِ ۚ ـــــــ ۳ " آپ کہہ دیجئے (اے رسول ﷺ) کیوں نہیں میرے رب کی قسم !ضرور آئے گی تم پر (میرا رب) ہر چھپی ہوئی بات کا جاننے والا ہے۔۔۔۔(۳۰)

حکم نمبر ۸۰۰

حضرت داؤد علیہ السّلام پر اللہ کے فضل اور پہاڑوں اور پرندوں کو حمد وثنا میں ان کا ہم آواز بنانے کا ذکر، نیز لوہے کو ان کے لیئے نرم کردینے اور زرہ سازی سکھانے کے ساتھ اعمال صالح کی تاکید۔

سُوْرَۃُ سَبَا
آیت نمبر ۱۰۔۱۱

ارشاد ہے کہ "وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ ۙ۱۰ "اور ہم نے اپنے پاس سے داؤد علیہ السّلام کو بڑا فضل عطا کیا (اور حکم دیا) اے پہاڑو

داؤد کی طرف رجوع کرو (ان کے ساتھ تسبیح و حمد و ثنائے رب میں ہم آواز ہو جاؤ) اورا ے پرندو۔۔۔اور ہم نے لوہے کو ان کے لیئے نرم کر دیا۔۔۔" اَنِ اعۡمَلۡ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرۡ فِی السَّرۡدِ وَ اعۡمَلُوۡا صَالِحًا ؕ" کہ زرہیں بناؤ اور ان کی کڑیاں درست اندازے سے ملاؤ اور نیک کام کرتے رہو۔ "اِنِّیۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۱۱﴾" بے شک تم جو کام (عمل) کرتے ہو میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔

آیت ھٰذا میں اللہ تعالیٰ نے پہلے تو ان پر اپنے فضل کو بیان فرمایا۔ فضل کے معنیٰ اکثر مترجمین نے برتری، بڑائی اور فضیلت کے لکھے ہیں جو بالکل درست ہیں مگر بعض اوقات لفظ فضل فراوانی، مال، قوت، حکومت، عزت اور طاقت کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوا ہے لوہے کو آپ کے ہاتھ میں نرم کر کے زرہ بنانے کا فن کسب معاش کے حوالے سے "مال" کے معنیٰ میں ہے لوہے کے نرم ہونے کی نسبت "قوت" کے مفہوم میں اور حکومت عزت کے حوالے سے ہے اور تاثیر لحن کی نسبت بھی بلیغ ہے۔ یہ تمام وہ مزید فضیلتیں ہیں جو نبوّت و رسالت کے علاوہ ہیں۔ نیز حمد و ثنا و تسبیح میں پہاڑوں اور پرندوں کا ہم نوا ہونا بھی خصوصی فضل ہے۔۔۔ ان تمام اعزازات اور ان میں انہماک کے ساتھ اعمال صالح کی تاکید بھی ہے، جو بعض شارحین کے مطابق آپ کے اہلِ خانہ سے منسوب ہے کہ اللہ نے ان کے لیئے بھی عزّت کی روزی کا سامان "فضل" فرمایا تھا۔

حکم نمبر ۸۰۱

اے داؤد علیہ السّلام کی اولاد! تم شکر کے طریقہ پر عمل کرو، لیکن بندوں میں شکر کرنے والے کم ہی ہیں۔

سُوْرَۃُ سَبَا — آیت نمبر ۱۲

آیت ھٰذا میں ارشاد ہے کہ "اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا ؕ وَ قَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ ﴿۱۳﴾ "عمل کرو اے داؤد علیہ السّلام کی اولاد! شکر پر۔۔۔اور کم ہیں شکر کرنے والے بندوں میں۔۔۔ آیت ھٰذا سے قبل دس اور گیارہ نمبر کی آیات میں حضرت داؤد کی فضیلت و عظمت بیان فرمانے کے بعد آیت نمبر ۱۲ میں حضرت داؤد علیہ السّلاکے فرزند ارجمند حضرت سلیمان کو عطا کی گئی طاقت اور ہوا اور جناتوں پر ان کے تصرف کا ذکر کرنے اور ان کو تانبے کا چشمہ عطا کرنے کے بیان کے بعد آیت ھٰذا میں آل داؤد علیہ السّلام کو طریقۂ شکر اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ساتھ ہی انسانی اطوار کو بھی بیان کر دیا ہے کہ انسانوں میں شکر گزاری کرنے والے لوگ کم ہی ہیں۔ شکر گزاری کا حکم تمام ہی اہلِ ایمان پر آج بھی نافذ ہے۔

حکم نمبر ۸۰۲

اہلِ "سَبَا" کو ان کی بستی کے دونوں جانب یعنی (دائیں اور بائیں) دائیں جانب اور شمال میں دو سر سبز و شاداب باغات کو اللہ کی نشانی قرار دے کر اس کے میوہ جات کھانے کی اجازت کے ساتھ شکر ادا کرتے رہنے کا حکم۔

سُوْرَۃُ سَبَا — آیت نمبر ۱۵

ارشاد ہے کہ "لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ اٰیَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَیِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ "بلاشبہ تھی اہلِ سَبا کے لیئے ان کی بستی میں ایک نشانی دونوں جانب (دائیں اور بائیں) دو باغات "کھاؤ اس میں سے اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور اس کا شکر ادا کرتے رہو"۔ یہ بستی یا شہر پاک صاف ہے اور رب بخشنے والا ہے۔۔۔۔

آیت ھٰذا میں ملک یمن کے شہر سبا کے رہنے والوں کو اللہ کے عطا کردہ رزق اور باغات کے پھل اور میوہ جات کھانے اور شکر ادا کرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے، نیز بتایا گیا ہے کہ اللہ نے یہاں کے ساکنین پر فضل وعطا کے ساتھ اس بستی کو بھی پاکیزہ قرار دیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ شکر کرتے رہنے والے یعنی تعمیل حکم کرنے والوں کے چھوٹے موٹے گناہ بھی اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے۔

اس شہر سبا میں اُس وقت بلقیس کی حکمرانی تھی اور ہر طرح کی راحت نصیب تھی مگر قوم کی نافرمانی کے سبب پانی کے ایک ریلے سے سب کو تہس نہس کر دیا گیا۔

حکم نمبر ۸۰۳

سرکار ﷺ کو یہ کہنے کا حکم مشرکین سے کہ تم بلاؤ ان کو جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر اپنا معبود بناتے ہو۔ زمین وآسمانوں میں ذرہ بھر بھی ان کی ملکیّت نہیں ہے، نہ وہ ملکیّت میں شریک ہیں اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

سُوۡرَۃُ سَبَا　　آیت نمبر ۲۲

ارشاد ہے کہ "قُلِ ادۡعُوا الَّذِيۡنَ زَعَمۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ‌ۚ لَا يَمۡلِكُوۡنَ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا لَهُمۡ فِيۡهِمَا مِنۡ شِرۡكٍ وَّمَا لَهٗ مِنۡهُمۡ مِّنۡ ظَهِيۡرٍ ۝۲۲" کہیے (مشرکین سے) بلاؤ تم ان کو جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر خیال کرتے ہو (اپنا معبود) آسمانوں اور زمین میں۔ وہ ذرہ بھر بھی کسی چیز کے مالک نہیں ہیں اور ان میں (ملکیّت کے طور پر) ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مدد گار (ہاتھ بٹانے والا) ہے۔

آیت ھٰذا میں مشرکین کے ان غلط تصورات کی تردید کی گئی ہے کہ وہ اپنے تراشیدہ معبودوں کو زمین و آسمان کی چیزوں کا مالک یا ملکیت میں شریک سمجھتے تھے اور یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ وہ مالک اور ملکیت میں شریک نہ ہونے کے ساتھ کارِ فطرت میں اللہ کا ہاتھ بٹانے والے یعنی مدد گار بھی نہیں ہیں۔ بلکہ بالکل بے اختیار اور بے اصل ہیں (محض خیالی وجود ہیں)۔

حکم نمبر ۸۰۴

کفّار سے یہ پوچھ کر کہ زمین و آسمان سے تم کو کون رزق دیتا ہے۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ فرمادینے کا حکم کہ بے شک اللہ دیتا ہے نیز یہ کہ ہم دونوں میں سے ایک گمراہ اور ایک ہدایت پر ہے۔

سُوۡرَۃُ سَبَا　　آیت نمبر ۲۴

ارشاد ہے کہ "قُلۡ مَنۡ يَّرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ" پوچھیے ان سے (کافر و مشرکین سے) کہ تم کو زمین و آسمانوں سے رزق کون دیتا ہے "قُلِ اللّٰهُ‌ۙ" ۔ "کہہ دیجئے اللہ" "وَاِنَّاۤ

اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۴" اور ہم یا تم میں سے ایک ہدایت پر ہے اور ایک کھلی گمراہی میں۔

آیت ھٰذا میں پہلی بات تو یہ واضح کر دی گئی ہے کہ کافر ہو یا مومن رازق سب کا اللہ ہی ہے، دوسری بات نہایت ہی منطقی انداز میں یہ واضح کی گئی کہ دو اختلاف رکھنے والوں میں ایک ہدایت پر یعنی صحیح اور دوسرا غلط ہے تو یہ ہی اختلاف مومنین و کفّار میں ہے (جو روز حشر واضح ہو جائے گا) کہ کون حق پر تھا۔

حکم نمبر ۸۰۵

بتادیجئے ان کو، اے رسول ﷺ کہ نہ تم سے ہماری غلطیوں کی پرسش ہوگی اور نہ تمہارے اعمال کا ہم سے جواب طلب کیا جائے گا۔

سُوْرَةُ سَبَا	آیت نمبر ۲۵

ارشاد ہے کہ "قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۲۵" کہہ دیجئے ان کو بتادیجئے کہ ہماری غلطیوں کی نہ تو تم سے پرسش کی جائے گی اور نہ تمہارے کاموں کی ہم سے پوچھ گچھ ہوگی۔

آیت ھٰذا میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ ہر شخص کے عمل کا بدلا اسی کو ملے گا اور کسی سے دوسرے کے اعمال یا غلطیوں کی پرسش نہیں ہوگی۔ اس حقیقت کے بیان کا مقصد ایک طور کافروں کو متنبہ کرنا ہے کہ تمہاری بداعمالیوں کا ذمہ دار تمہارے سوا کوئی دوسرا نہیں ہوگا اور اپنے گناہوں کی سزا تم کو ہی بھگتنی ہوگی۔

حکم نمبر ۸۰۶

اے رسول ﷺ آپ ان کو بتادیں کہ ہمارا رب ہم سب کو جمع کرے گا (روزِ حشر اپنے سامنے) پھر ہمارے درمیان حق پر فیصلہ کر دے گا اور وہ ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے اور ہر بات کا جاننے والا ہے۔

سُوْرَةُ سَبَا	آیت نمبر ۲۶

ارشاد ہے کہ "قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ هُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ "بتادیجیے ان کو، اے رسول ﷺ! کہ ہمارا رب ہم سب کو جمع کرے گا اور پھر ہمارے درمیان حق کے ساتھ یعنی ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرمادے گا۔ بے شک وہ ہی فیصلہ کرنے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

سابقہ آیات میں دو میں سے ایک کے ہدایت پر ہونے اور ہر ایک کو اپنے ہی اعمال کا جواب دہ بتانے کے بعد آیت ھٰذا میں روزِ حشر کے فیصلہ کا بیان ہے اور ساتھ ہی واضح کیا گیا ہے کہ اللہ سب کچھ جاننے والا ہے اور اسی کا فیصلہ "حق" ہے۔

حکم نمبر ۸۰۷

اے رسول ﷺ ان (کافروں / مشرکوں) سے کہیئے کہ تم مجھے دکھاؤ تو وہ ہستیاں جن کو تم نے اس کے ساتھ ملا رکھا ہے شریک

بنا کر۔۔۔۔ ہر گز نہیں۔۔۔۔ بلکہ سچ تو یہ ہی ہے کہ اللہ ہی زبردست اور صاحبِ حکمت ہے۔

سُوْرَةُ سَبَا | آیت نمبر ۲۷

ارشادِ ربّی ہے کہ "قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾" اے رسول ﷺ !ان سے کہیئے کہ مجھے دکھاؤ تو تم وہ ہستیاں جن کو تم نے (اللہ) سے ملا رکھا ہے شریک کے طور۔۔ ہر گز نہیں۔۔ بلکہ وہ اللہ ہی (اکیلا) زبردست اور صاحبِ حکمت یعنی سب کچھ جاننے اور سمجھنے والا ہے۔

آیت ھٰذا میں مشرکوں کے ٹھہرائے ہوئے اللہ کے شریکوں کو موہوم قرار دے کر واضح کیا گیا ہے کہ اللہ ہی (واحد قادر) زبردست اور صاحب حکمت یعنی سب کچھ جاننے والا عزیز و حکیم ہے۔

حکم نمبر ۸۰۸

اے رسول ﷺ! نہیں بھیجا ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیئے۔۔ مگر بشیر و نذیر بنا کر۔۔ مگر بہت سے لوگ یہ جانتے نہیں۔

سُوْرَةُ سَبَا | آیت نمبر ۲۸

آیت ھٰذا میں بظاہر کوئی واضح حکم نظر نہیں آتا، مگر رسولِ پاک ﷺ سے یہ فرمانا کہ ہم نے آپ کو لوگوں کے لیئے ڈرانے والا عذابِ الٰہی سے منکرین کو اور جزا و ثواب کی خوشخبری سنانے

والا مومنین کے لیئے بنا کر بھیجا ہے مگر بہت سے لوگ یہ بات نہیں سمجھتے۔ اس ارشاد کا ایک پہلو تو یہ ہے بلکہ لوگوں کے لیئے درپردہ حکم کہ لوگ سرکار ﷺ کو رسول ﷺ برحق تسلیم کریں اور دوم اس میں سرکار ﷺ کی تسلی ہے کہ آپ ان کے تسلیم نہ کرنے سے دل برداشتہ نہ ہوں کہ آپ کا کام اور ذمہ داری وحی کے مطابق لوگوں کو آگاہ کرنا ڈرانا، اور خوشخبری سنانا ہے اور ہدایت دینا یا نہ دینا اللہ کا اختیار ہے اس کی رسول ﷺ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا وَّ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝۲۸ "اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کے لیئے خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا (بنا کر)، مگر اکثر لوگ یہ جانتے نہیں ہیں۔ آیت ھٰذا سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ سرکار ﷺ کسی ایک علاقہ یا قوم کے لیئے نہیں، بلکہ تمام ہی لوگوں کے لیئے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔

حکم نمبر ۸۰۹

اے رسول ﷺ آپ لوگوں کو بتا دیجیئے کہ مقرر ہے تمہارے لیئے اس دن کے وعدے کی میعاد جس میں نہ تم ایک گھڑی کی تاخیر کر سکو گے، نہ عجلت۔

سُوۡرَةُ سَبَا	آیت نمبر ۳۰

جو لوگ پوچھتے ہیں کہ قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا ان کے لیئے رسول پاک ﷺ کو حکم دیا گیا کہ "قُلۡ لَّـكُمۡ مِّيۡعَادُ يَوۡمٍ لَّا تَسۡتَاۡخِرُوۡنَ عَنۡهُ سَاعَةً وَّلَا تَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ۝۳۰" آپ ان کو

بتادیجیئے کہ تمہارے لیئے مقرر ہے مہلت کی معیاد کا وہ دن جس میں نہ تم ایک پل کی تاخیر کر سکو گے اور نہ تقدیم۔۔۔۔یعنی قیامت حسبِ وعدہ اپنے وقت مقررہ پر ضرور آئے گی مگر اس کے آنے کے وقت کا علم صرف اللہ کو ہے اور کسی کو اس کے آنے میں ایک گھڑی بھی آگے پیچھے کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

حکم نمبر ۸۱۰

رسول پاک ﷺ کو یہ فرمادینے کا حکم کہ میرا رب جس کا رزق چاہتا بسیط کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔

سُوۡرَةُ سَبَا	آیت نمبر ۳۶

ارشاد ہے کہ "قُلۡ اِنَّ رَبِّیۡ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۶﴾ "بتادیجیئے ان کو، اے رسول ﷺ کہ بے شک میرا رب بسیط کر دیتا ہے رزق جس کے لیئے چاہے اور جس کے لیئے چاہے تنگ کر دیتا ہے، مگر اکثر لوگ یہ بات جانتے نہیں ہیں۔

آیت ھٰذا میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں جن کے بتادینے کا سرکار ﷺ کو حکم ہے۔۔۔۔اوّل یہ کہ رازق اللہ ہے۔۔۔۔دوم یہ کہ کم یا زیادہ رزق دینا اس کی مرضی پر منحصر ہے اور تیسری بات یہ کہ لوگ اس حقیقت کو سمجھتے نہیں ہیں۔۔ سبق یہ دیا گیا ہے کہ روزی و رزق کی تنگی و فراخی کو منشاو مصلحتِ رب سمجھ کر ثابت قدم و شکر گزار رہنا چاہیئے۔

حکم نمبر ۸۱۱

اے رسول ﷺ آپ کہہ دیجیئے کہ میرا رب اپنے بندوں میں جس کا رزق چاہتا ہے بسیط کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور تم جو کچھ راہِ خدا میں خرچ کرتے ہو وہ تم کو اس کا بدلا دیتا ہے کہ وہ بہترین رزق عطا کرنے والا ہے۔

سُوْرَةُ سَبَا	آیت نمبر ۳۹

آیت نمبر ۳۶ کے حکم کو ہی یہاں دوہرایا گیا ہے۔ آیت نمبر ۳۶ میں رزق کی تنگی و فراخی کے رمز و مشیت کے لیئے کہا گیا تھا کہ اکثر لوگ اس کو نہیں جانتے جبکہ آیت ھٰذا میں اپنے بندوں میں سے جس کے لیئے چاہے رزق کو بسیط یا تنگ کر دینے کے بیان کے بعد فرمایا گیا ہے کہ تم اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے جو کچھ اس کی راہ میں یا مطابق احکام دوسروں پر خرچ کرتے ہو تمہارے لیئے اللہ کی طرف سے اس کا بدلہ ہے اور اللہ سب سے بڑا رزق دینے والا خیر الرّازقین ہے۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۳۹" کہہ دیجیئے/ ان کو بتا دیجیئے کہ میرا رب بسیط کر دیتا ہے رزق اپنے بندوں میں جس کے لیئے چاہے اور جس کے لیئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور جو تم (اس کی راہ میں) خرچ کرتے ہو وہ تم کو اس کا بدلہ دیتا ہے اور وہ ہی بہترین رزق دینے والا ہے۔

حکم نمبر ۸۱۲

سرکار ﷺ کو یہ فرمانے کا حکم کہ میں تم کو ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لیئے اکیلے یا کسی دوسرے کو ساتھ لے کر کھڑے ہو اور سوچو کہ تمہارے صاحب میں مجنونیت کی کوئی بات نہیں ہے ۔۔وہ تو تم کو آنے والے شدید عذاب سے ڈرانے اور تنبیہ کرنے والے ہیں۔

سُوْرَةُ سَبَا	آیت نمبر ۴۶

ارشاد ہے کہ "قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ" آپ ان سے کہئے کہ میں تم کو صرف یہ نصیحت کرتا ہوں" اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۣ" کہ تم اللہ واسطے کھڑے ہو اکیلے یا دوسرے کو لے کر اور غور کرو" مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ" کہ تمہارے اس صاحب میں جنون والی کیا کوئی بات ہے؟ آگے ارشاد ہوا کہ "اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝۴۶" کہ وہ تو تم کو آنے والے شدید عذاب سے ڈرانے اور تنبیہ کرنے والے ہیں۔ منصب و کارِ رسالت یہی ہے کہ منکرین کو آنے والے قیامت کے عذاب سے ڈرا کر حق پر آجانے کی تنبیہ کی جائے۔

حکم نمبر ۸۱۳

رسول پاک ﷺ کو یہ فرمانے کا حکم کہ اگر میں تم سے کوئی اجر مانگوں تو وہ تم اپنے ہی پاس رکھو۔ میرے لیئے تو نیک بدلا اللہ کے ہی پاس ہے اور وہ ہر بات اور ہر چیز کا گواہ ہے۔۔ دیکھنے والا ہے۔

سُوۡرَةُ سَبَاٍ	آیت نمبر ۴۷

سابقہ آیت میں کافروں کو کی جانے والی نصیحت اور دعوتِ حق دینے کے حوالے سے سرکار ﷺ سے کہا گیا کہ آپ ان لوگوں سے کہہ دیں کہ میں تم کو نصیحت کرنے اور دعوتِ حق دینے کا تم سے کوئی صلہ طلب نہیں کرتا اور اگر میں تم سے اس کا سوال کروں تو تم وہ مجھ کو نہ دینا اپنے ہی پاس رکھنا، اس لیئے کہ میرے اعمال و کارِ رسالت کی انجام دہی کا اجر میرے رب کے ہی پاس ہے اور وہ ہی ہر چیز پر شاہد ہے ارشاد ہے کہ "قُلۡ مَا سَاَلۡتُكُمۡ مِّنۡ اَجۡرٍ فَهُوَ لَـكُمۡ‌ ؕ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ‌ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ﴿۴۷﴾ "ان سے کہہ دیجیئے اے رسول ﷺ کہ اگر میں تم سے سوال کروں اپنے معاوضہ کا تو وہ تم اپنے ہی پاس رکھو میرا اجر تو اللہ کے ہی ذمّہ ہے، جو ہر چیز کا گواہ ہے۔

حکم نمبر ۸۱۴

اے رسول ﷺ! آپ ان سے کہہ دیجیئے کہ میرے رب نے بے شک حق نازل فرمادیا ہے اور وہ ہی غیب کی چُھپی ہوئی حقیقتوں کا جاننے والا ہے۔

سُوْرَةُ سَبَا	آیت نمبر ۴۸

ارشاد ہے کہ" اے رسول ﷺ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۴۸﴾
آپ ان سے کہہ دیں یا ان کو بتادیں کہ بے شک میرا رب "حق کے ساتھ قذف" کررہا ہے"قِذْفٌ" کے لغوی معنٰی پھینک کر مارنے کے ہیں اور اس لفظ کا مرادی مفہوم برسانا۔ نازل کرنا۔ چوٹ مارنا ہے (بلکہ جاہلوں کافروں اور مشرکوں کے حوالے سے یہ لفظ "تکے مارنے" کے مفہوم میں بھی استعمال ہوا ہے، مگر ذات باریٔ تعالٰی کے لیئے "بالحق" کے ساتھ "سچائیاں نازل کرنے۔ حق اتارنے۔ باطل پر سچ کی چوٹ مارنے اور انبیا کے حوالے سے وحی کرنے کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ سرکار ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ میرا رب میرے اوپر وحی کے ذریعہ حقیقتیں واضح فرماتا ہے۔ یا باطل پر سچ کی چوٹ مارتا ہے۔ اوپر سے حق نازل کرتا ہے۔۔۔ سچا دین ناز ل فرمارہا ہے۔۔۔ حق نازل کرتا ہے۔۔۔ بارش انوارِ دین حق

فرماتا ہے۔۔۔۔ حق یعنی اسلام کو باطل یعنی کفر و شرک پر غالب کرتا ہے۔۔۔۔اور یہ کہ دراصل وہ ہی چھپی ہوئی حقیقتوں کو پوری طرح سب سے بہتر جاننے والا یعنی علّام الغیوب ہے۔

حکم نمبر ۸۱۵

اے رسول ﷺ آپ ان کو بتادیں، ان سے کہہ دیجیے کہ حق (اسلام اور قرآن) آگیا اور باطل (حق کے خلاف) نہ پہلے کچھ کر سکا ہے اور نہ آئندہ کر سکے گا۔

سُوْرَةُ سَبَا	آیت نمبر ۴۹

ارشاد ہے کہ "قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ مَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَ مَا يُعِيْدُ ۝۴۹" کہہ دیجیے (اے رسول ﷺ / بتادیجیے کہ) حق آگیا ہے اور باطل نہ پہلے کچھ ظاہر۔ ایجاد۔ یا پیدا کر سکا ہے نہ آئندہ کر سکے گا۔

"مَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ" کے معنیٰ بعض مفسرّین نے یہ بیان کیئے ہیں کہ باطل نہ تو پہلے حق کو برباد کر سکا ہے نہ آئندہ کر سکے گا یعنی باطل پر حق ہی غالب رہے گا۔۔۔۔ اور بعض شارحین کے مطابق یہ ہے کہ نہ تو باطل نے پہلے کچھ تخلیق کیا نہ آئندہ کر سکے گا یعنی بندوں کو پیدا

کرنا اور موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنا صرف اللہ کا ہی اختیار ہے۔ باطل نے نہ پہلے کچھ کیا اور نہ آئندہ کچھ کر سکے گا یعنی قرآنِ پاک کے ذریعہ حق ہی غالب رہے گا۔

حکم نمبر ۸۱۶

آپ فرما دیجیئے، اے رسول ﷺ کہ اگر میں بہکا یا بھٹکا ہوا ہوں تو گمر ہی کا وبال مجھ پر ہی ہے اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو یہ قرآن کے سبب ہے جو اللہ مجھ پر وحی کرتا ہے۔

سُوْرَۃُ سَبَا	آیت نمبر ۵۰

آیت ھٰذا کا حکم یہ درس دیتا ہے کہ بندے کو غلطی اپنی ذات اور اچھائی اللہ کے فضل وکرم سے وابستہ سمجھنا چاہیئے۔ رسول پاک ﷺ کے درس سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے آپ سے فرمایا گیا کہ آپ بتا دیجیئے یا کہہ دیجیئے کہ "قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ ۚ" آپ کہہ دیجیئے کہ اگر میں بھٹکا ہوا ہوں تو وہ بوجھ مجھ ہی پر ہے "وَ اِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْٓ اِلَیَّ رَبِّیْ ؕ" اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو یہ اس کی وجہ سے ہے جو میرے رب کی طرف سے مجھ پر وحی کیا جاتا ہے "اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ۝۵۰" بے شک وہ (اللہ، میرا رب) سب کچھ سننے والا (اپنے بندوں سے) بہت نزدیک ہے۔

حکم نمبر ۸۱۷

لوگوں کو اللہ کی نعمتیں یاد رکھنے کا حکم جو خالق و رزّاق و معبودِ واحد ہے۔

سُوْرَۃُ فَاطِر	آیت نمبر ۳

ارشاد ہے کہ "یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ؕ" اے لوگو! یاد رکھو وہ نعمتیں جو اللہ نے تم کو عطا فرمائی ہیں "هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ" کیا ہے کوئی اللہ کے سوا تخلیق کرنے والا جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے "لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ٘ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳" اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے پھر تم (بہکاوے میں آکر) کیوں پھرے جارہے ہو (حق کی طرف سے)۔ آیت ھٰذا میں اللہ کی خلاقی و رزاقی کی نعمت کا حوالہ دے کر لوگوں کو استفہامیہ انداز میں تنبیہ کی گئی ہے حق کی طرف سے منہ نہ موڑنے یا بہکاوے میں نہ آنے کی کہ شیطان لوگوں کو حق سے منہ موڑنے کے لیئے بہکاتا ہے اور لوگ اللہ کی نعمتوں اور وحدانیت کو بھول کر حق سے منہ موڑ لیتے ہیں۔

حکم نمبر ۸۱۸

اللہ کا وعدہ سچا ہونے کی توثیق اور لوگوں کو دنیاوی زندگی سے دھوکا نہ کھانے اور بڑے دھوکے باز سے بچنے کی تنبیہ کے ساتھ شیطان کو دشمن سمجھنے کا حکم کہ وہ تو اپنے گروہ والوں کو بلاتا ہے کہ وہ بھی جہنم والوں میں شامل ہوں۔

سُوْرَۃُ فَاطِر	آیت نمبر ۵۔۶

ان دو آیات میں اللہ نے لوگوں کو متنبہ کیا ہے کہ دنیاوی زندگی کی چمک دمک تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے کہ تم اس کو ہی سب کچھ سمجھ کر عاقبت کو بھول جاؤ اور اس طرح سب سے بڑا دھوکے باز تم کو اللہ سے متعلق دھوکے میں ڈال دے۔۔ اللہ نے روزِ حشر جو حساب کتاب اور جزاء و سزا کا وعدہ فرمایا ہے وہ برحق ہے، مگر شیطان جو تمہارا کھلا دشمن ہے وہ بلاتا ہے اپنے گروہ والوں کو دوزخیوں میں شامل ہونے کے لیئے۔ حکم ہوا ہے کہ اے لوگو! شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے سو تم بھی اس کو دشمن ہی سمجھو اور ہرگز اس کے بہکائے میں مت آؤ۔ ارشاد ہے کہ ”یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۫ وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝“ اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ (قیامت و حشر و جزا و سزا) سچا ہے اور تم دنیا کی زندگی سے دھوکہ نہ کھاؤ کہ وہ بڑا دھوکے باز تم کو اللہ سے متعلق دھوکے میں ڈال دے“ اِنَّ الشَّیْطٰنَ

لَکُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡہُ عَدُوًّا ؕ" بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے اور تم بھی اس کو اپنا دشمن ہی جانو "اِنَّمَا یَدۡعُوۡا حِزۡبَہٗ لِیَکُوۡنُوۡا مِنۡ اَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ ؕ﴿۶﴾" اور وہ تو اپنا کہنا ماننے والے (اپنے گروہ والوں کو) لوگوں کو دوزخیوں میں شامل ہونے کے لیئے ہی بلاتا ہے۔

حکم نمبر ۸۱۹

اے لوگو! تم اللہ کے آگے حاجت مند ہو اور اللہ غنی و حمید یعنی حاجت مندی نہ رکھنے والا لائقِ حمد وثنا ہے۔

سُوۡرَۃُ فَاطِر آیت نمبر ۱۵

ارشاد ہے کہ "یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ ۚ وَ اللّٰہُ ہُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ ﴿۱۵﴾"
اے لوگو! تم سب اللہ کے سامنے حاجت مند (فقیر) ہو اور اللہ ہر حاجت سے پاک "غنی اور لائق حمد وثنا ہے"۔

آیتِ ھٰذا سے پہلے والی آیت میں مشرکوں کے خود تراشیدہ معبودوں کی بے بسی و بے اختیاری بیان کرنے کے بعد بتایا گیا ہے کہ وہ روز حشر اللہ کے حضور پیش ہو کر مشرکین کے شرک سے انکار کر دیں گے۔ فرمایا گیا ہے کہ تم کو اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے ایسی خبر دینے والا اور یہ کہ تم اللہ کے سامنے محتاج ہو، جبکہ اللہ ہر حاجت سے بالاو برتر اور لائقِ تعریف و مستحق حمد وثنا یعنی "غنی و حمید" ہے۔۔ لوگوں کو تنبیہ۔

حکم نمبر ۸۲۰

اے رسول ﷺ مشرکوں سے پوچھیۓ کہ تم اللہ کے سوا جن کو شریک بنا کر پکارتے ہو کیا تم نے ان کو دیکھا ہے؟ مجھے دکھاؤ کیا انہوں نے زمین پر کچھ تخلیق کیا ہے یا آسمانوں میں ان کی کوئی شرکت ہے؟۔ کیا تمہارے پاس اللہ کی عطا کردہ کوئی کتاب ہے جس پر تم قائم ہو؟۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔ یہ ظالم ایک دوسرے سے جھوٹے وعدے کرتے ہیں۔

سُوْرَةُ فَاطِر	آیت نمبر ۴۰

ارشاد ہے کہ "قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ" ان سے پوچھیۓ کیا تم نے اپنے ان شریکوں کو دیکھا بھی ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو" اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ" مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کیا تخلیق کیا ہے یا وہ آسمانوں میں کہیں شریک ہیں" اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ" کیا ان کو ہم نے کوئی کتاب (سند) دی ہے جس پر وہ قائم ہوں" بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝۴۰ "ہرگز نہیں، بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے جھوٹی باتوں کا وعدہ کرتے ہیں (ورغلاتے ہیں)۔

آیتِ ھٰذا میں سرکار ﷺ کو یہ فرمانے کا حکم ہے کہ مجھے دکھاؤ تو۔۔۔۔ دراصل ایک لہجۂ تردید ہے مشرکین کے عقائد کا جس کی توثیق اس بات سے ہوتی ہے کہ ان کے تراشیدہ معبود نہ تو کسی شئے کے خالق ہیں اور نہ کسی تخلیق میں شریک، بلکہ ان سے متعلق مشرکین جو عقیدہ رکھتے ہیں وہ بغیر سند باہم جھوٹ اور فریب دہی کا نتیجہ ہے۔

حکم نمبر ۸۲۱

اے رسول ﷺ! آپ اس کو ہی خوف دلا سکتے ہیں جو آپ کی نصیحت مان کر بغیر دیکھے ہوئے رحمٰن سے ڈرے اور ایسے شخص کو آپ مغفرت اور اجرِ کریم کی بشارت دے دیجیئے۔

سُوْرَةُ یٰسٓ — آیت نمبر ۱۱

آیت ھٰذا میں بنیادی تصوّر یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ غیب پر ایمان لانے والا ہی رسول پاک ﷺ کی نصیحت مان کر عذاب الٰہی سے ڈر سکتا ہے۔۔۔۔ اور ایسے شخص کے لیئے رسول پاک ﷺ کو دنیا و عاقبت میں کامیابی و کامرانی کی خوشخبری سنا دینے کا حکم دیا گیا ہے کہ "فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝۱۱" ارشاد باری ہے کہ "اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝۱۱" آپ اسی کو تنبیہ کر سکتے ہیں جو آپ کی نصیحت مان کر بغیر دیکھے ہوئے رحمان (کے عذاب) سے ڈرے اور ایسے شخص کو آپ مغفرت اور بڑے اچھے بدلے کی بشارت دے دیجیئے (اے رسول ﷺ)۔

حکم نمبر ۸۲۲

اے رسول ﷺ آپ ان کو "قریہ" والے لوگوں کا قصّہ مثال کے طور پر سنا دیجیئے جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے پیغام بر آئے تھے۔

سُوْرَةُ یٰسٓ	آیت نمبر ۱۳ سے ۲۹

ارشاد ہے کہ "وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝۱۳" آپ ان کو بستی والوں کا قصّہ مثال کے طور پر سنا دیجیئے جب ان کے پاس ہمارے بھیجئے ہوئے (پیغامبر) آئے تھے۔۔۔۔ یہ فرمانے کے بعد آیت نمبر ۱۴ تا ۲۹ میں قصّہ بیان کیا گیا ہے ایک بستی یا قریہ والوں کا اور ان کی جانب بھیجے ہوئے رسولوں یا پیغامبروں کا، مگر کہیں کسی بستی یا کسی رسول کا نام بیان نہیں کیا گیا ہے۔ رسولوں کی تعداد کے لیئے پہلے دو کا اور پھر ان میں ایک کے اضافہ کا بیان ہے اور ایک صاحبِ ایمان مرد کی تصدیقی نصیحت کا حوالہ ہے۔ اب یہ سوال کہ وہ تینوں بھیجے ہوئے اشخاص تکنیکی یا اصطلاحی معنوں میں "رسول ﷺ" تھے یا "مُرْسَلُوْنَ" اور "اَرْسَلْنَآ" کے الفاظ محض لغوی معنیٰ میں بیان ہوئے ہیں۔ قرآنِ حکیم میں تو بیان یوں ہے کہ۔۔۔۔ "اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝۱۴ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝۱۵ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝۱۶ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۱۷ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ

تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَ لَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَآىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَىِٕنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ جَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَا لِيَ لَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْ
فَطَرَنِيْ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ
شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّ لَا يُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّيْۤ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّيْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ
فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَ جَعَلَنِيْ
مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ مَا كُنَّا
مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ ”جب بھیجے تھے ہم نے ان
کی طرف دو (پیغام بر) تو جھٹلا دیا انہوں نے ان کو پھر تقویت دی ہم نے (انہیں) تیسرے (پیغام بر) سے اور انہوں نے کہا ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ (۱۴) انہوں نے کہا نہیں تم ہماری ہی طرح کے ایک بشر ہو اور نہیں نازل کیا رحمان نے کچھ بھی کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ (۱۵) انہوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم ضرور تمہاری طرف پیغام لے کر بھیجے گئے ہیں۔ (۱۶) اور نہیں ہے ہم پر کوئی ذمہ داری سوائے صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے (۱۷) انہوں نے کہا کہ ہم تمہیں نامبارک سمجھتے ہیں۔ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو ضرور سنگسار کر دیں گے اور تم ہمارے ہاتھوں سے دردناک سزا پاؤ گے۔ (۱۸) انہوں نے کہا تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ کیا تم یہ باتیں اس لیئے کر رہے ہو کہ تم کو نصیحت کی گئی ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ حد سے گزر چکے ہو۔ (۱۹) اور آیا شہر کے دور دراز علاقے سے دوڑتا ہوا ایک شخص اور اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو! پیروی اختیار کرو ان رسولوں کی۔ (۲۰) پیروی کرو ان لوگوں کی جو تم سے نصیحت کا کوئی صلہ نہیں مانگتے اور وہ ہدایت پائے ہوئے ہیں (۲۱) اور میرے پاس کیا عذر ہے کہ میں اس کی

عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور اسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔(۲۲) کیا میں اس کو چھوڑ کر ایسوں کو معبود بناؤں کہ اگر اللہ میرے حق میں نقصان چاہے تو ان کی سفارش مجھے کوئی فائدہ نہ دے سکے اور نہ ہی وہ مجھے چھڑا سکیں۔(۲۳) اگر میں ایسا کروں تو میں کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔(۲۴) میں تمہارے رب پر ایمان لایا ہوں سو تم میری بات سنو۔(۲۵) حکم ہوا کہ بہشت میں داخل ہو جا۔۔۔تو وہ بولا کاش میری قوم کو بھی اس کا علم ہو جائے۔(۲۶) میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے معزز لوگوں میں شامل فرمایا۔(۲۷) اور ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہم اتارنے والے تھے۔(۲۸) وہ تو صرف ایک چنگھاڑ تھی سو وہ اس سے ناگہاں بجھ کر پڑ گئے۔(۲۹)

بعض معتبر تفاسیر کے مطابق اس قصّہ میں جس بستی کو ایک قریہ کہا گیا ہے اس کا نام ''انطاکیہ ''اور بھیجے ہوئے پہلے دو پیغامبر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے دو حواری حضرت یحییٰ اور حضرت یونس تھے جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اللہ کے حکم سے انطاکیہ بھیجا تھا اور تیسرا پیغامبر جس کو پہلے دو پیغامبروں کی مدد و معاونت کے لیئے بھیجا گیا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے خاص حواری حضرت شمعون تھے۔۔۔ اور دور دراز شہر سے آنے والا شخص جس کا نام حبیب بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا صحابی تھا۔

اس قصّہ میں اوپر بیان شدہ ناموں پر مفسّرین میں اختلاف پایا جاتا ہے مگر بیان کردہ حوالہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حکم نمبر ۸۲۳

لوگوں کو موجودہ اور آئندہ یعنی دنیا وآخرت کے عذاب سے ڈرنے کی تاکید کہ ان پر رحم کیا جائے۔

سُوْرَةُ یٰسٓ	آیت نمبر ۴۵

ارشاد ہے کہ "وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْكُمْ وَ مَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾" اور جب کہا جاتا ہے ان سے کہ ڈرو اس سے جو تمہارے ہاتھوں کے درمیان اور تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔۔۔۔

آیت ھٰذا میں ناشکرے منکرین کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ دنیا وآخرت میں اللہ کے عذاب سے ڈرو اور پناہ مانگو کہ تم پر رحم کیا جائے۔ جو تمہارے ہاتھوں کے درمیان ہے سے مراد موجودہ یعنی دنیا ہے اور "مَا خَلْفَكُمْ" سے مراد آخرت وعاقبت کا عذاب ہے اور ارشاد ہے کہ دنیا وآخرت کے عذاب سے ڈرنے والے ہی رحم کے مستحق ہیں۔۔۔۔ یہ سننے کے بعد بھی لوگ کان نہیں دھرتے اور عذاب سے بچنے کی تنبیہ و تاکید پر بھی عمل نہیں کرتے یعنی تقویٰ کرنے کے حکم کو رد کر دیتے ہیں۔

حکم نمبر ۸۲۴

لوگوں کو اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اس کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم اور لوگوں کی حیلہ سازی پر انہیں گمراہ قرار دینا۔

سُوْرَۃُ یٰسٓ آیت نمبر ۴۷

ارشا د ہے کہ "وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾" اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے تم کو جو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرو (راہِ حق میں بھوکوں کو کھانا کھلا کے) تو کافر مومنین سے کہتے ہیں کیا ہم ان کو کھلائیں جن کو اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا۔۔۔ بے شک تم لوگ کھلی گمرہی میں مبتلا ہو!

آیت ھٰذا میں اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے ناداروں پر اللہ کے واسطے خرچ کرنے کا حکم ہے، مگر وہ لوگ جو کھلی گمرہی میں مبتلا ہیں یہ کہہ کر تعمیل حکم سے منہ موڑ لیتے ہیں کہ اللہ اگر ان کو کھلانا چاہتا تو خود ہی کھلا دیتا!

حکم نمبر ۸۲۵

لوگوں کو جنت کی راحتوں اور اللہ کی طرف سے "سلام" کے حوالے سے نیک اعمال کا ترغیبی حکم۔

سُوْرَۃُ یٰسٓ آیت نمبر ۵۵ تا ۵۸

ان آیات میں بظاہر کوئی کھلا حکم نہیں دیا گیا ہے، مگر جنت کی راحتوں کا بیان کر کے سب سے بڑی عطائے ربّی کا ذکر ہے کہ جنّتی لوگوں کو تمام نعمتیں عطا کر کے سب سے بڑا یہ اعزاز بھی دیا جائے گا کہ ان کے رحم فرمانے والے رب کی طرف سے ان پر "سلام

آئے گا"۔ یہ ترغیب دراصل اس اعزاز کو حاصل کرنے اور ایمان و اعمال صالح کے لیئے ایک اہم ترین ترغیب اور درپردہ حکم ہے۔

ارشاد ہے کہ "اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ "بے شک جنّتی لوگ اس دن اپنے مشاغل سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے (یعنی جنّت میں مزے کر رہے ہوں گے) "هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ "وہ اور ان کی بیویاں سائبانوں میں اپنے اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔" لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّ لَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ "ان کے لیئے جنت میں لذیذ پھل (میوہ جات) ہوں گے اور جو بھی وہ چاہیں گے۔"سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾ "اور رحم فرمانے والے رب کی طرف سے ان کے لیئے سلام ہو گا۔

ملحوظ رہے کہ اللہ کا سلام حضور اکرم کے لیئے اور بعض یا تمام ہی انبیاو مرسلین کے لیئے ہے مگر آخر کار یہ اعزاز جنت میں سرکار ﷺ کے غلاموں کو بھی حاصل ہو جائے گا ویسے دنیا میں مومنین کو مومنین کا سلام ہے مگر جنت میں اللہ کا بھی سلام ہو گا۔ یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔ راقم کے نزدیک اس سے بڑی نہ کوئی سعادت ہے، نہ اس سے بڑا حصول۔

حکم نمبر ۸۲۶

بنی آدم سے لیئے گئے قول اور اس حکم کا اعادہ کہ اے بنی آدم ! شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی عبادت کرنا کہ یہی سیدھا راستہ ہے۔

سُوْرَۃُ یٰسٓ | آیت نمبر ۶۰ ۔ ۶۱

ارشاد ہے کہ " اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۶۰﴾ وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِيْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ " کیا عہد نہیں لیا تھا تم سے میں نے / کیا تم سے کہہ نہیں رکھا تھا / کیا تم کو تاکید نہیں کی تھی میں نے ۔۔۔ اے اولاد آدم ! تم شیطان کی بندگی (عبادت) نہ کرنا کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (۶۰) اور عبادت میری ہی کرنا کہ یہی سیدھا راستہ ہے۔

یہ بات اس وقت منکرین سے کہی جائے گی جب آیت نمبر ۵۹ کے حوالے سے یومِ حشر ان کو حکم ہو گا کہ اے مجرمو ! تم آج چھنٹ کر الگ ہو جاؤ (اہلِ ایمان سے)۔ بعض مفسّرین و مترجمین کے مطابق " اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ " کے معنٰی یہ ہیں کہ ۔۔۔ کیا میں نے تم کو دنیا کی زندگی کے دوران انبیاو مرسلین کے ذریعہ یہ ہدایت نہیں کر دی تھی کہ ۔۔۔ شیطان کی پوجا نہ کرنا کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ یہاں سوالیہ انداز میں بات کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بے شک میں نے ہدایت کی تھی کہلوا دیا تھا / تم کو تنبیہ کر دی تھی کہ ۔۔۔ شیطان کی بندگی کھلی

گمراہی اور غلط راستہ ہے۔ صراط مستقیم یہ ہے کہ تم صرف میری ہی عبادت کرنا۔۔۔بات یومِ حشر کے حوالے سے کہہ کر آج بھی اسی کی تنبیہ کی جارہی ہے یعنی شیطان کو کھلا ہوا دشمن سمجھ کر اس کی بندگی (اور بہکاوے) سے بچ کر صرف اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے کا حکم دیا جارہاہے۔

حکم نمبر ۸۲۷

آپ فرمادیجیئے، اے رسول ﷺ ! کہ وہ ہی دوبارہ پیدا کرے گا جس نے پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر طرح کی تخلیق کرنا جانتا ہے۔ (خالق صرف اللہ ہی ہے۔)

سُوْرَةُ یٰسٓ	آیت نمبر ۷۹

ارشاد ہے کہ "قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِيٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ۙ﴿۷۹﴾"

کہہ دیجیئے ان سے کہ وہ ہی دوبارہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار کیا تھا اور وہ تو ہر طرح کی تخلیق کرنا جانتا ہے (اور اس کی قدرت بھی رکھتا ہے)۔

یہ آیت منکرین کہ اس انکار و استعجاب کے جواب میں نازل ہوئی کہ کافر کہتے تھے کہ بوسیدہ گلی ہوئی ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے؟ جواب میں کہا گیا کہ جس نے پہلی مرتبہ حیات دی وہ ہی دوبارہ حیات دے گا کہ آدم کو مٹی سے اور آلِ آدم کو نطفہ (دو جرسوموں سے) پیدا کیا تو کیا وہ بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ زندگی نہیں دے سکتا؟ وہ بے شک ہر طرح کی تخلیق کرنا جانتا ہے۔

حکم نمبر ۸۲۸

اللہ کے سبحان ہونے اور اس کے ہاتھ میں ہر شے کی ملکیّت ہونے کے ساتھ اسی کی طرف لوٹ کر جانے پر یقین رکھنے کی تنبیہ۔

سُوْرَۃُ یٰسٓ	آیت نمبر ۸۳

یہ سورۃ یٰسٓ کی آخری آیت ہے، جس میں بظاہر کوئی کھلا حکم نظر نہیں آتا، مگر واضح حکم نہ ہونے کے باوجود تین حقیقتوں کو ملحوظ رکھنے یا تسلیم کرنے کی تنبیہ ہے جو بمنزلہٗ حکم ہے۔

اوّل یہ کہ اللہ ایسی تمام باتوں سے بالاتر اور پاک ہے جو کافر بناتے ہیں اور اس کی قدرتِ کاملہ کو محدود سمجھ کر اس کی منفی یا سلبی صفات اس سے وابستہ کرتے ہیں یعنی وہ سبحان ہے کہ "پاکی سے اس کو یاد کیا جائے"۔

دوسری بات یہ کہ اس کے ہاتھ میں ہر شے کی بادشاہت ہے یعنی ہر چیز اور ہر بات اس کے تابع حکم اور اس کی ملک ہے، جس پر اس کا حکم چلتا ہے۔

تیسری بات یہ کہ سب کو اسی کے حضور جمع ہونا اور لوٹ کر واپس جانا ہے جہاں ہر ایک کے لیئے اس کے اعمال وعقائد کے مطابق آخری اور دائمی فیصلہ کر دیا جائے گا۔

آیتِ ھٰذا میں یہ تینوں یاد دہانیاں یا تنبیہ موجود ہے یعنی ان پر یقین رکھنے اور ایمان لانے یعنی تسلیم کرنے کا حکم ہے۔ ارشاد ہے کہ "فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾" وہ ذات پاک ہے اس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اس کی ہی طرف تم سب کو لوٹ کر واپس جانا ہے اور اس کے حضور جمع ہونا ہے۔

حکم نمبر ۸۲۹

اللہ کے معبودِ واحد ہونے کے قسمیہ اعلان کو تسلیم کرنے کا ترغیبی حکم۔

سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰت	آیت نمبر ا تا ۴

یہ سورۃ الصّٰفّٰت کی پہلی چار آیات ہیں۔ ان میں سے پہلی تین آیات میں اللہ تعالیٰ نے تین مختلف مشاغل میں مصروف رہنے والے یا تین کاموں پر معمور رہنے والے فرشتوں کی قسم کھائی ہے اور بعض شارحین کے مطابق فرشتوں کی نہیں، بلکہ مجاہدین و مومنین کی قسم ہے۔

اوّل وہ جو قطار اندر قطار صفیں باندھے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں۔ نماز پڑھنے والے مومنین یا تعمیلِ حکم کے لیئے مستعد فرشتے یا جہاد میں لشکر اسلام کے صف بند مجاہدین۔ ارشاد ہے کہ "وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿۱﴾" "قسم ہے ان کی جو صفیں بنا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ (قسم ہے یا وہ گواہی دیتے ہیں)

دوم وہ جو ڈانٹ کر حکم سناتے ہیں فرشتے یا مومنین و علما جو حق کا پیغام سختی کے ساتھ سناتے ہیں یا تعمیل احکام کرواتے ہیں" فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ﴿۲﴾"۔ یا بادلوں یا ہواؤں کو اللہ کے حکم کے مطابق جو فرشتے ہانکا دیتے ہیں یا جو علماء لوگوں کو احکامِ الٰہی کی تنبیہ کرتے ہیں۔

سوم وہ فرشتے یا مومنین جو تلاوت کے ذریعہ یادِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ یا تنزیل ربّی کی تلاوت کرتے ہیں۔" فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۳﴾"

مندرجۂ بالا تین قسم کے افراد کو بطورِ گواہ پیش کر کے یا ان کی مصروفیت کا حوالہ دے کر یا ان کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا ہے "اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ؕ" "بے شک تمہارا معبود صرف ایک ہی (لاشریک اللہ) ہے۔

آیات بالا میں کوئی بات حکماً نہیں کہی گئی ہے، مگر ایک زبردست ترغیب ہے جو حکم کی جیسی شدّت رکھتی ہے۔۔ عبادت میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے اور معبودِ واحد ولا شریک اللہ کی عبادت کرنے کے لیئے ہے۔ اسی لیئے ان آیات کو بمنزلۂ حکم تعبیر کیا گیا ہے۔

حکم نمبر ۸۳۰

ان سے پوچھیئے، اے رسول ﷺ! کہ پیدا کرنا (دوبارہ) زیادہ سخت (شدید) ہے یا وہ جو ہم پیدا کر چکے ہیں (پہلی مرتبہ) ؟

سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰت	آیت نمبر ۱۱

آیت ھٰذا میں سرکار ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ جو منکرین روزِ قیامت اپنی بوسیدہ ہڈیوں کے دوبارہ زندہ کیئے جانے سے انکار کرتے ہیں۔۔ ان سے پوچھیئے کہ مردوں کو دوبارہ زندگی دینا زیادہ سخت اور مشکل کام ہے یا پہلی مرتبہ تخلیق (لاشے سے)۔۔ بلاشبہ ہم نے انسان کو لیسدار گارے / چپکتی ہوئی مٹی سے تخلیق کیا ہے۔

درپردہ یہ بات کہی گئی ہے کہ دوبارہ زندہ کرنا پہلی بار تخلیق کرنے سے زیادہ شدّت والا کام نہیں تو منکرین کو سوچنا چاہیئے کہ جس نے ان کو پیدا کیا ہے کیا وہ ان کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا۔ کیا مردہ کو زندہ کرنا یا قبروں سے اٹھانا چپکتی مٹی سے انسان کو پیدا کرنے کے مقابلے میں زیادہ دشوار ہے؟ ہرگز نہیں۔ ارشاد ہے کہ "فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝۱۱" پوچھیئے ان سے کیا زیادہ دشوار ہے تخلیق کرنا یا دوبارہ زندہ کرنا (یا جو ہم نے تخلیق کیا یعنی پہلی بار پیدا کیا)۔

حکم نمبر ۸۳۱

اے رسول ﷺ ! آپ کفّار کے دوبارہ زندہ کیئے جانے کے سوال پر ہاں کہہ دیجیئے۔۔۔ اور یہ بھی کہیئے کہ تم زندہ کیئے جانے کے علاوہ ذلیل بھی کیئے جاؤ گے۔

سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰت	آیت نمبر ۱۸

ارشاد ہے کہ "قُلْ نَعَمْ وَ اَنْتُمْ دٰخِرُوْنَ ۝۱۸ ۚ" کہہ دیجیئے ہاں۔۔۔ اور یہ کہ تم ذلیل بھی کیئے جاؤ گے۔ یہ حکم کافروں کے اس استفسار و استعجاب و انکار کے جواب میں نازل ہوا کہ وہ آیت نمبر (۱۶) اور (۱۷) کے مطابق یہ پوچھتے تھے کہ "کیا جب ہم مر چکے اور مٹی اور ہڈی بن کر رہ گئے تو کیا پھر ہم اٹھائے جائیں گے (۱۶) اور کیا ہمارے باپ دادا بھی جو پہلے گزر گئے؟ (۱۷) ان

دونوں سوالات کے جواب میں صرف ہاں کہنے کا نہیں بلکہ یہ بھی کہنے کا حکم دیا گیا کہ تم زندہ بھی کیئے جاؤ گے اور تم کو ذلّت آمیز عذاب بھی ملے گا۔

حکم نمبر ۸۳۲

حکم ہو گا کہ ان کو اور ان کے ساتھیوں کو گھیر وُ/ جمع کر لو جو ظلم کرتے تھے۔۔۔اور ان کو بھی جن کی یہ پرستش کرتے تھے اللہ کے علاوہ۔۔۔ اور چلاؤ ان کو دوزخ کے رستے پر اور ان کو روکے رکھو کہ ان سے پرسش ہونی ہے۔

سُوۡرَةُ الصّٰٓفّٰت	آیت نمبر ۲۲ تا ۲۴

ارشاد ہے کہ "اُحۡشُرُوا الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا وَ اَزۡوَاجَهُمۡ وَمَا كَانُوۡا يَعۡبُدُوۡنَ ﴿۲۲﴾ "جمع کرو/ گھیر کے لاؤ ان تمام لوگوں کو جو ظلم کرتے تھے (اپنے اوپر اور منکر تھے وحی کے) اور ان کے ساتھیوں کو نیز ان کو بھی جن کی وہ پرستش کرتے تھے۔۔۔۔اللہ کو چھوڑ کر "مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَاهۡدُوۡهُمۡ اِلٰى صِرَاطِ الۡجَحِيۡمِ ﴿۲۳﴾ "اور ان کو دوزخ کے راستے پر چلاؤ۔" وَقِفُوۡهُمۡ اِنَّهُمۡ مَّسۡئُوۡلُوۡنَ ﴿۲۴﴾ "اور ان کو روکے رہو کہ ان سے ابھی پرسش کرنی ہے۔

ظالموں کو گھیر کر جمع کرنے اور ان کے ساتھیوں اور خود تراشیدہ معبودوں سمیت سب مشرکوں کو دوزخ کی راہ پر ڈالنے اور روکے رکھنے کے احکام یوم حشر فرشتوں کو دیئے جائیں گے تا کہ ان سے ان کے اعمال و عقیدے کی پرسش کی جائے اور جیسا کہ آیت نمبر (۲۱) میں کہا گیا ہے ان کو بتایا

جائے گا کہ یہی وہ فیصلے کا دن ہے جس کو تم لوگ جھٹلاتے تھے۔" هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾"

حکم نمبر ۸۳۳

یہ ہی (دوزخ سے نجات اور جنت میں داخل کیا جانا) بہت بڑی کامیابی ہے ایسی ہی کامیابی کے لیئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیئے۔

سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰت	آیت نمبر ۶۰۔۶۱

ارشاد ہے کہ "اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ "بے شک یہ ہی (وہ جس کا وعدہ کیا گیا تھا یعنی دوزخ سے بچ کر جنت کی دوامی زندگی عطا ہونا) بڑی کامیابی ہے اور۔۔۔۔ عمل کرنے والوں کو اسی کے (حصول کے) لیئے عمل کرتے رہنا چاہیئے۔" لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾"

آیاتِ ھٰذا میں دوزخ سے بچ کر جنت ملنے کے حوالے سے لوگوں کو اعمالِ صالح کی تلقین و تاکید کی گئی ہے اور اس شخص کا حوالہ بھی دیا گیا ہے جو کافروں کے بہکائے سے بچ کر سیدھی راہ پر قائم رہا اور اس کو جنت میں داخل کر کے "بہکانے والے کافر مجرموں کا حال جو دوزخ میں ڈالے گئے، دکھایا گیا" جس کو دیکھ کر وہ ہدایت ملنے پر شکر گزار ہوا۔

حکم نمبر ۸۳۴

منکرین کا انجام بتا کر فرمایا گیا کہ دیکھ لیجئے کہ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جن کے پاس خوف دلانے والے انبیا و مرسلین بھیجے گئے تھے مگر انہوں نے گمرہی نہ چھوڑی۔

سُوْرَۃُ الصّٰٓفّٰت	آیت نمبر ۷۳

ارشاد ہوا کہ "فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾" اور دیکھئے انجام ان کا جن کو ڈرایا گیا تھا (عذابِ آخرت سے) اور بھیجے گئے تھے ان کے پاس عذاب آخرت سے خبردار کرنے اور خوف دلانے والے یعنی انبیاو مرسلین ان کے پاس آئے تھے، مگر ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا اور گمرہی پر قائم رہے۔

آیات بالا دراصل رسول پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ذریعہ دیئے گئے قرآن حکیم کے احکامات تسلیم کرنے، ان پر ایمان لانے اور عمل کرنے کی ہدایت یا احکام ہیں جن کے ذریعہ عاقبت بنائی جاسکتی ہے۔

حکم نمبر ۸۳۵

فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں سمجھنے کے عقیدے کی تردید کا حکم

سُوْرَۃُ الصّٰٓفّٰت	آیت نمبر ۱۴۹ تا ۱۵۶

ارشاد ہے کہ "فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَ لَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾" ان سے دریافت کیجئے کیا آپ کے رب کے لیئے بیٹیاں اور ان کے لیئے بیٹے؟

"اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّ هُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾" کیا ہم نے فرشتوں کو مؤنث بنایا ہے اور وہ دیکھ رہے تھے؟

"اَلَاۤ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾" خبردار وہ جو یہ کہتے ہیں یہ ان کی من گھڑت ہے۔

"وَلَدَ اللّٰهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾" اور اللہ کے اولاد ہے (یہ کہنے میں) وہ بے شک جھوٹے ہیں۔

"اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾" کیا (اللہ نے) اس نے بیٹوں کے مقابل بیٹیوں کو منتخب کیا ہے۔

"مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾" تم کو کیا ہو گیا ہے کیسے حکم لگا رہے ہو﴿۱۵۴﴾ کیوں بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو؟

"اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾" کیا تم سوچتے سمجھتے نہیں ہو؟ کیا تم دھیان نہیں دیتے ہو؟

"اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾" کیا تمہارے پاس (اپنے اس قول کے لیئے کوئی سند یا واضح دلیل ہے اور اگر تم سچے ہو تو اپنی کتاب (سچی کتاب اگر تمہارے پاس ہے تو) پیش کرو۔

آیاتِ بالا سے واضح ہے کہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دینے کے عقیدے کے خلاف کھلا حکم دیا گیا ہے۔

حکم نمبر ۸۳۶

اے رسول ﷺ! ایک وقت تک (تھوڑی مدت کے لیئے) آپ ان سے منہ پھیر لیں اور دیکھتے رہیئے وہ بھی انجام دیکھ لیں گے

سُوْرَۃُ الصّٰٓفّٰت	آیت نمبر ۱۷۴۔ ۱۷۵

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ "فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۴﴾ "ایک مدّتِ مقررہ تک، اے رسول ﷺ! آپ ان سے منہ پھیر لیجئے یا ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجیئے۔" وَّ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾ "اور دیکھتے رہیئے ان کو اور وہ خود بھی دیکھ لیں گے۔

ان دونوں آیات کے بعد آیت نمبر (۱۷۶)اور(۱۷۷)میں ارشاد فرمایا۔۔۔کیا یہ ہمارے عذاب کے لیئے جلدی مچارہے ہیں۔(۱۷۶) پھر جب (عذاب / قیامت) ان کے میدانوں میں وہ نازل ہو گا تو بہت برا حال ہو گا ان لوگوں کا جن کو خوف دلایا جارہاہے اور وہ تسلیم نہیں کررہے ہیں(۱۷۴)۔اس کے بعد آیات نمبر(۱۷۸)اور(۱۷۹)میں پہلے والی دونوں آیات کے مفہوم کو دوہرایا گیاہے (صرف ایک حرف اور ایک لفظ کے فرق سے یعنی "فَتَوَلَّ" کو "وَ تَوَلَّ" کہاہے اور "وَّ اَبْصِرْهُمْ" کی جگہ صرف "وَّ اَبْصِرْ" کہاہے۔باقی مفہوم لفظ بہ لفظ اور حرف بہ حرف ایک ہی ہے۔

حاصل ارشاد یہ ہے کہ عذاب قیامت کو تسلیم نہ کرنے والوں کا انجام جلدی سامنے آنے والا ہے، جس کا وقت مقرر کیا جاچکا ہے اور اس کا علم و اختیار صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔ رسولِ پاک ﷺ کو اس وقت کے لیئے انتظار کرنے دیکھتے رہنے اور منکرین کو ان کے حال پر چھوڑ دینے کا حکم ہے۔

حکم نمبر ۷ ۸۴

حکم سرکار ﷺ کو کفّار کی باتوں پر صبر کرنے اور حضرت داوٗد علیہ السّلام کا قصّہ بیان کرنے کا جو صاحب قوّت۔۔۔اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔جن کے ساتھ پہاڑوں اور پرند کو صبح وشام تسبیح کرنے کے لیئے مسخر کر دیا گیا تھا اور جن کو بڑی حکومت اور حکمتِ فیصلہ عطا کی گئی تھی۔

سُوْرَةُ صٓ	آیت نمبر ۱۷ تا ۲۰

ارشاد ہے کہ:۔

"اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ اذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾" اے رسول ﷺ صبر کیجیئے اس پر جو یہ (کافر باتیں بناتے) کہتے ہیں اور قصّہ بیان کیجئے ہمارے عبد داوٗد علیہ السّلام کا، جو صاحب قوت اور بے شک اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔

"اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾" بے شک ہم نے مسخر کیا تھا پہاڑوں کو ان کے ساتھ صبح وشام تسبیح کرنے کے لیئے۔

"وَ الطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾" اور پرند جمع ہو کر سب کے سب ان سے رجوع کرتے (اور تسبیح کرتے)۔

"وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝" "اور ہم نے مضبوط و مستحکم کر دی تھی حکومت اور عطا کی تھی ان کو حکمت فیصلہ کن بات کرنے کی۔

مندرجۂ بالا آیات میں ایک تو سرکار ﷺ کو کفّار کی بنائی ہوئی باتوں پر صبر کرنے اور برداشت کرنے کا حکم ہے اور ساتھ ہی ساتھ حضرت داؤد علیہ السّلام کا قصّہ سنانے کے لیئے کہا گیا ہے، نیز حضرت داؤد علیہ السّلام کی عبدیت اور اس عزت و شکوہ کا بھی بیان ہے جو ان کو اللہ نے عطا کی تھی یعنی ان کے ساتھ صبح و شام تسبیح کرنے کے لیئے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کیا گیا تھا اور ان کی حکومت کو مستحکم اور طاقتور کیا گیا تھا؛ نیز ان کو حکمت اور فیصلہ کن بات کرنے کی صلاحیت عطا کی تھی اور وہ صاحب قوت اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے "عبد" تھے۔

حکم نمبر ۸۳۸

حضرت داؤد علیہ السّلام کو زمین پر اللہ کا خلیفہ ہونے کی حیثیت سے لوگوں کے درمیان حق پر فیصلہ کرنے اور اپنے نفس کی خواہشات پر نہ چلنے کا حکم۔۔۔ کہ یہ اللہ کی راہ سے بھٹکا نہ دیں۔۔۔ اور اللہ کی راہ پر نہ چلنے والوں کے لیئے شدید عذاب ہے کہ وہ یومِ حساب کو بھلا دیتے ہیں۔

سُوْرَةُ صٓ — آیت نمبر ۲۶

آیت ھٰذا سے پہلے حضرت داؤد علیہ السّلام کی صفاتِ عالیہ اور ان پر اللہ کے فضل و کرم کا بیان کرنے کے بعد آیت ھٰذا میں ان کو زمین پر اللہ کا خلیفہ قرار دیا گیا ہے اور حکم کیا ہے کہ آپ

اپنی خواہشاتِ نفس سے بچ کر حق پر لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کیجیئے کہ نفسانی خواہشات اللہ کے راستے سے بھٹکا دیتی ہیں اور آدمی یوم الحساب کو بھول جاتا ہے اور ایسا کرنے والوں کے لیئے اللہ کی طرف سے سخت عذاب ہے۔ ارشاد ہے کہ " یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ "اے داؤد! ہم نے بے شک بھیجا ہے تم کو خلیفہ بنا کر زمین میں بس تم لوگوں کے درمیان حق پر فیصلے کیا کرو اور اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تم کو اللہ کی راہ سے بھٹکا نہ دیں؛ وہ لوگ جو اللہ کی راہ سے بھٹکے ان کے لیئے سخت عذاب ہے کہ وہ یومِ حساب کو بھول جاتے ہیں۔

حکم نمبر ۸۳۹

(اے رسول ﷺ یہ قرآن حکیم) یہ کتاب جو نازل کی گئی ہے آپ پر برکت والی ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں اور صاحبانِ عقل وشعور اس سے نصیحت حاصل کریں۔

سُوْرَۃُ صٓ	آیت نمبر ۲۹

ارشاد ہے کہ " كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْۤا اٰیٰتِهٖ وَ لِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ "کتاب (یہ قرآن) جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے برکت والی ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں اور نصیحت حاصل کریں (یعنی شعور و عقل رکھنے والے لوگ)

آیت ھٰذا میں قرآنِ حکیم کو برکت والی کتاب قرار دے کر جو رسول اکرم ﷺ پر نازل کی گئی کہا گیا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں کے مفہوم و معنٰی سمجھ کر اس میں بیان کی ہوئی حقیقتوں پر غور و فکر کر کے نصیحت حاصل کریں خاص کر، وہ لوگ جو سوجھ بوجھ اور عقل و شعور رکھتے ہیں یہ صاحبانِ عقل کو دعوتِ ایمان وایقان ہے۔

حکم نمبر ۸۴۰

حضرت ایوب علیہ السّلام کا ذکر کرنے کا حکم سرکار علیہ السّلامکو اس ارشاد کے ساتھ کہ جب انہوں نے شیطان کی پہنچائی ہوئی اذیت و رنج کا اظہار کیا اپنے رب کو پکار کر، تو ان کو حکم ہوا کہ زمین پر پاؤں مارو جس سے نہانے اور پینے کے ٹھنڈے پانی کا چشمہ ابل پڑا اور ان کو شفا نصیب ہوئی۔

سُوْرَۃُ صٓ	آیت نمبر ۴۱۔ ۴۲

ارشاد ہے کہ "وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾" اور بیان کیجئے / یاد کیجئے اے رسول ﷺ ہمارے بندے ایوب علیہ السّلام کو جب انہوں نے ندا دی اپنے رب کو اور کہا کہ مجھ کو شیطان نے تکلیف و عذاب میں ڈال رکھا ہے۔۔۔ تو

ارشاد ہوا کہ "اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ﴿۴۲﴾" اپنے پاؤں سے زمین پر ٹھوکر مارو یہ رہا ٹھنڈا نہانے اور پینے کا پانی۔

ان آیات کا پس منظر یہ ہے کہ جب شیطان کی پہنچائی ہوئی اذیت اور تکلیف کو حد درجہ برداشت کر کے صبر کرنے کی منزلِ کمال پر حضرت ایوب علیہ السّلام متمکن ہوئے تو انہوں نے اپنے رب کو آواز دے کر کہا کہ شیطان نے مجھ کو تکلیف اور رنج حد درجہ پہنچایا ہے کہ ان کا پورا جسم زخموں سے چور ہو کر پھوڑا بن گیا تھا اور اس میں کیڑے پڑ گئے تھے اللہ نے ان کی پکار سن کر فرمایا کہ "ہم نے ان سے کہا کہ زمین پر ٹھوکر ماریئے تو ٹھنڈے پانی کا ایک چشمہ جاری ہوا" جس کو پی کر اور اس سے غسل کر کے وہ صحت یاب ہو گئے۔ ان کی شانِ کمالِ صبر کے حوالے سے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے لیئے نہایت رحمت اور محبت کے ساتھ "عبدنا ایوب" کا لقب استعمال کیا ہے اور سرکار سے فرمایا ہے کہ ان کے کمالِ صبر کا قصّہ لوگوں کو سنا دیجیئے۔

حکم نمبر ۸۴۱

حضرت ایوب علیہ السّلام کے لیئے ارشاد ہے کہ ہم نے ان کو صبر کرنے اور اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والا بہترین بندہ پایا۔۔۔ اس بیان سے قبل ارشاد ہے کہ ہم نے ان سے کہا کہ اپنے ہاتھ میں سینکوں کا ایک گٹھ لے کر مارو (اپنی بیوی کو) اور اپنی قسم جھوٹی نہ کرو۔

سُوْرَۃُ صٓ آیت نمبر ۴۴

آیت ھٰذا میں دیئے گئے حکم کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السّلام نے اپنی شدید بیماری کے دوران ایک حکایت کے حوالے سے کسی بات پر اپنی بیوی سے ناراض ہو کر قسم کھائی تھی کہ جب میں صحت مند ہو جاؤں گا تو تجھ کو سو لکڑیاں ماروں گا۔۔۔۔ آپ کی اس ناراضگی کے باوجود آپ کی زوجہ انتہائی مخلص اور فرمانبردار تھیں اور مشیّتِ ربّی یہ تھی کہ حضرت ایوب علیہ السّلام کی قسم بھی جھوٹی نہ ہو اور ان کی زوجہ بھی پٹنے کی اذیت سے بچ جائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم ایک گھٹا سینکوں کا (جھاڑو) لے کر اس سے اپنی قسم پوری کر لو۔ اس حکم کے ساتھ ہی اللہ نے ان کو اپنا مقبول و صابر اور اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والا پسندیدہ بندہ قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَ خُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَ لَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾" تھامو اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو (سینکوں کا ایک مٹھا یا گٹھا) اور اس سے اس کو مارو کہ تم قسم کو نہ توڑو۔ ہم نے بلاشبہ ان کو صبر کرنے والا پایا۔۔۔۔ وہ بہت عمدہ بندے تھے اور اپنے رب کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والے تھے۔

حکم نمبر ۸۴۲

اور ذکر کیجئے، اے رسول ﷺ ابراہیم، اسحٰق علیہ السّلام اور یعقوب علیہ السّلام کا جو نیک عمل کرنے اور سوجھ بوجھ رکھنے والے، عاقبت کو یاد کرنے والے ہمارے منتخب، نیکی اور خیر کرنے والے بندے تھے۔

ارشاد ہے کہ:۔

"وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَ الْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾" اور یاد کیجئے / ذکر کیجئے ہمارے بندوں ابراہیم علیہ السّلام، اسحاق علیہ السّلام اور یعقوب علیہ السّلام کا جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے یعنی نیک کام کیا کرتے تھے اور سوجھ بوجھ والے تھے۔

"اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾" بے شک ہم نے دارآخرت کی یاد کو ان کا خاصہ بنایا تھا۔

"وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ ﴿۴۷﴾" اور بے شک وہ ہمارے نزدیک خیر کرنے والے لوگوں میں منتخب تھے۔

درج بالا تین آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام اوران کے بیٹے حضرت اسحق علیہ السّلام اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السّلام کا ذکر فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان تینوں انبیاء کی تین خصوصیات کا خاص تذکرہ کیا ہے اوّل یہ کہ وہ ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے یعنی اچھے کام یا نیکی کیا کرتے تھے اور سوجھ بوجھ والے یعنی سچائی کو سمجھنے اور ماننے والے تھے۔۔۔ دوسری خصوصیت یہ بیان فرمائی ہے کہ آخرت اور حیاتِ مابعد یعنی قیامت، حشر اور عذاب وثواب کو ہر وقت ملحوظ رکھتے تھے یہ ان کی امتیازی شان تھی کہ دارِ آخرت کو کبھی نہیں بھولتے تھے اور تیسری بات یہ فرمائی گئی کہ وہ ہماری نظر میں خیر کرنے والے منتخب لوگوں میں تھے۔

حکم نمبر ۸۴۳

اور تذکرہ کیجئے (ان کی بابت بتائیے، اے رسول ﷺ!) حضرت اسمٰعیل اور حضرت اَلْیَسَعَ اور حضرت ذوالکِفْل کا کہ یہ سب انتہائی نیک لوگ تھے۔

سُوْرَةُ صٓ	آیت نمبر ۴۸

جس طرح سابقہ حکم میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام، حضرت اسحٰق علیہ السّلام اور حضرت یعقوب علیہ السّلام کا ذکر کر کے ان کی اعلیٰ صفات و خصوصیات بیان کی گئی ہیں، اسی طرح آیت ھٰذا میں تین اور انبیا کا ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان میں ایک تو حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کا نام ہے اور دو اور انبیاء حضرت الیسع اور حضرت ذوالکفل کا نام شامل ہے۔ ان دو انبیا سے متعلق مصدّقہ تفصیلی واقعات کا علم نہیں ہے۔ بعض شارحین کے مطابق "ذوالکفل" کا اشارہ حضرت الیاس علیہ السّلام یا حضرت زکریا علیہ السّلام کی طرف ہے کہ یہ ان کا یا حضرت یوشع علیہ السّلام بن نون کا لقب ہے اور حضرت الیسع حضرت الیاس علیہ السّلام کے حلیفہ اور نبی تھے۔ ارشاد ہے کہ "وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝۴۸" اور ذکر کیجئے اسمٰعیل علیہ السّلام الیسع اور ذوالکفل کا کہ یہ سب بہترین خیر کرنے والے یعنی اخیار میں تھے۔

حکم نمبر ۸۴۴

آپ ﷺ بتا دیجیے کافروں کو، اے رسول ﷺ ! کہہ دیجیے کہ میں تو بس خبردار کرنے والا (یا بداعمالی اور بے ایمانی پر عاقبت کے عذاب سے خوف دلانے والا) ہوں اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے جو واحد و یکتا اور سب پر غالب ہے۔

سُوْرَۃُ صٓ	آیت نمبر ۶۵

ارشاد ہے کہ "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۚ﴿۶۵﴾"
فرمادیجیے کہ میں تو صرف خبردار کرنے / ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو یکتا وغالب یعنی واحد و قہار ہے۔ آیتِ ھٰذا میں رسول کریم کو ڈرانے والا عذاب حشر سے قرار دیا گیا ہے جو بداعمالوں اور بے ایمانوں کو دیا جائے گا نیز یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ لائق عبادت صرف اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں، نہ تو معبودیت میں اور نہ ہی قدرت و اختیار میں۔ اللہ یکتا ہے اور زبردست غالب ہے ہر بات پر۔

حکم نمبر ۸۴۵

سرکار ﷺ کو یہ فرمادینے کا حکم کہ یہ ایک بڑی خبر ہے جس کو سن کر تم منہ موڑ رہے ہو۔

ارشاد ہے کہ "قُلۡ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيۡمٌ ﴿٦٧﴾" فرمادیجئے یہ ایک عظیم خبر ہے۔ بعض شارحین نے عظیم خبر کے لیئے لکھا ہے کہ یہ اشارہ قیامت کے لیئے اور بعض کے نزدیک یہ خبر سے مراد قرآن حکیم ہے ہر دو تعبیرات میں معنوی لحاظ سے کوئی بنیادی فرق نہیں اس لیئے کہ قیامت کی خبر بھی قرآن حکیم سے ہی ملتی ہے۔ آگے ارشاد ہے۔ "اَنۡتُمۡ عَنۡهُ مُعۡرِضُوۡنَ ﴿٦٨﴾" "جس سے تم منہ موڑ رہے ہو۔" یہاں بھی "جس سے" کا اشارہ "عنہ" اس خبر کے لیئے ہے خواہ قرآن حکیم مراد لی جائے یا خبرِ قیامت۔۔ کہ منکرین دونوں سے ہی منہ موڑ رہے تھے۔ آگے آیات نمبر "٦٩" اور "٧٠" بیان فرمایا گیا ہے کہ یہ خبر جس سے کفار منہ موڑ رہے تھے سرکار ﷺ کو وحی کے ذریعہ دی گئی اور اس بات کی تصدیق و توثیق کے لیئے سرکار کی طرف سے ارشاد ہے کہ عالم بالا میں جو باتیں یا مباحثہ یا گفتگو ہوتی ہے میں تو اس کا جاننے والا نہیں ہوں "مَا كَانَ لِيَ مِنۡ عِلۡمٍۢ بِالۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰٓى اِذۡ يَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿٦٩﴾" میری طرف تو وحی کی جاتی ہے اور میں اس کے ہی مطابق عذاب حشر و قیامت سے خوف زدہ ہونے اور ڈرانے کی خبر دینے والا ہوں "اِنۡ يُّوۡحٰٓى اِلَىَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿٧٠﴾" میری طرف تو وحی کی جاتی ہے کہ میں اس کے مطابق کھلی نصیحت کرنے والا ہوں۔

حکم نمبر ٨٤٦

"نافرمانی پر ابلیس کی" اس کو مردود کر کے جنت سے نکل جانے کا حکم اور قیامت کے دن تک اس پر اللہ کی لعنت کا اعلان۔

سُوۡرَةُ صٓ | آیت نمبر ٧٧۔٧٨

آیت ھٰذا میں ابلیس کو تعمیل حکم نہ کرکے اپنی غلطی کا جواز پیش کرنے اور خود کو آدم علیہ السّلام سے بہتر سمجھ کر تکبر کرنے پر اللہ تعالیٰ نے اس کو جنّت سے نکل جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تو مردود ہوا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ارشاد کیا کہ یوم دین یعنی حشر تک تجھ پر میری لعنت ہے۔ ارشاد ہے کہ "قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٧٧﴾ "اللہ نے فرمایا یہاں سے نکل جا کہ تو مردود ہوا۔" وَّ اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٧٨﴾ "اور بے شک قیامت تک تجھ پر میری لعنت ہے۔ اس کے بعد ابلیس نے مردوں کے دوبارہ زندہ کیئے جانے کے دن تک مہلت طلب کی جو منظور کرلی گئی۔

حکم نمبر ۷۸۴

سرکار ﷺ کو یہ فرمادینے کا حکم کہ میں تم سے نہ تو کسی معاوضہ کا سوال کرتا ہوں اور نہ میں بناوٹی باتیں کرنے والا (متکلّفین میں سے) ہوں۔

سُوْرَۃُ صٓ	آیت نمبر ۸۶

ارشادہے کہ "قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿٨٦﴾" فرمادیجیئے / ان سے کہہ دیجیئے کہ میں تم سے اپنے کام پر کوئی سوال تو نہیں کرتا (یعنی کوئی معاوضہ نہیں چاہتا) اور نہ میں اپنی طرف سے بناوٹی بات کرنے والا ہوں۔۔۔۔ متکلّفین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اصل کے خلاف یا تو من گھڑت کریں یا ادائے فرض سے بیزار ہو کر چہرے سے ناگواری ظاہر کریں۔ سرکار ﷺ نے ان دونوں حالتوں سے خود کو بری قرار دے کر فرمایا، بلکہ سرکار کی طرف سے اللہ نے کہا ہے کہ آپ کارِ رسالت کی انجام دہی میں نہ تو لوگوں سے کوئی معاوضہ طلب کرتے اور نہ خلافِ وحی کوئی بات کہتے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

”حاصل مطالعہ“

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾

وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم

یہ دن بھی نہیں ہوں گے نہ یہ رات رہے گی
باقی فقط اللہ کی ایک ذات رہے گی
(فائق بدایونی)